سلسلہ :: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: بائیسویں

رسالہ نمبر 5

الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ ۱۳۳۷ھ

سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجود التحیۃ ۱۳۳۷ھ

(سجدۂ تعظیمی کے حرام ہونے کے بارے میں پاکیزہ مکھن)

مسئلہ ۱۸۶: باراول از بنارس پھاٹک شیخ سلیم مدرسہ ابراہیمیہ مرسلہ مولوی حافظ عبدالسمیع صاحب ۹ رمضان المبارک ۱۳۳۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

کیافرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ قال زید سجدہ تعظیم وتحیت مرشد طریقت کے لئے اب بھی جائز ہے اور استدلال کرتا ہے حضرت آدم علیہ السلام کے مسجود ملائکہ ہونے سے ونیز واقعہ حضرت یوسف علیہ السلام سے، اور کہتا ہے "فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ﴿۴۶﴾ "[1]۔ساحروں نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال عمرو سجدہ تحیت ادیان ماضیہ میں جائز تھا ہماری شریعت غراء محمدیہ علی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام میں وہ حکم منسوخ ہوا۔ جیسا کہ تفسیر جلالین، مدارک، خازن، روح البیان، جامع البیان، تفسیر کبیر، فتح العزیز وغیرہم میں مصرح ہے۔اور ساحروں کو عرفان حق حاصل ہوا اور انھوں نے معبود حقیقی کو سجدہ کیا۔ جیسا کہ "قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ "[2] (جادوگر کہنے لگے ہم تمام جہانوں کے رب پر

---

[1] القرآن الکریم ۲۶/ ۴۶

[2] القرآن الکریم ۷/ ۱۲۱

ایمان لے آئے جو حضرت موسٰی اور حضرت ہارون کا پروگار ہے۔ت) اس پر دال ہے نہ کہ حضرت موسٰی علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ قال زید آیات اخبار وقصص ناسخ ومنسوخ نہیں ہوتا کما فی نور الانوار (جیسا کہ نور الانوار میں ہے۔ت) لہٰذا اباحت اس کی باقی ہے۔ قال عمرو علمائے مفسرین نے اس حکم کا منسوخ ہونا مصرح بیان فرمایا۔ قال زید مفسرین کی مجرد رائے ہم پر حجت نہیں تاوقتیکہ کوئی آیت اس کی ناسخ یاممانعت میں نہ وارد ہو۔ قال عمرو آیات قرآنی اس کی ممانعت میں نص صریح ہیں مثلاً:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ"[3]	پس اﷲ تعالٰی کے لئے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔(ت)

پس معلوم ہوا سجدہ عبادت ہے پس عبادت غیر خدا کی شرک ہے نیز

"فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا۩"[4]	پس اﷲ کے لیے سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

اور:

"وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝"[5]	اﷲ تعالٰی کے لئے سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اگر تم خاص اسی کی عبادت اور بندگی کرتے ہو۔(ت)

میں لام واسطے تخصیص کے ہے اور ایاہ بھی تخصیص کے لئے آتا ہے۔ لہٰذا سجدہ مخصوص ذات باری تعالٰی کے لئے ہے اور غیر کے لئے شرک وحرام وکفر۔

قال زید ان آیتوں میں سجدہ عبادت کی تخصیص ہے نہ سجدہ تحیت کی۔ لہٰذا وہ جائز ہے۔

قال عمرو "لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ"[6] (نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو۔ت) سے غیر اﷲ کے لئے سجدہ ممنوع ہونا ثابت ہے اگرچہ سجدہ تحیت ہو اور فقہاء ومتکلین نے اس کو حرام وکفر فرمایا ہے۔

کما فی شرح فقہ اکبر "ملا علی" انجاح الحاجۃ،	جیسا کہ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری، انجاح الحاجۃ

---

[3] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۷

[4] القرآن الکریم ۵۳/ ۶۲

[5] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷

[6] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷

حلبی شرح المنیۃ مالا بد منہ، عالمگیری۔	شرح سنن ابن ماجہ، حلبی کبیر وصغری شرح منیۃ المصلی اور مالابد منہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور عالمگیری میں ہے۔(ت)

نیز احادیث صحیحہ اس کی مخالفت میں بکثرت وارد ہیں۔ قال زید آیت میں یہ کہا ہے لا تسجدوا للانسان (کسی انسان کو سجدہ نہ کرو۔ت) حدیثوں میں جواز ہے عکرمہ بن ابوجہل مشرف باسلام ہوئے اور انھوں نے حضرت کو سجدہ کیا آپ نے منع نہ فرمایا کما فی مدارج النبوۃ وروضۃ الاحباب (جیسا کہ مدارج النبوۃ اور روضہ الاحباب میں ہے۔ت) ایک صحابی نے حضرت کی پیشانی پر سجدہ کیا تو حضرت نے فرمایا تو نے اپنا خواب سچا کیا۔ پس ثابت ہوا کہ سجدہ جائز، کما فی مشکوٰۃ (جیسا کہ مشکوٰۃ میں ہے۔ت) قال عمرو عکرمہ کی روایت سے سجدہ مراد لینا اہل علم پر مخفی نہیں کہ کس قدر سادہ لوح ہے کیونکہ منقول ہے۔

فطأطأ رأسه من الحياء، كما في سيرة الحلبي وسيرة النبوية۔	پس اس نے شرم وحیاء کی وجہ سے اپنا سر جھکادیا جیسا کہ سیرت حلبیہ اور سیرت نبویہ میں ہے۔(ت)

اور مدارج النبوۃ میں ہے۔

انگاہ از غایت شرمندگی سر در پیش افگند[7]۔	اس وقت غایت شرم وندامت کی وجہ سے اس نے اپنا سر ان کے آگے جھکادیا۔(ت)

حدیث مشکوٰۃ سے معلوم ہوا کہ پیشانی انور مسجود علیہ تھی نہ مسجود لہ، لہٰذا وہ مفید مدعی نہیں۔ جس چیز پر سجدہ کیا وہ مسجود لہ قرار نہیں پاتی، فتدبر (پس خوب غور وفکر کیجئے۔ت) فالعجب کل العجب (انتہائی حیرت اور تعجب کی بات ہے۔ت) ونیز حدیث قیس ومعاذ بن جبل میں سجدہ تحیت کی نفی صریح وارد ہے۔ لاتفعلوا مشکوٰۃ ابن ماجہ[8] (ایسا مت کرو۔ مشکوٰۃ وابن ماجہ۔ ت) نیز دیگر احادیث جو پرچہ صوفی نمبر ۱۲۴ جلد ۲۱ ماہ رجب ۱۳۳۷ھ میں شائع ہوچکی ہے ملاحظہ ہو۔ قال زید یہ سب حدیثیں خبر احاد ہیں۔ یہ نفی پر حجت ہوسکتیں ونیز آیات، قرآنی سے اباحت ثابت ہے اگر چہ مور خاص ہے مگر حکم عام ہے۔ قال عمرو آیات قرآن واحادیث نبوی وتصریحات فقہاء ومتکلمین سے حرمت وکفر

---

[7] مدارج النبوۃ ذکر عکرمہ بن ابی جھل مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/ ۱۹۹

[8] مشکوٰۃ والمصابیح کتاب النکاح الفصل الثالث مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۸۲، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

ہونا ثابت ہے اس کی اباحت پر حالت اختیاری میں کوئی روایت ضعیف بھی وارد نہیں لہٰذا دعوٰی بلا دلیل ہے وہ مقبول نہیں۔ پس مفتیان دین بیان فرمائیں کہ قول حق وصواب کس کا ہے۔

"فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَلَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾ "[9] بینوا توجروا	پھر دو گروہوں میں سے امن کے زیادہ لائق کون ہے اگر تم علم رکھتے ہو (تو بتاؤ) انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی امیزش نہ کی ان ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ پانے والے ہیں۔ بیان فرماؤ اجر پاؤ۔ (ت)

باردوم: از میرٹھ خیر نگر دروازہ مرسلہ مظہر الاسلام صاحب نبیرہ نواب ممتاز علی خان　　۲۹ شوال ۱۳۳۷ھ

مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولانا بالفضل اولٰنا جناب مولوی احمد رضاخاں صاحب دامت برکاتہم سلام وآداب کے بعد گزارش خدمت کہ ۲۸ جون ۲۹ رمضان المبارک کو رسالہ نظام المشائخ خدمت والا میں روانہ کرکے استدعا کی گئی تھی کہ براہ کرام سجدہ تحیت کے جواز وعدم جواز کی بابت شرع شریف کے مطابق اپنی قیمتی رائے سے خادم کو مطلع فرمایا جائے تاکہ یہ بے بضاعت جناب کے احسان و کرم کی وجہ سے اس عظیم شام مسئلہ میں تشفی واطمینان حاصل کرسکے چند روز ہوئے کہ جناب کہ معرکۃ الآرا تصنیف جو کہ تقویۃ الایمان کے رد وابطال میں تحریر خادم کی نظر سے گزری اس کے صفحہ ۴۳ پر سجدہ تحیت کے جواز میں جو عبارت مزین ہے وہ حسب ذیل ہے:

"وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ"[10]	اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کہ وہ سب سجدہ میں گرے سوائے ابلیس کے۔
"وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ"[11]	یوسف نے اپنے ماں باپ کو تخت پر بلند کیا اور وہ سب یوسف کے لئے سجدے میں گرے۔

یہ خاک بدہن گستاخ اللہ تعالٰی ملائکہ آدم ویعقوب ویوسف علیہم الصلٰوۃ والسلام سب کا شرک ہوا۔ اللہ تعالٰی نے حکم دیا ملائکہ نے سجدہ کیا آدم راضی ہوئے یعقوب ساجد، یوسف رضامند"

---

[9] القرآن الکریم ۶/ ۸۲۔۸۱

[10] القرآن الکریم ۲/ ۳۴

[11] القرآن الکریم ۱۲/ ۱۰۰

پھر جناب والا تحریر فرماتے ہیں: "اور یہاں نسخ کا جھگڑا پیش کرنا ہے محض جہالت۔ شرک کسی شریعت میں حلال نہیں ہو سکتا کبھی ممکن نہیں کہ اللہ تعالٰی شرک کا حکم دے اگرچہ اسے پھر کبھی منسوخ بھی فرمادے"

اگر جناب براہ کرام اپنی محققانہ رائے سے اس ناچیز کو مطلع فرمائیں گے تو یہ درحقیقت ایک بہت بڑی اسلامی خدمت متصور ہو گی۔ جناب کی مذکورہ بالا تحریر کے صریح معنی تو یہی سمجھ میں آئے کہ سجدہ تحیت جائز ہے والسلام مع الاکرام۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم لك الحمد یامن خشعت له القلوب وخضعت له الاعناق وسجدت له الجباہ * وحرم السجود فی ھذا الدین المحمود * والشرع المسعود * لمن سواہ * صل وسلم وبارك علی اکرم من سجد لك لیلا ونھارا * وحرم السجود لغیرك تحریما جھارا * وعلی اله وصحبه الفائزین بخیرہ * الذین لم یشن الله وجوھھم بالخرور بغیرہ * نورنا الله بانوارھم * ووفقنا الاتباع اٰثارھم * اٰمین۔	اے اللہ! تعریف وتوصیف تیرے لئے ہے۔ اے وہ ذات کہ جس کے لئے دل عاجز ہوگئے۔ (یعنی ان میں فروتنی پیدا ہو گئی) اور اس کے لئے گردنیں جھک گئیں اور پیشانیاں سجدہ ریز ہوگئیں۔ اور اس اچھے دین اور باسعادت شریعت میں اس کے سوا کسی غیر کو سجدہ حرام ہوگیا۔ اے اللہ! درود وسلام اور برکت نازل فرما اس مقدس ہستی پر جو ان لوگوں میں سب سے بڑے کریم ہیں۔ جنھوں نے رات دن تجھے سجدہ کیا۔ اور تیرے سوا کسی دوسرے کو واضح طور پر سجدہ کرنا حرام فرمایا۔ اور ان کی آل اور ساتھیوں پر (نیز درود وسلام اور برکات نازل ہو) جو اس کی بھلائی میں کامیاب ہوگئے۔ وہ ایسے ہیں کہ کسی غیر کے آگے گرنے سے۔ اللہ تعالٰی نے ان کے چہروں کو عیبناک نہیں کیا۔ اللہ تعالٰی ہمیں ان کے انوار سے روشن فرمائے اور ہمیں ان کے نشانات قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اے اللہ! ہماری یہ دعا قبول فرمالیجئے! (ت)

مسلمان اے مسلمان! اے شریعت مصطفوی کے تابع فرمان جان اور یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں۔ اس کے غیر کو سجدہ عبادت یقینا اجماعا شرک مہین وکفر مبین اور سجدہ تحیت حرام وگناہ کبیرہ بالیقین اور اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین

ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق وہ کفر صوری پر محمول۔ کما سیأتی بتوفیق المولٰی سبحنہ وتعالٰی (جیسا کہ اللہ تعالٰی پاک وبرتر کے توفیق دینے سے عنقریب یہ مسئلہ آئے گا۔ت) ہاں مثل صنم وصلیب وشمس وقمر کے لئے سجدے پر مطلقًا کفار، کما فی شرح المواقف وغیرہ من الاسفار (جیسا کہ شرح مواقف وغیرہ بڑی کتابوں میں مذکور ہے۔ ت) ان کے سوا مثل پیر ومزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز ومباح جیسا کہ زید کا ادعائے باطل نہ شرک حقیقی نامغفور جیسا کہ وہابیہ کا زعم عاطل۔ بلکہ حرام ہے۔ اور کبیرہ وفحشاء۔ "**فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ**ؕ"[12] (اللہ تعالٰی جس کو چاہے معاف کر دیتا ہے اور جس کو چاہے سزا دیتا ہے۔ت) ابطال شرک کے لئے تو وہی واقعہ حضرت آدم اور مشہور جمہور پر حضرت یوسف بھی علیہما الصلٰوۃ والسلام دلیل کافی ہے۔ محال ہے کہ مولٰی کہ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام میں سے کوئی کسی مخلوق کو اپنا شریک کرنے کا حکم دے اگرچہ پھر اس منسوخ بھی فرمائے اور محال ہے کہ ملائکہ وانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں سے کوئی کسی کو ایک آن کے لئے شریک خدا بنائے یا اسے روا ٹھہرائے، کوکبۃ الشہابیۃ میں اسی کا بیان اور زعم وہابی کا ابطال بین البرہان۔ اس کا صرف اتنا مفاد و مقصود کہ وہابی کا شرک باطل و مردود، وہابی نے اس پر شرک نامغفور کا حکم لگا کر آدم ویعقوب ویوسف وملائکہ علیہم الصلٰوۃ والسلام سب کو معاذاللہ مشرک بنادیا۔ اور رب عزوجل کو (خاک بدہن گستاخی) شرک کا حکم دینے اور جائز رکھنے والا ٹھہرادیا۔ یہ ضرور حق اور افادہ جواز سے اجنبی مطلق کیا جو کچھ شرک نہ ہو سب جائز وروا ہے۔ یوں تو زناء وقتل وشرب وخمر واکل خنزیر سب کچھ حلال ٹھہرتا ہے کہ یہ باتیں بھی شرک نہیں تو معاذاللہ سب جائز ہوئی اور جہل صریح وضلال مبین۔ **والعیاذ باللہ رب العالمین** (اور اللہ تعالٰی کی پناہ جو سارے جہانوں کا پروردگا ہے۔ت) اور ابطال اباحت کو احادیث متواترہ اور ائمہ دین کے نصوص وافرہ مسئلہ شرعیہ حدیث وفقہ سے لیا جائے گا اور ان میں اس کی تحریم متواتر اس کے ممنوع وناجائز وگناہ کبیرہ ہونے کی تصریحات متظافر، پرچہ نظام المشائخ دہلی رجب ۱۳۳۷ھ کا اس سوال کے ساتھ آیا اس میں متعلق سجدہ تحریر بے تحریر نے ایک ایسے نام سے انتساب پایا جس کی طرف اس کی نسبت نے عجب تعجب دلایا۔ اس تحریر میں اول تا آخر جہالتیں سفاہتیں عبارات و مطالب میں طرفہ خیانتیں، شرح مطہر پر شدید جراتیں حتی کہ خود نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سخت حملہ ہائے بے باک حضور ورب حضور پر افتراہائے ناپاک۔ پھر صحابہ وائمہ وفقہاء واولیاء کا کیا ذکر ان

---

[12] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۴

کی رفیع شان میں کمال زبان درازوں کی کیا فکر یہاں تک کہ ان کو نہ صرف جاہل ضدی سنگدل بتایا بلکہ بھر منہ شقی ملعون شیطان راندہ درگاہ ٹھہرایا۔ **وسیجزی الله الفاسقین کذٰلك یجزی الظالمین** (عنقریب اللہ تعالٰی نافرمانوں کو سزا دے گا اور اسی طرح ظالموں کو بدلہ دے گا۔ت) یہ سب بھی اینہم پر علم تھے کہ اور ضلال کیا کم تھے جب مذہب نہیں کچھ عجب نہیں مگر سخت آفت یہ کہ عبارتیں کی عبارتیں جی سے گھڑیں اور صاف بے دھڑک مشہور کتابوں کی طرف نسبت کردیں تو وہ بھی اس جسارت کی شان سے کہ جلد و صفحہ و باب کے نشان سے مذہبی حالت کچھ سہی۔ جسے ادنی حیاوانسانیت کے دائرے میں رہنا پسند ہو کیونکر ان کا مرتکب ہوسکے اگر نہ رسالہ خبیثہ سیف النقی کی طرح پابند اثر دیوبند ہو نہ کہ ایک مشہور شخص جو پیش خویش صوفی و شیخ بننے کا خواہشمند ہو بہر حال مسلمانوں کو اس کے فریبوں سے بچانا لازم اشد جسے ہم نے بکر سے تعبیر کیا ہے کسے باشد مذکور سوال زید کے جتنے مکر ہیں سب مشتے از خروارہ بکر ہیں لہٰذا خبر گیری اسی کی کافی آئی **وکل الصید فی جوف الفراء** [13] (ہر شکار فراء کے پیٹ میں ہے۔ت) ایسی تحریرات اگرچہ قطعاً نا قابل التفات بعد اشاعت فاحشہ اس کا انسداد امر مہم۔

اب یہ مبارک جواب بتوفیق الوھاب چھ ۶ فصل پر منقسم:

فصل ۱: قرآن کریم سے سجدہ تحیت کی تحریم، یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۸ پر کہا: "کوئی آیت سجدہ انسان کے خلاف قرآن میں کہیں بھی نہیں"

فصل ۲: چالیس حدیثوں سے سجدہ تحیت کی تحریم: یہ اس کا رد ہے جو بکر نے ایک ضعیف حدیث دکھا کر صفحہ ۹ پر کہا: "اسی حدیث کو سجدہ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوائے اس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں" اللہ اکبر۔ متواترہ حدیثوں کے مقابل یہ ڈھٹائی۔

فصل ۳: ایک سو دس نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کی تحریم۔ یہ اس کا رد ہے جو بکر نے صفحہ ۲۳ پر کہا: "سوائے چند جاہل ضدی لوگوں کے کوئی سجدہ تعظیم کے خلاف نہ تھا" صفحہ ۲۴: "اس سے انکار کرنے والے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہوں گے" صفحہ ۱۰: سجدہ تعظیمی کا انکار موجب لعنت و پھٹکار "**وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ**" [14] (بہت جلدی ظالم جان لیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

---

[13] کنز العمال بحوالہ الدیلمی حدیث ۴۴۱۳۸ ۱۶/ ۱۲۱ و تاج العروس فصل الفاء من باب الهمزة ۱/ ۹۶

[14] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

فصل ۴: خود بکر کی سندوں اور اسی کے مستندوں اور اسی کے منہ سے قرآن مجید واحادیث متواترہ واجماع علماء واجماع اولیاء سے سجدہ تحیت حرام ہونے کا ثبوت یہ کاہے کارد ہے اسے بکر سے پوچھئے۔

فصل ۵: اس ذراسی تحریر میں بکر کے افتراء اختراع، کذب، خیانت، جہالت، سفاہت، کا اظہار

فصل ۶: سجدہ آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کی بحث اور اس سے استدلال مجوز کا قاہر ابطال۔

وباللہ التوفیق والوصول الی التحقیق والحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا والہ وصحبہ اجمعین۔ آمین!	اور اللہ تعالٰی ہی سے کرم سے حصول توفیق ہے۔ اور تحقیق تک رسائی ہوسکتی ہے۔ ہر تعریف اللہ تعالٰی ہی کے لئے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے ہمارے آقا اور مولٰی اور ان عذاب کی سب آل اور تمام ساتھیوں پر اللہ تعالٰی کی رحمت نازل ہو اے اللہ! ہماری دعا قبول فرمالیجئے۔ (ت)

فصل اول: قرآن کریم سے سجدۂ تحیت کی تحریم

قال ربنا تبارك وتعالی "وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾ "[15]۔	(ہمارے رب تبارک وتعالٰی نے فرمایا) نبی کو یہ نہیں پہنچتا کہ تمھیں حکم فرمائے کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو رب ٹھہرالو کیا نبی تمھیں کفر کا حکم دے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔

عبد بن حمید اپنی مسند میں سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرمایا:

بلغنی ان رجلا قال یارسول اللہ نسلم علیك لما یسلم بعضنا علی بعض افلا نسجدلك قال لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ	مجھے حدیث پہنچی کہ ایک صحابی نے عرض کی یارسواللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم حضور کو بھی ایسا ہی سلام کرتے ہیں جیسا کہ آپس میں کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا نہ بلکہ اپنے نبی کی تعظیم کرو اور سجدہ خاص حق خدا کا ہے۔

[15] القرآن الکریم ۳/ ۸۰

فانہ لاینبغی ان یسجدوا لاحد من دون تعالٰی فانزل اللہ تعالٰی ماکان لبشر الی قول بعد اذا نتم مسلمون ○[16]	اسے اسی کے لئے رکھو اس لئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ سزا وار نہیں اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری۔

اکلیل فی استنباط التنزیل میں اس آیت کے نیچے یہی حدیث اختصار ذکر کرکے فرمایا: ففیہ تحریم السجود لغیر اللہ تعالٰی[17] (اس میں غیر خدا کے لئے حرمت سجدہ کا بیان ہے۔ت)

تواس آیہ کریمہ نے غیر خدا کو سجدہ حرام فرمایا: آیت کی ایک شان نزول یہ بھی ہے کہ نصارٰی نے کہا ہمیں عیسٰی نے حکم دیا ہے کہ ہم ان کو خدا مانیں اس پر اتری، امام خاتم الحفاظ نے جلالین میں دونوں سبب یکساں بیان کئے:

نزل لما قال نصارٰی نجران ان عیسٰی امر ھم ان یتخذوا ربا اولما طلب بعض المسلمین السجود لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[18]۔	آیت مذکورہ اس وقت نازل ہوئی جب نجران کے عیسائیوں نے کہا کہ حضرت عیسٰی السلام نے انھیں حکم دیا کہ وہ حضرت عیسٰی کو رب بنالیں، یا اس کا نزول اس وقت ہوا جب بعض مسلمانوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کا مطالبہ کیا۔(ت)

اس نے ظاہر کردیا کہ دونوں سبب قوی ہیں کہ خطبہ میں وعدہ ہے کہ تفسیر میں وہی قول لائیں گے جو سب سے صحیح تر ہو اور بیضاوی ومدارک وابوسعود وکشاف وتفسیر کبیر میں وشہاب وجمل وغیرہم عامہ مفسرین نے اسی سبب اول کو ترجیح دی ہے کہ مسلمانوں نے حضور کو سجدے کی درخواست کی اس پر اتری خود آخر آیت میں فرمایا گیا تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کہ تم مسلمان ہو تو ضرور مسلمان مخاطب ہیں جو خواہان سجدہ ہوئے تھے نہ کہ نصارٰی۔ مدارک شریف وکشاف میں ہے:

بعد اذا نتم مسلمون یدل علی ان المخاطبین کانوا مسلمین وھم الذین استأذنوہ ان	آیت کے الفاظ "بعد اذا انتم مسلمون" اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آیت کریمہ کے مخاطب مسلمان تھے

[16] الدرالمنثور بحوالہ عبد بن حمید الحسن تحت آیۃ ۳/ ۸۰ مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۲/ ۴۷

[17] الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

[18] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۳/ ۸۰ اصح المطابع دہلی ۱/ ۲۴۰

یسجدوا له[19]۔	اور یہ وہی لوگ تھے جنھوں نے حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔(ت)

بیضاوی وارشاد العقل میں ہے:

دلیل ان الخطاب للمسلمین وھم المستأذنون لان یسجدوا له[20]۔	آیت میں یہ دلیل ہے کہ اس میں خطاب مسلمانوں کو ہے۔ اور یہ وہی لوگ ہیں کہ جنھوں نے حضور پاک سے انھیں سجدہ کرنے کی اجازت مانگی۔(ت)

کبیر[21] میں قول کشاف نقل کرکے مقرر رکھا فتوحات میں ہے:

یقرب ھذا الاحتمال فی اٰخر الایة بعد اذ انتم مسلمون[22]۔	آیت کریمہ کے آخر میں "بعد اذ انتم مسلمون" کے الفاظ اس احتمال کے قریبی ہونے کو چاہتے ہیں۔(ت)

عنایۃ القاضی میں ہے:

ھذا الفاصلة رجیح القول بانھا نزلت فی المسلمین القائلین افلا نسجد لك[23]۔	یہ فاصلہ اس قول کی ترجیح ہے کہ آیت اللہ مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جو حضور پاک سے عرض کررہے تھے کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں(ت)

تفسیر نیشاپوری میں بھی اس کی تقویت کی اقول وباللہ التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتاہوں) خطاب نصارٰی پر انتم مسلمون میں مجاز کی ضرورت ہے کہ نصارٰی نجران مسلمان کب تھے تو معنی عـــہ یہ لینے ہونگے ایامر کم آباء کم الاولین بالکفر بعد ان کانوا مسلمین۔ کیا عیسٰی تمھارے اگلے

عـــہ: **اقول:** وتاویلی ھذا اصح و	**اقول:** میری یہ تاویل بیضاوی کے حاشیہ میں (باقی اگلے صفحہ پر)

[19] مدارك التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰۔ ۱/ ۱۶۶ وتفسیر کشاف تحت ۳/ ۸۰ انتشارات آفتاب تہران ۱/ ۴۴۰

[20] انوار التنزیل (تفسیر بیضاوی) النصف الاول ص ۲۶ وارشاد العقل السلیم تحت آیۃ ۳/ ۸۰ الجزء الثانی ص ۵۳

[21] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۳/ ۸۰ المطبعة البھیة المصریة مصر الجزء الثامن ص ۱۲۱

[22] الفتوحات الالٰھیه تحت آیۃ ۳/ ۸۰ مصطفی البابی مصر ۱/ ۲۹۱

[23] عنایة القاضی علی انوازل التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰ دار صادر بیروت ۳/ ۴۱

باپ داداؤں کو جوان کے زمانے میں دین حق پر تھے کفر کا حکم کرتے بعد اس کے کہ وہ ایمان لاچکے تھے اور خطاب مسلمین پر کفر حل تاویل کی حاجت ہے کہ مسلمان نے ہر گز سجدہ عبادت نہ چاہا۔

اوّلاً: یہ صحابہ سے معقول تھا روز اول سے توحید کا آفتاب عالم آشکار فرمادیا تھا موافق مخالف نزدیک کا دور ہر شخص جانتا تھا ہر گھر میں چرچا تھا کہ یہ ایک اللہ کی عبادت بلاتے اور شرک کے برابر کسی شیئ کو دشمن نہیں رکھتے تو کسی صحابی سے عبادات نبی کی درخواست اور وہ بھی خود نبی سے کیونکہ متصور تھی خصوصا سجدہ کی درخواست کرنے والے کون تھے، اجلہ صحابہ معاذ بن جنبل و قیس بن سعد و سلمان فارسی حتی کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہم جیسا کہ فصل احادیث میں آتا ہے۔

ثانیاً: حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جواب میں یہی فرمایا کہ ایسانہ کرو، یہ نہ فرمایا کہ تم عبادت غیر کی درخواست کرکے کافر ہوگئے تمھاری عورتیں نکاح سے نکل گئیں توبہ کرو دوبارہ اسلام لاؤ، پھر عورتیں راضی ہوں توان سے نکاح کرو۔

ثالثاً: سب سے زائد یہ کہ مولٰی تعالٰی بھی تو خود اسی آیت میں ان کو مسلمان بتارہاہے کہ تم تو مسلمان ہو کیا تمھیں کفر کا حکم دیں۔ لہٰذا امام محمد بن حافظ الدین وجیز میں فرماتے ہیں:

قول تعالٰی مخاطباً الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم ایأمرکم بالکفر بعد اذا انتم مسلمون، نزلت حین استأذنوا فی	اللہ عزوجل نے صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے فرمایا کیا نبی تمھیں کفر کا حکم دیں بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو یہ آیت اس وقت اتری جب صحابہ نے رسول اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اظھر من تاویل الشھاب فی حاشیۃ البیضاوی اذ قال وان جاز ان یقال للنصارٰی انامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ای منقادون و مستعدون لقبول الدین الحق ارخاء للعنان واستدراجا [24] اھ ففیہ مالایخفی علی نبیہ ۱۲ منہ۔	شہاب کی اس تاویل سے اصح واظہر ہے جو انھوں نے فرمایا کہ نصارٰی کو یہ کہنا کیا ہم تمھیں کفر کا حکم کرتے جب تم مسلمان ہو چکے اگر جائز ہے تو اس معنی میں کہ مطیع ہوچکے ہو اور دین حق کو قبول کرنے میں رغبت پیدا کرچکے ہو یہ بطور ارضاء عنان و استدراج ہے اھ تو اس تاویل میں اعتراض ہے جو سمجھدار پر مخفی نہیں ہے۔ ۱۲منہ (ت)

[24] عنایۃ القاضی علی انوار التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰ دار صادر بیروت ۳/ ۴۱

السجود له صلی الله تعالٰی علیه وسلم ولایخفی ان الاستئذان لسجود التحیة بدلالة بعد اذ انتم مسلمون، ومع اعتقاد جواز سجدة العبادة لایکون مسلماً فکیف یطلق علیهم بعد اذ انتم مسلمون[25]	صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت چاہی اور ظاہر ہے کہ انھوں نے سجدہ تحیت کی درخواست کی تھی اس دلیل سے کہ فرماتا ہے کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو اور سجدہ عبادت جائز مان کر مسلمان نہیں رہتا تو یہ کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔(ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) بعدہ یہی دلیل روشن کررہی ہے کہ کفر سے کفر حقیقی مراد نہیں کہ کفر حقیقی کی درخواست کرکے بھی مسلمان نہیں رہتا پھر کیونکر فرمایا جاتا کہ بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو،

وقد کان استدل به البعض القائلون بان سجدة التحیة کفر مطلقا، وذکرہ فی الوجیز دلیلالهم، فانقلب الدلیل علی المدعی وثبت انها لیست یکفر کما علیه الجمهور والمحققون فاحفظ وتثبت ولله الحمد۔	بعض لوگوں نے اس سے استدلال کیا ہے کہ جو سجدہ تعظیمی کے علی الاطلاق کفر کے قائل ہیں، وجیز میں ان کی دلیل ذکر فرمائی۔ پھر دلیل دعوی پر پلٹ آئی تو یہ ثابت ہوگیا کہ سجدہ تعظیمی کفر نہیں جیسا کہ جمہور اور اہل تحقیق کا یہ مؤقف ہے۔ لہٰذا اس کو یاد رکھو اور اللہ تعالٰی ہی کے لئے حمد ہے۔(ت)

لاجرم کفر سے مراد کفر دون کفر ہوگا جو محاورات شارح میں شائع ہے خصوصاً سجدہ کہ نہایت مشابہ پرستش غیر ہے فصل دوم میں زمین بوسی کی نسبت کافی شرح وافی وکفایہ شرح ہدایہ وتبیین شرح کنز ودرمختار ومجمع الانہر وفتح اللہ المعین وجواہر اخلاطی وغیرہا سے آئے گا لانه یشبه عبادة الوثن [26] بت پرستی کے مشابہ ہے، تو سجدہ تو مشابہ تر کفر ہوگا، اس کی صورت بعینہا صورت کفر بلا ادنی تفاوت ہے تو کفر صوری ضرور ہے جیسا کہ فصل دوم میں خلاصہ ومحیط ومنح الروض ونصاب الاحتساب وغیرہا سے آتا ہے ان هذا کفر صورة [27] سجدہ صورت کفر ہے۔

وهو احد مناز ع هذا الاطلاق فی	اہل علم کے کلام میں جو اطلاق ہے اس میں یہ

[25] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش الفتاوٰی الہندیہ کتاب الفاظ تکون اسلاما اوکفرا الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۴۳

[26] درمختار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[27] منح الروض الازہر علی الفقہ الاکبر فصل فی الکفر المصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

کلامھم کما سیأتی بعونہ عزوجل۔	ایک تنازع کی جگہ ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی عزت والے اور بڑی شان والے کی مدد سے عنقریب آئے گا(ت)

بہر حال آیۃ کریمہ میں ایک طریقہ تجوز ہے لہٰذا امام خاتم الحفاظ نے دونوں شان نزول برابر رکھیں اور شک نہیں کہ ایک ایک آیت کے لئے کئی کئی شان نزول ہوتے ہیں اور قرآن کریم اپنے جمیع وجوہ پر حجت ہے کما فی التفسیر الکبیر وشرح المواھب للزرقانی وغیرھما (جیسا کہ تفسیر کبیر اور شارح مواہب اللزرقانی وغیرہما میں ہے۔ت) تو قرآن عظیم نے ثابت فرمایا کہ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے کہ مشابہ کفر ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی** صحابہ کرام نے حضور کو سجدہ تحیت کی اجازت چاہی اس پر ارشاد ہوا کیا تمھیں کفر کا حکم دیں، معلوم ہوا کہ سجدہ تحیت ایسی قبیح چیز ایسا سخت حرام ہے جسے کفر سے تعبیر فرمایا: جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لئے سجدہ تحیت کا یہ حکم ہے پھر اوروں کا کیا ذکر۔ **واللہ الھادی۔**

فصل دوم: چالیس حدیثوں سے تحریم سجدۂ تحیّت کا ثبوت

حدیث میں چہل حدیث کی بہت فضیلت آتی ہے۔ائمہ وصلحاء نے رنگ رنگ کی چہل حدیثیں لکھی ہیں ہم بتوفیقہ تعالٰی یہاں غیر خدا کو سجدہ حرام ہونے کی چہل حدیث لکھتے ہیں یہ حدیثیں دو۲ نوع:

نوع اول: سجدہ غیر کی مطلقاً ممانعت۔

حدیث عــــہ **اول۱:** جامع ترمذی وصحیح ابن حبان وصحیح مستدرک ومسند بزار وسنن بیہقی میں ابوہریرہ

عــــہ: رأیتہ فی جامع الترمذی وغرہ فی الدر المنثور[28] تحت قولہ عزوجل الرجال قوامون علی النساء للبزار والحاکم والبیھقی وفی نکاح والترغیب،[29] وذیل الجامع[30] الصغیر لابن حبان اقتصر فی ھذا علی مرفوعہ مشیا من الکتاب علی موضوعہ و وقع فی کنز العمال[31] رمزن للنسائی وھو تصحیف ت للترمذی ۱۲منہ۔	میں نے یہ حدیث جامع ترمذی میں دیکھی ہے اور اس کو در منثور نے آیۃ کریمہ "الرجال قوامون علی النساء" کی تفسیر میں بزار حاکم اور بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے اور ترغیب کے باب نکاح اور جامع صغیر کے ذیل میں اس کو ابن حبان کی طرف منسوب کیا اور اس میں صرف مرفوع حصہ پر اقتصار کیا ہے اپنی کتاب کے موضوع کے مطابق اور کنز العمال میں رمزن نسائی واقع ہے حالانکہ یہ رمزت کی جگہ ن کو ذکر کردیا گیا ہے یعنی ترمذی کے بجائے غلطی سے نسائی کا رمز کر دیا ہے۔۱۲منہ (ت)

[28] الدر المنثور تحت آیۃ الرجال قوامون الخ ۲/ ۱۵۲

[29] الترغیب والترھیب حدیث ۱۹ ۳/ ۵۴

[30] کنز العمال حدیث ۴۴۷۹۴ ۱۶/ ۳۳۶

[31] کنز العمال حدیث ۴۴۷۷۳ ۱۶/ ۳۳۲

رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال جاءت امرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ اخبر نی ماحق الزوج علی الزوجۃ قال لوکان ینبغی لبشر ان یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا اذا دخل علیھالما فضلہ اللہ علیھا ھذا لفظ البزار[32] والحاکم والبیھقی وعندالترمذی المرفوع منہ بلفظ لوکنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[33]۔	ایک عورت نے بارگاہ رسالت علیہ افضل الصلٰوۃ والتحیۃ میں حاضر ہوکر عرض کی یارسول اللہ شوہر کا عورت پر کیا حق ہے۔ فرمایا اگر کسی بشر کو لائق ہوتا کہ وہ دوسرے بشر کو سجدہ کرے تو میں عورت کو فرماتا کہ جب شوہر گھر میں آئے اسے سجدہ کرے اس فضیلت کے سبب جو اللہ نے اسے اس پر رکھی ہے یہ الفاظ بزر، حاکم اور بیہقی کے ہیں۔ امام ترمذی کے ہاں مرفوع الفاظ یہ ہیں کہ اگر کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم فرماتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث حسن صحیح ہے۔ (ت)

حدیث عــــہ **دوم ۲**: بزار نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

قال دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم حائطا فجاء بعیر فسجد لہ فقالوا ھذہ بھیمۃ لاتعقل سجدت لك ونحن نعقل فنحن ان نسجد لك فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لبشر ان یسجد بشر لو صلح لامرت المرأۃ	حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک اونٹ نے حاضر ہوکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یہ بے عقل چوپایہ ہے اس نے حضور کو سجدہ کیا ہم تو عقل رکھتے ہیں ہمیں زیادہ لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے

عــــہ: شروح الشفاء الخفاجی والقاری و مناھل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء للامام خاتم الحافظ ۱۲ منہ۔	شفاء شریف کی شروح خفاجی اور قاری کی اور مناہل الصفا تخریج احادیث الشفاء امام خاتم الحفظ کی۔ ۱۲ منہ (ت)

[32] کشف الاستار عن زوائد البزار حدیث ۱۴۶۶ باب حق الزوج علی زوجتہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۸، المستدرك للحاکم کتاب النکاح ۲/ ۱۸۹ و الترغیب والترھیب بحوالہ البزار والحاکم ۳/ ۵۴

[33] جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی الزوج علی المرأۃ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳۸

ان تسجد لزوجھا لما لہ من الحق علیھا[34]۔	آدمی کو لائق نہیں کہ آدمی کو سجدہ کرے ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو فرماتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس حق کے سبب جو اس کا اس پر ہے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مناہل الصفا میں فرمایا: اس حدیث کی سند حسن ہے۔

حدیث عـــہ **سوم** ۳: احمد ونسائی وبزار وابونعیم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال کان اھل بیت من الانصار لھم جمل یسنون علیہ وانہ استصعب علیھم (فذکر القصۃ الی قولہ) فلما نظر الجمل الی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خر ساجدا بین یدیہ فقال لہ اصحابہ یا رسول اللہ ھذہ بھیمۃ لاتعقل تسجد لک ونحن نعقل فنحن احق ان	یعنی انصار میں ایک گھر کا آبکشی کا اونٹ بگڑ گیا کسی کو پاس نہ آنے دیتا کھیتی اور کھجوریں پیاسی ہوئیں۔ سرکار میں شکایت عرض کی، صحابہ سے ارشاد ہوا چلو باغ میں تشریف فرما ہوں۔ اونٹ اس کنارے پر تھا۔ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف چلے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ بورا نے (باؤلے) کتے کی طرح ہوگیا ہے مبادا حملہ کرے۔ فرمایا ہمیں اس کا اندیشہ نہیں۔ اونٹ حضور کو دیکھ کر

عـــہ: عزاہ لاحمد فی الدر المنثور[35] ولہ للنسائی فی المواھب[36] وفی الترغیب البزار قال المنذری رواہ النسائی مختصرا[37] اھ ورأیتہ لابی نعیم فی دلائل النبوۃ ووقع فی کنز العمال[38] رمز ت للترمذی وھو تصحیف ن للنسائی عکس ماسبق علقہ الترمذی عن کثیرین تحت حدیث ابی ھریرۃ الاول منھم الانس رضی اللہ تعالٰی عنھم ۱۲ منہ غفرلہ۔

درمنثور میں احمد اور مواہب میں حمد اور نسائی کی طرف منسوب ہے اور ترغیب میں بزار کا اضافہ ہے۔ امام منذری نے کہا۔ اور اس کو نسائی نے مختصراً روایت کیا ہے اھ اور میں نے ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں دیکھا کہ اور گزشتہ غلطی کے برعکس یہاں غلطی ہے اس کو ترمذی نے ابوہریرہ کی حدیث کے تحت حضرات سے بطور تعلیق روایت کیا ہے ان حضرات میں پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہم ہیں۔ ۱۲ منہ (ت)

[34] مجمع الزوائد بحوالہ احمد والبزار باب فی معجزاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الخ دار الکتاب بیروت ۹/ ۴، ۱۷، نسیم الریاض فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات ۳/ ۸۰، ۸۱ و شرح الشفاء لملاعلی قاری علی ہامش نسیم الریاض ۳/ ۸۰

[35] الدر المنثور ۲/ ۱۵۴

[36] المواھب اللدنیہ معجزات کلام الحیوانات ۲/ ۵۴۹

[37] الترغیب والترھیب حدیث ۲۰ ۳/ ۵۵

[38] کنز العمال حدیث ۳۴۷۷۴ ۱۲/ ۳۳۳

نسجد لك قال لایصلح لبشر ان یسجد لبشر ولو صلح ان یسجد بشر لبشر لامرت المرأة ان تسجد لزوجها من عظم حقه علیها[39] وعند النسائی مختصرًا۔	چلا اور قریب آکر حضور کے لئے سجدہ میں گرا حضور نے اس کے ماتھے کے بال پکڑ کر کام میں دے دیا وہ بکری کی طرح ہوگیا (آگے وہی ہے کہ) صحابہ نے عرض کی ہم تو ذی عقل ہیں ہم زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا آدمی کو لائق نہیں کہ کسی بشر کو سجدہ کرے ورنہ میں عورت کو مرد کے سجدے کا حکم فرماتا۔

امام منذری نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے اور اس کے راوی مشاہیر ثقہ۔

حدیث عـــہ چہارم ۴: امام احمد و بزار و ابونعیم انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال دخل النبی صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم حائطا الانصار ومعه ابوبکر وعمر فی رجال من الانصار وفی الحائط غنم فسجدن له فقال ابوبکر یا رسول اللہ کنا نحن احق بالسجود لك من هذه الغنم قال انه لاینبغی فی امتی ان یسجد احد لاحد ولو کان ینبغی ان یسجد احد لاحد	حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انصار کے ایک باغ میں تشریف فرما ہوئے صدیق وفاروق اور کچھ انصار رضی اللہ تعالٰی عنہ ہمرکاب تھے باغ میں بکریاں تھیں انھوں نے حضور کو سجدہ کیا صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ان بکریوں سے ہم زیادہ حقدار ہیں اس کے کہ حضور کو سجدہ کریں، تو فرمایا بیشک میری امت میں نہ چاہئے کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے۔

عـــہ: عزاه فی المواهب[40] لابی محمد عبداللہ بن حامد الفقیه فی کتاب دلائل النبوة له فقال الزرقانی مابعد المصنف التجوز فقد رواه احمد والبزار[41] وکذٰلك عزاه لهما الامام السیوطی فی مناهل الصفا فی تخریج حدیث الشفاء ورأیته ابی نعیم فی دلائل النبوة والیه عزا فی الخصائص[42] ۱۲ منه۔	مواہب میں اس کو ابو محمد بن عبداللہ بن حامد فقیہ کی کتاب دلائل النبوۃ کی طرف منسوب کیا ہے تو زرقانی نے کہا مصنف کا مجازا ذکر ہے۔ تو اس کو احمد اور بزار نے روایت کیا اور یونہی امام سیوطی نے مناہل الصفا میں ان دونوں کی طرف منسوب کیا اور میں نے اس کو ابونعیم کی دلائل النبوۃ میں دیکھا ہے اور امام السیوطی نے خصائص میں اس کی طرف منسوب کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

[39] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون الجزء الثانی عالم الکتب بیروت ص ۱۳۷، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۵۹۔۵۸

[40] المواہب اللدنیہ ۲/ ۵۵۱

[41] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ۵/ ۱۴۳

[42] الخصائص الکبرٰی ۲/ ۲۶۵

لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[43]۔	اور ایسا مناسب ہوتا تو میں عورت کو شوہر کو سجدے کا حکم فرماتا۔

ملا علی قاری نے شرح الشفاء امام قاضی عیاض میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ خفاجی نے نسیم الریاض میں کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پنجم ۵: بیہقی وابو نعیم دلائل النبوۃ میں عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

بینما نحن قعود مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا تاہ اٰت فقال یا رسول اللہ ناضح آل فلاں قد ابق علیھم فنھض رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (فذکر القصۃ وفیہ سجود البعیر لہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) قال فقال اصحابہ یا رسول اللہ بھیمۃ من البھائم تسجد لك لتعظیم حقك فنحن احق ان نسجد لك قال لا لو کنت آمرا احدا من امتی ان یسجد بعضھم لبعض لامرت النساء ان یسجدن لازواجھن[44]۔	ہم خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں حاضر تھے کسی نے آکر عرض کی فلاں گھر کا شتر آبکش بے قابو ہوگیا حضور اٹھے اور ہم ہمراہ رکاب اٹھے ہم نے عرض کی حضور! اس کے پاس نہ جائیں۔ حضور تشریف لے گئے اونٹ کی نظر جمال انور پر پڑنا اور اس کا سجدے میں گرنا صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایک چوپایہ تو حضور کی تعظیم حق کے لئے حضور کو سجدہ کرے ہم زیادہ اس کے لائق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: نہیں اگر میں اپنی امت میں ایک دوسرے کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورتوں کو فرماتا کہ شوہروں کو سجدہ کریں۔

حدیث ششم ۶: احمد مسند اور حاکم مستدرک اور طبرانی معجم کبیر اور بیہقی ابو نعیم دلائل النبوۃ اور بغوی شرح سنہ میں یعلٰی بن مرۃ ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	ایک روز حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

[43] نسیم الریاض فصل فی الآیات فی ضروب الحیوانات مرکز اہلسنت برکات رضا عجزات للھند ۳/ ۸۰، دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثامن والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۵

[44] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثامن والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۷

یوما فجاء بعیر یرغو حتی سجد له فقال المسلمون نحن احق ان نسجد للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال لوکنت اُمرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالٰی لامرت المرأة ان تسجد لزوجھا[45]۔	باہر تشریف لئے جاتے تھے ایک اونٹ بولتا ہوا آیا قریب آکر حضور کو سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے کہا ہمیں تو زیادہ لائق ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: میں کسی کو غیر خدا کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو فرماتا کہ شوھر کو سجدہ کرے۔

جانتے ہو یہ اونٹ کیا کہتا ہے۔ یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے چالیس برس اپنے آقا کی خدمت کی جب بوڑھا ہوا انھوں نے اس کا چارہ کم اور کام زیادہ کردیا اب کہ ان کے یہاں شادی ہے چھری لی کہ حلال کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس کے مالکوں سے فرما بھیجا کہ اونٹ یہ شکایت کرتا ہے۔ انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! واللہ وہ سچ کہتا ہے۔ فرمایا میں تو چاہتا ہوں کہ تم اسے میری خاطر چھوڑدو، انھوں نے چھوڑ دیا۔ مطالع المسرات میں کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث ہفتم ۷: مسند امام احمد میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان فی نفر من المھاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد له فقال اصحابه یا رسول اللہ تسجد لك البھائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم ولوکنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجھا[46]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک جماعت مہاجرین وانصار میں تشریف فرماتھے کہ ایک اونٹ نے آکر حضور کو سجدہ کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ چوپائے اور درخت حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم تو زیادہ مستحق ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ فرمایا: اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم۔ اگر میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

اس حدیث کا صرف اخیر ٹکڑا کہ "اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا" سنن ابن ماجہ میں بھی ہے اور اسی قدر ترغیب میں ابن حبان اور در منثور میں ابوبکر بن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔

[45] مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۴۱، دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۱۳۶

[46] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۷۶

حدیث ہشتم: ابونعیم دلائل میں ثعلبہ بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال اشتری انسان من بنی سلمۃ جملا ینضح علیہ فادخلہ فی مربد فجرد کیما یحمل فلم یقدر احد ان یدخل علیہ الاتخبطہ فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فذکر لہ ذٰلک فقال افتحوا عنہ فقالوا انا نخشی علیک یا رسول اللہ فقال افتحوا منہ فقتحوا فلما راٰہ الجمل خر ساجدا فسبح القوم وقالوا یارسول اللہ کنا احق بالسجود من ھذہ البھیمۃ قال لو ینبغی شیئ من الخلق ان یسجد لشیئ دون اللہ ینبغی للمرأۃ ان تسجد لزوجھا[47]۔	بنی سلمہ میں کسی نے ایک اونٹ آبکشی کو خرید کر سار میں کردیا جب اسے لادنا چاہا جو پاس جاتا اس پر حملہ کرتا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جلوہ افروز ہوئے۔ سرکار میں یہ حال معروض ہوا ارشاد ہوا دروازہ کھولو، کھول دیا۔ اونٹ کی نگاہ جمال انور پر پڑنی تھی کہ حضور کے لئے سجدہ میں جا گرا۔ حاضرین میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا شور پڑ گیا۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! ہم تو اس چوپائے سے زیادہ سجدہ کرنے کے سزاوار ہیں۔ فرمایا: اگر مخلوق میں کسی کو کسی غیر خدا کے لئے سجدہ مناسب ہوتا تو عورت کو چاہئے تھا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث نہم[۹]: ابونعیم غیلان بن سلمہ ثقفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی بعض اسفارہ فرأینا عنہ عجبا من ذٰلک انا مضینا فنزلنا فجاء رجل فقال یا نبی اللہ انہ کان لی حائط فیہ عیشی وعیش عیالی ولی فیہ ناضحان فاغتلما علی فمنعانی نفسھما وحائطی وما فیہ ولایقدر احد ان یدنو منھما فنھض نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم	ہم ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رکاب انور میں تھے ہم نے ایک عجیب بات دیکھی ہم ایک منزل میں اترے وہاں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی: یا نبی اللہ! میرا ایک باغ ہے کہ میری اور میرے عیال کی وہی وجہ معاش ہے اس میں میرے دو شتر آبکش تھے دونوں مست ہو گئے ہیں نہ اپنے پاس آنے دیں نہ باغ میں قدم رکھنے دیں کسی کی طاقت نہیں کہ قریب جائے، حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مع صحابہ کرام اٹھ کر

[47] دلائل النبوۃ الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البھائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص۱۳۶

باصحابه حتی اتی الحائط فقال لصاحبه افتح فقال یانبی الله امرهما اعظم من ذلك قال افتح فلما حرك الباب قبلا لهما جلبة کحفیف الریح فلما انفرج الباب ونظرا الی نبی الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم برکا ثم سجدا فاخذ نبی الله بروسهما ثم دفعهما الی صحابهما فقال استعملهما واحسن علفهما فقال القوم یانبی الله تسجدلك البهائم فبلاء الله عندنا بك احسن حین هدانا الله من الضلالة واستنقذنا بك من المهالك افلا تأذن لنا فی السجود لك فقال النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ان السجود لیس لی الاللحی الذی لایموت ولو انی امر احدا من هذه الامة بالسجود لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[48]۔	اس کے باغ کو گئے، فرمایا کھول دے، عرض کی یانبی اللہ! ان کا معاملہ اس سے سخت تر ہے۔ فرمایا کھول، دروازے کو جنبش ہونی تھی کہ دونوں شور کرتے ہوا کی طرح جھپٹے، دروازہ کھلا اور انھوں نے جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو دیکھا تو فورا سجدے میں گر پڑے۔ حضور نے ان کے سر پکڑ کر مالک کے سپرد کردئے اور فرمایا ان سے کام لے اور چارہ بخوبی دے۔ حاضرین نے عرض کی یانبی اللہ! چوپائے حضور کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور کے سبب ہم پر اللہ کی نعمت تو بہتر ہے، اللہ نے گمراہی سے ہم کو راہ دکھائی اور حضور کے ہاتھوں پر ہمیں دنیا و آخرت کے مہلکوں سے نجات دی کیا حضور ہم کو اجازت نہ دیں گے کہ ہم حضور کو سجدہ کریں۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا سجدہ میرے لئے نہیں وہ تو اسی زندہ کے لئے ہے جو کبھی نہ مرے گا امت میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

حدیث دہم ۱۰: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان رجلا من الانصار کان له فحلان فاغتلما فادخلها حائطا فسد علیهما الباب ثم جاء الی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم فاراد ان یدعوله والنبی صلی الله تعالٰی علیه	اس میں بھی حدیث ہشتم کی طرح دو اونٹوں کا مست ہونا ہے وہ سفر کا قصہ تھا اس میں یہ ہے کہ ان کے مالک انصاری دعا کرانے آئے کہ اللہ تعالٰی ان اونٹوں کو مسخر فرمادے اور حضور تشریف لے گئے دروازہ کھلوایا

[48] دلائل النبوۃ الفصل الثانی والعشرون ذکر سجود البهائم عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص ۳۷-۱۳۶

ایک دروازے کے قریب تھا دیکھتے ہی سجدے میں گرا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے باندھ کر حوالہ مالک کیا پھر منتہائے باغ پر تشریف لے گئے دوسرا وہاں ملا اس نے بھی سجدہ کیا اسے بھی باندھ کر حوالہ کیا اور درخواست سجدہ پر ارشاد ہوا میں کسی کو کسی کے سجدہ کے لئے نہیں فرماتا ایسا فرمانا ہوتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا حکم کرتا۔ تغایر سیاق دلیل ہے کہ یہ جدا وقعہ ہے۔واللہ تعالٰی اعلم۔	وسلم قاعدومعه نفر من الانصار(فساق الحديث وفيه)فقال افتح ففتح الباب فاذا احدا الفحلين قريب من الباب فلما رأى النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم سجدله فشد رأسه وامكنه منه ثم مشى الى اقصى الحائط الى الفحل الاخر فلما رأه وقع له ساجدا فشد رأسه وامكنه منه وقال اذهب فانهما لا يعصيانك وفيه قول صلى الله تعالٰى عليه وسلم لا آمر احدا ان يسجد لاحد ولا آمرت احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[49]۔

حدیث یازدہم": عبد بن حمید وابوبکر بن ابی شیبہ ودارمی واحمد وبزار وبیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

"میں ایک سفر میں ہمراہ رکاب والا تھا قضائے حاجت کے لئے پردے کی ضرورت تھی دو پیڑ چار گز کے فاصلے سے تھے مجھ سے فرمایا: اے جابر اس پیڑ سے کہہ دے کہ دوسرے سے مل جا۔ فورا مل گئے۔ بعد فراغ اپنی اپنی جگہ چلے گئے پھر سوار ہوا راہ میں ایک عورت اپنا بچہ لئے ملی۔ عرض کی: یارسول اللہ! اسے ہر روز تین دفعہ شیطان دباتا ہے حضور نے اس سے بچہ لے کر تین بار فرمایا: دور ہو اے خدا کے دشمن! میں	وهذا لفظ الدارمى فى حديث طويل مشتمل على معجزات قال خرجت مع النبى صلى الله تعالٰى عليه وسلم فى سفر (فذكر معجزتين الى ان قال)ثم سرنا و رسول الله صلى الله تعالٰى عليه وسلم بيننا كانما على رؤسنا الطير تظلنا فاذا جمل ناد، حتى اذا كان بين سماطين خر ساجدا(ثم ساق الحديث الى ان قال)قال المسلمون

[49] المعجم الکبیر حدیث ۱۲۰۰۳ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۵۷۔۳۵۶

عند ذٰلك یا رسول الله نحن احق بالسجود لك من البھائم قال لاینبغی لشیئ ان یسجد لشیئ ولو کان ذٰلك کان النساء لازواجھن[50]۔	اللہ کا رسول ہوں پھر بچہ اس کی ماں کو دے دیا۔جب ہم پلٹتے ہوئے اسی منزل میں پہنچے وہی بی بی اپنا بچہ اور دو دنبے لئے حاضر ہوئی عرض کی یا رسول اللہ میرا ہدیہ قبول فرمائیں قسم اس کی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا کہ جب سے بچے کے خلل نہ ہوا۔حضور نے فرمایا ایک دنبہ لے لو ایک پھیر دو۔پھر ہم چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بیچ میں تھے گویا ہمارے سروں پر پرندے سایہ کئے ہیں ناگاہ ایک اونٹ چھوٹا ہوا آیا جب دونوں قطاروں کے بیچ میں ہوا سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک حاضر ہو کچھ انصاری جوان حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ! یہ ہمارا ہے فرمایا اس کا کیا قصہ ہے۔ عرض کی بیس برس سے ہم نے اس پر آبکشی نہ کی یہ فربہ چربی دار ہے اب چاہا کہ اسے حلال کرکے بانٹ لیں یہ ہم سے چھوٹ آیا۔فرمایا یہ ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔عرض کی بلکہ یارسول اللہ! وہ حضور کی نذر ہے۔ فرمایا اگر میرا ہے تو اس کے مرتے دم تک اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو،یہ دیکھ کر مسلمان نے عرض کی: یارسول اللہ! چوپاؤں سے زیادہ ہمیں لائق ہے کہ حضور کو سجدہ کریں،فرمایا: کسی کو کسی کا سجدہ مناسب نہیں ورنہ عورتیں شوہر کو کرتیں"۔

امام جلیل سیوطی نے مناہل میں فرمایا:اس حدیث کی سند صحیح ہے۔امام قسطلانی نے مواہب شریف اور علامہ فاسی نے مطالع میں فرمایا : جید ہے۔زرقانی نے کہا:اس کے سب راوی ثقہ ہے۔

حدیث دوازدہم ۱۲:بزار مسند اور حاکم مستدرک اور ابونعیم دلائل اور امام فقیہ ابواللیث تنبیہ الغافلین میں باسانید خودہا بریدہ بن الحصیب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

---

[50] سنن الدارمی باب ما اکرم الله به نبیه من ایمان الشجر به والبھائم والجن دار المحاسن للطباعۃ القاہرۃ ص۱۸۔۱۹

واللفظ لابی نعیم تعالٰی جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قد اسلمت فأرنی شیئا ازددبہ یقینا فقال ماالذی ترید قال ادع تلك الشجرۃ ان تاتیك قال اذھب فادعھا فاتاھا الاعرابی فقال اجیبی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فمالت علی جانب من جوانبھا فقطعت عروقھا ثم مالت علی الجانب الاٰخر فقطعت عروقھا حتی اتت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقالت السلام علیك یا رسول اللہ فقال الاعرابی حسبی حسبی فقال لھا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارجعی فرجعت فجلست علی عروقھا وفروعھا فقال الاعرابی ائذن لی یا رسول اللہ ان اقبل راسك ورجلیك ففعل ثم قال ائذن لی ان اسجد لك قال لا یسجد احد لاحد ولو امرت احدا ان یسجد لاحد لا مرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا لعظم حقہ علیھا [51] ولفظ الفقیہ قال اتأذن لی ان اسجد لك قال لاتسجد لی ولا یسجد احد لاحد من الخلق ولوکنت اٰمرا احدا بذٰلك لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا تعظیما لحقہ [52]۔	ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ! میں اسلام لایاہوں مجھے ایسی چیز دکھائے کہ میرا یقین بڑھے۔ فرمایا: کیا چاہتاہے۔ عرض کی: حضور ! اس درخت کو بلائیں کہ حضور میں حضور فرمایا: جا بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گئے اور کہا تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاد فرماتے ہیں۔ وہ فوراً ایک طرف کو اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر ادھر اتنا جھکا کہ ادھر کے ریشے ٹوٹ گئے پھر چلا اور حضور انور میں حاضر ہو کر صاف زبان سے کہا سلام حضور پر اے اللہ کے رسول۔ اعرابی نے کہا: مجھے کافی مجھے کافی۔ رسول اللہ صلی الہ تعالٰی علیہ وسلم نے درخت سے فرمایا: پلٹ جا، فوراً واپس ہوا اور انھیں ریشوں پر مع شاخوں کے بدستور جم گیا۔ اعرابی نے عرض کی : یارسول اللہ ! مجھے اجازت عطا ہو کہ سر اقدس اور دونوں پائے مبارک کو بوسہ دوں حضور نے اجازت دی۔ پھر عرض کی اجازت عطا ہو کو حضور کو سجدہ کرو۔ فرمایا: مجھے سجدہ نہ کرنا مخلوق میں کوئی کسی کے لئے سجدہ نہ کریں میں کسی کے لیے اس کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ حق شوہر کی تعظیم کے لئے اسے سجدہ کرے۔ حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث سیز دہم ۱۳: امام احمد وابن ماجد وابن حبان و بیہقی عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

واللفظ لابن ماجۃ قال لما قدم معاذ من	جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ شام سے آئے تو رسول اللہ

[51] دلائل النبوۃ لابی نعیم الفصل الثالث والعشرون عالم الکتب بیروت الجزء الثانی ص۱۳۸

[52] تنبیہ الغافلین باب حق الزوج علی زوجتہ دار الکتب العلمیہ بیروت ص۴۰۶

الشام سجد للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ماھذا یا معاذ. قال اتیت الشام فوافقتھم یسجدون لاساقفتھم وبطارفتھم فوددت فی نفسی ان نفعل ذٰلك بك فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فلا تفعلوا فانی لوکنت امرا احدا ان یسجد لغیر اللہ تعالٰی لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[53]۔	صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کیا۔ حضور نے فرمایا: معاذ! یہ کیا، عرض کی: میں ملک شام کو گیا وہاں نصارٰی کو دیکھا کہ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں تو میرا دل چاہا کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، فرمایا: نہ کرو۔ میں اگر سجدہ غیر خدا کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ حدیث حسن ہے اس کی سند میں کوئی ضعیف نہیں۔ ابن حبان نے اس کو صحیح روایت کیا اور منذری نے اس کے صالح ہونے کا اشارہ کیا۔

حدیث چہاردہم ۱۴: حاکم صحیح مستدرک میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

انہ اتی الشام فراٰی النصارٰی یسجدون لاساقفتھم و رھبانھم وراٰی الیھود یسجدون لاحبارھم و ربانیھم فقال لای شیئ تفعلون ھذا؟ قالو اھذا تحیۃ لانبیاء قلت فنحن احق ان نصنع بنبینا فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انھم کذبوا علی انبیاء ھم کما حرفوا کتابھم لو امرت احدا ان یسجد لا حد لا مرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا من عظم حقہ علیھا[54]۔	وہ شام کو گئے دیکھا نصارٰی نے اپنے پادریوں اور فقیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور یہود اپنے عالموں اور عابدوں کو، ان سے پوچھا یہ کیوں کرتے ہو بولے یہ انبیا کی تحیت ہے۔ معاذا فرماتے ہیں میں نے کہا تو ہمیں زیادہ سزاوار ہے کہ ہم اپنے نبی کو کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اپنے انبیاء پر بہتان کرتے ہیں جیسے انھوں نے اپنی کتاب بدل دی ہے کسی کو کسی کے سجدہ کا حکم فرماتا تو شوہر کے عظیم حق کے سبب عورت کو۔

[53] سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

[54] الدر المنثور بحوالہ حاکم عن معاذ بن جبل تحت آیۃ ۴/ ۳۴ مکتبہ آیۃ العظمٰی قم ایران ۲/ ۱۵۴، مجمع الزوائد عن معاذ بن رضی اللہ تعالٰی عنہ کتاب النکاح حق الزوج علی المرأۃ دار الکتاب بیروت ۴/ ۱۰-۳۰۹

حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔

حدیث پانزدہم ۱۵: امام احمد مسند اور ابوبکر بن ابی شیبہ مصنف اور طبرانی کبیر میں معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

انہ لما رجع من الیمن قال یارسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لك قال لو کنت اٰمرا بشرا یسجد بشرا لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[55]۔	وہ جب یمن سے واپس آئے عرض کی یارسول اللہ میں نے یمن میں لوگوں کو دیکھا ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں تو کیا ہم حضور کو سجدہ نہ کریں، فرمایا: اگر میں کسی بشر کے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو سجدہ شوہر کا۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ حدیث صحیح ہے اس کے سب راوی رجال بخاری و مسلم ہیں اور جب دونوں حدیثیں صحیح ہیں لاجرم دو واقعے ہیں اول بار شام میں یہود و نصارٰی کو دیکھ کر آئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کیا جس پر ممانعت فرمائی دوبارہ اہل یمن کو دیکھ کر آئے اب اپنے مولٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کے کمال شوق میں یا تو پہلا واقعہ ذہن سے اتر گیا یا اس میں بوجہ مخالفت یہود و نصارٰی کہ آخر میں عمل نبوی اسی پر تھا نہی ارشاد کو محتمل سمجھا اور بسبب احتمال نہی حتمی اس بار پہلے کی طرح سجدہ کیا نہیں حرف اذن چاہا اور ممانعت فرمائی گئی واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث شانزدہم ۱۶: ابوداؤد سنن اور طبرانی کبیر میں اور حاکم و بیہقی نے قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم احق ان یسجد لہ. قال فاتیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرأیتھم	میں شہر حیرہ میں (کہ قریب کوفہ ہے) گیا وہاں کے لوگوں کو دیکھا اپنے شہریار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زیادہ مستحق سجدہ ہیں۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوکر یہ حال وخیال عرض کیا: فرمایا بھلا اگر تمہارے

[55] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۲۸_۲۲۷، الدر المنثور بحوالہ ابن ابی شیبہ واحمد تحت آیۃ ۴/ ۳۴ مکتبہ آیۃ اللہ المظمی قم ایران ۲/ ۱۵۳، المعجم الکبیر حدیث ۳۷۳ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ص۱۷۵، ۱۷۴

يسجدون لمرزبان لهم فانت يارسول الله احق ان نسجد لك قال ارأيت لو مررت بقبري اكنت تسجد له قلت لا قال فلا تفعلوا لو كنت امرا احدا ان يسجد لاحد لامرت النساء ان يسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم عليهن من الحق[56]۔	مزار کو پر گزرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے۔ میں نے عرض کی: نہ۔ فرمایا: تو نہ کرو۔ میں کسی کو کسی کے سجدے کا حکم دیتا تو عورتوں کو شوہروں کے سجدے کا حکم فرماتا اس حق کے سبب جو اللہ تعالٰی نے ان کا ان پر رکھا ہے۔ اور ابوداؤد نے سکوتا اس حدیث کو حسن بتایا اور حاکم نے تصریحا کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ذہبی نے تلخیص میں اسے مقرر رکھا۔ کما فی الاتحاف (جیسا کہ اتحاف میں ہے۔ ت)

حدیث ہفدہم ۱۷ تا حدیث بست ویکم ۲۱: طبرانی معجم کبیر اور ضیاء صحیح مختارہ میں زید بن ارقم سے موصولا، اور امام ترمذی جامع میں سراقہ بن مالک بن جعشم و طلق بن علی وام المومنین ام سلمہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے تعلیقا راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لو كنت اٰمرا احدا ان يسجد لاحد لامرت المرأة ان تسجد لزوجها[57]۔	اگر مجھے کسی کو کسی کے لئے سجدے کا حکم ہوتا تو عورت کو فرماتا کو شوہر کو سجدہ کرے۔

حدیث بست ودوم ۲۲: عبد بن حمید امام حسن بصری سے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کا اذن مانگنے پر وہ آیت اتری کہ کیا تمھیں کفر کا حکم دیں[58]۔ یہ حدیث فصل اول میں گزری۔

تذئیل اول: مدارک شریف میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ہے انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لاينبغي لمخلوق ان يسجد لاحد الا لله	کسی مخلوق کو جائز نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے

[56] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱، المستدرک للحاکم کتاب النکاح دار الفکر بیروت ۲/ ۱۸۷، السنن الکبرٰی کتاب القسم والنشوز باب ماجاء فی عظم حق الزوج علی المرأۃ دار صادر بیروت ۷/ ۲۹۱

[57] جامع الترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۳۸، المعجم الکبیر عن زید بن ارقم حدیث ۵۱۱۶ و ۵۱۱۷ /۵ ۲۰۸۔۲۰۹ وکنز العمال حدیث ۴۴۷۹۹ ۱۶/ ۳۳۷

[58] الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید عن الحسن تحت آیۃ ۳/ ۸۰ آیۃ اللہ العظمی قم ایران ۲/ ۴۷

تعالٰی[59]۔	ماسوائے اللہ تعالٰی کے۔(ت)

تذئیل دوم: تفسیر کبیر میں بروایت امام سفین ثوری سماک بن ہانی سے ہے:

قال دخل الجاثلیق علی علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ فارادان یسجد لہ فقال لہ علی اسجد للہ ولاتسجدلی[60]۔	امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی بارگاہ میں سلطنت نصارٰی کو سفیر حاضر ہوگا، حضرت کو سجدہ کرنا چاہا، فرمایا: مجھے سجدہ نہ کرو اللہ عزوجل کو سجدہ کرو۔

حدیث بست وسوم ۲۳: جامع ترمذی میں بطریق الامام عبداللہ بن المبارک عن حنظلہ بن عبیداللہ اور سنن ابن ماجہ میں بطریق جریر بن حازم عن حنظلہ بن عبدالرحمٰن الدوسی اور شرح معانی الآثار امام طحاوی میں بطریق حماد بن سلمہ وحماد بن زید ویزید بن زریع وابی ہلال کلہم عن حنظلۃ الدوسی انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ اوصدیقہ اینحنی لہ قال لا[61]۔	ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم میں کوئی شخص اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو اس کے لئے جھکے۔ فرمایا: نہ۔

امام طحاوی کے لفظ یہ ہیں:

انہم قالوا یارسول اللہ اینحنی بعضنا لبعض اذا التقینا قال لا[62]۔	صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ! کیا ملتے وقت ہم ایک دوسرے کے لئے جھکے فرمایا: نہ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے۔

نوع دوم: قبر کی طرف سجدہ کی ممانعت حدیث بست وچہارم ۲۴: امام احمد وامام مسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی وامام طحاوی ابو مرثد غنوی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

[59] مدارک التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۲/ ۳۴ دارالکتب العربی بیروت ۱/ ۴۲

[60] مفاتیح الغیب تحت آیۃ ۲/ ۳۴ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۲/ ۲۱۳

[61] جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی المصافحۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۹۷، سنن ابن ماجہ باب المصافحۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۷۱

[62] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب المعانقۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۹۹

لاتصلوا الی القبور ولاتجلسوا علیھا[63]۔	قبروں کی طرف نماز نہ پڑھو نہ ان پر بیٹھو۔

حدیث بست وپنجم۲۵: طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتصلوا الی قبروا ولاتصلوا علی قبر[64]۔	نہ قبر کی طرف نماز پڑھو نہ قبر پر نماز پڑھو۔ تیسیر میں ہے اس حدیث کی سند حسن ہے،

حدیث بست وششم: صحیح ابن حبان میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم من الصلٰوۃ الی القبور[65]۔	قبروں کی طرف نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

علامہ مناوی نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حدیث بست وہفتم۲۷: ابوالفرج کتاب العلل میں بطریق رشد بن کریب عن ابیہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

الا لایصلین احد الی احد ولا الی قبر[66]۔ فیہ جبارۃ عن مندل رضی رشدین	خبردار! ہرگز نہ کوئی کسی آدمی کی طرف نماز میں منہ کرے نہ کسی قبر کی طرف،

حدیث وبست وہشتم۲۸: امام بخاری اپنی صحیح میں تعلیقا اور امام احمد وعبدالرزاق وابوبکر بن ابی شیبہ ووکیع بن الجراح وابونعیم استاد امام بخاری وابن منیع سند انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

رأنی عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ وانا اصلی الی قبر فقال القبر امامك	مجھے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے قبر کی طرف نماز پڑھتے دیکھا فرمایا تمھارے

[63] صحیح مسلم کتاب الجنائز ۱/ ۳۱۲ و سنن ابی داؤد کتاب الجنائز ۲/ ۱۰۴، جامع الترمذی ابواب الجنائز ۱/ ۱۲۵ و شرح معانی الآثار کتاب الجنائز ۱/ ۳۴۶

[64] المعجم الکبیر عن ابن عباس حدیث ۱۲۰۵۱ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت ۱۱/ ۳۷۶

[65] کنز العمال بحوالہ حب عن انس حدیث ۱۹۱۹۱ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۷/ ۳۴۴

[66] العلل المتناھیۃ لابی الفرج حدیث فی الصلٰوۃ الی النائم والمتحدث دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۴۳۴

فنھانی[67] وفی روایة للوکیع قال لی القبر لاتصل الیه وفی روایة الفضل بن دکین فناداہ عمر القبر القبر فتقدم وصلی وجاز القبر۔	آگے قبر ہے قبر سے بچو قبر سے بچو اس کی طرف نماز نہ پڑھو۔ (اور فضل بن دکین کی روایت میں ہے کہ عمر نے پکارا قبر قبر۔ت) یہ نماز ہی میں قدم بڑھائے کر آگے ہوگئے

حدیث بست ونہم ۲۹: احمد، وبخاری، مسلم، نسائی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان رسول اللہ صلی تعالٰی علیه وسلم قال فی مرضه الذی لم یقم منه لعن الله الیهود والنصارٰی اتخذوا قبور انبیائهم مساجد قالت ولولا ذٰلك لابرز قبرة غیر انه خشی ان یتخذ مسجدا[68] وفی روایة لهم عنها عنه صلی الله تعالٰی علیه وسلم اولئك شرار الخلق عندالله عزوجل یوم القیمة[69]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی وفات اقدس کے مرض میں فرمایا: یہود ونصارٰی پر اللہ کی لعنت ہوا نھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو محل سجدہ بنالیا اور فرمایا ایسا کرنے والے اللہ عزوجل کے نزدیک روز قیامت بدترین خلق ہیں۔ام المومنین نے فرمایا: یہ نہ ہوتا تو مزار اطہر کھول دیا جاتا مگر اندیشہ ہوا کہ کہیں سجدہ نہ ہونے لگے لہٰذا احاطہ مخفی رکھا گیا۔

حدیث سیم ۳۰: اجلہ ائمہ مالک ومحمد وبخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی وابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

[67] کنز العمال بحوالہ عب. ش وابن منیع عن انس حدیث ۲۲۵۱۰ مؤسسة الرسالہ بیروت ۸/ ۱۹۳

[68] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب مایکرہ من اتخاذ المسجد علی القبور موسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۱۷۷، صحیح البخاری باب ماجاء فی قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابی بکر وعمر موسسة الرسالہ بیروت ۱/ ۱۸۶، صحیح البخاری کتاب المغازی باب مرض النبی وفاتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۶۳۹، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۱، مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنھا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۱۲۱ و۲۵۵

[69] صحیح البخاری کتاب الصلٰوۃ باب ھل ینبش قبور مشرکی الجاھلیة قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۱، صحیح مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۱

قاتل اللہ الیہود والنصارٰی اتحذوا قبور انبیائھم مساجد[70]۔	یہود ونصارٰی کو اللہ مارے انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدے کا مقام کرلیا۔

حدیث سی ویکم[۳۱]: مسلم اپنی صحیح اور عبدالرزاق مصنف اور دارمی سنن میں ام المومنین وعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

قالا لما نزلت برسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم طفق یطرح خمیصۃ لہ علی وجھہ فاذا اغتم کشفھا عن وجھہ فقال وھو کذٰلك لعنۃ اللہ علی الیھود و النصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یحذر مثل ماصنعوا[71]۔	نزع روح اقدس کے وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم چادر روئے اقدس پر ڈال لیتے جب ناگوار ہوئی منہ کھول دیتے۔اسی حالت میں فرمایا: یہود ونصارٰی پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مساجد کرلیں،ڈراتے تھے کہ ہمارے مزار پر انوار کے ساتھ ایسا نہ ہو۔

حدیث سی ودوم[۳۲]: بزار مسند میں امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے راوی:

قال لی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ ائذن للناس علی فاذنت للناس علیہ فقال لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثم اغمی علیہ فلما افاق قال یا علی ائذن للناس فاذنت لھم فقال لعن	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے وفات انور کے مرض میں مجھ سے فرمایا: لوگوں کو ہمارے حضور حاضر ہونے دو۔ میں نے اذن دیا۔جب لوگ حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا: اللہ کی لعنت ہو ہر اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ ٹھہرالیں،پھر حضور پر غشی طاری

[70] صحیح البخاری کتاب الصلٰوۃ ۱/ ۶۲ و صحیح مسلم کتاب المساجد ۱/ ۲۰۱ وسنن ابی داؤد باب النباء علی القبر ۳/ ۱۰۴

[71] صحیح البخاری کتاب الصلٰوۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۶۲،صحیح مسلم کتابالمساجد باب النھی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲۰۱،المصنف عبدالرزاق حدیث ۱۵۸۸ المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۴۰۶،کنز العمال بحوالہ عب عن عائشہ وابن عباس حدیث ۲۲۵۱۸ مؤسستہ الرسالہ بیروت ۸/ ۱۹۴،سنن الدارمی حدیث ۱۴۱۰ دارالمحاسن للطباعۃ ۱/ ۲۶۷

اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مسجدا ثلثا فی مرض موتہ[72]۔	ہو گئی جب افاقہ ہوا فرمایا: اے علی! لوگوں کو اذن دو۔ میں نے اذن دیا فرمایا: اللہ کی لعنت ہوتی ہے اس قوم پر جس نے اپنے انبیاء کی قبریں جائے سجدہ کرلیں۔ تین بار ایسا ہوا۔

حدیث سی وسوم ۳۳: ابوداؤد طیالسی وامام احمد مسند اور طبرانی کبیر میں بسند جید اور ابو نعیم معرفۃ الصحابۃ اور ضیاء صحیح مختارہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی مات فیہ ادخلوا علی اصحابی فدخلوا علیہ وھو متقنع ببرد معافری فکشف القناع ثم قال لعن اللہ الیھود النصارٰی اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[73]۔	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مرض وفات شریف میں فرمایا: میرے اصحاب کو میرے حضور لاؤ۔ حاضر ہوئے، حضور نے رخ انور سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: یہود ونصارٰی پر اللہ کی لعنت انھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں محل سجدہ قرار دے لیں،

حدیث سی وچہارم ۳۴: امام احمد وطبرانی بسند جید عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من شرار الناس من تدرکھم الساعۃ وھم احیاء ومن یتخذ القبور مساجد[74]۔	بیشک سب لوگوں سے بدتروں میں وہ ہیں جن کے جیتے جی قیامت قائم ہوگی اور وہ کہ قبروں کو جائے سجدہ ٹھہراتے ہیں۔

حدیث سی وپنجم ۳۵: عبدالرزاق مصنف میں مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من شرار الناس من یتخذ القبور مساجد[75]۔	بدتر لوگوں میں ہیں وہ کہ قبروں کو محل سجود قرار دیں۔

حدیث سی وششم ۳۶ **وسی وہفتم** ۳۷: صحیح مسلم میں جندب اور معجم طبرانی میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے:

قال سمعت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبل ان یموت بخمس وھو یقول الا ان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم وصالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور	میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات پاک سے پانچ روز پہلے حضور کو فرماتے سنا خبردار! تم سے اگلے اپنے انبیاء اولیاء کی قبروں کو محل سجدہ گاہ قرار دیتے تھے خبردار۔ تم ایسا

[72] کشف الاستار حدیث ۴۳۶ ۱/ ۲۱۹، و۲۲۰

[73] کنز العمال حدیث ۲۲۵۲۳ ۸/ ۱۹۵

[74] مسند احمد بن حنبل ۱/ ۴۰۵ و۴۳۵ والمعجم الکبیر حدیث ۱۰۴۱۳ ۱۰/ ۲۳۳

[75] المصنف لعبد الرزاق ۱/ ۴۰۵

مساجد انی انھا کم عن ذٰلك[76]۔	نہ کرنا ضرور تمھیں اس سے منع فرماتا ہوں۔

تنبیہ: شرح منتقی میں حدیث جندب پر کہا اس کے مانند مضمون طبرانی نے بسند جید زید بن ثابت اور بزار نے مسند میں ابو عبیدہ بن الجراح وابن عدی نے کامل میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا: اس کے ثبوت پر تین حدیثیں اور ہوں گی۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

حدیث سی وہشتم ۳۸: عقیلی بطریق سہل بن ابی صالح عن ابیہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا فرمائی:

اللھم لاتجعل قبری وثنا لعن اللہ قوما اتخذوا قبور انبیائھم مساجد[77]۔	الٰہی: میرے مزار کریم کو بت نہ ہونے دینا اللہ کی لعنت ان پر جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبریں مسجد کرلیں۔

حدیث سی ونہم: امام مالک مؤطا میں عطا بن یسار سے مرسلا اور بزار مسند میں ابو بطریق عطا بن یسار ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے موصولا راوی: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اشد غضب اللہ تعالٰی علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجدا[78]۔	اللہ کا غضب اس قوم پر ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ ٹھہرایا۔

حدیث چہلم: عبدالرزاق مصنف میں عمرو بن دینار سے مرسلا راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

کانت بنو اسرائیل اتخذوا قبور انبیائھم مساجد فلعنھم اللہ تعالٰی[79]	بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء کی قبروں کو محل سجدہ کرلیا تو اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی۔ والعیاذ باللہ۔

افادہ: علامہ قاضی بیضاوی پھر علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ پھر علامہ قاری مرقاۃ میں لکھتے ہیں:

کانت الیھود والنصارٰی یسجدون القبور انبیاءھم و یجعلونھا قبلۃ ویتوجھون فی الصلٰوۃ نحوھا فقد اتخذوھا اوثانا فلذلك لعنھم ومنع المسلمین عن مثل ذٰلك[80]۔	یہود ونصارٰی اپنے انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مزاروں کو سجدہ کرتے اور انھیں قبلہ بناکر نماز میں ان کی طرف منہ کرتے تو انھوں نے ان کو بت بنالیا، لہٰذا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان پر لعنت کی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا۔

---

[76] صحیح مسلم ۲/ ۲۰۱ والمعجم الکبیر حدیث ۱۹/۸۹ /۴۱

[77] الشفاء فصل فی حکم زیارۃ قبر ۲/ ۷۵

[78] مؤطا امام مالك باب جامع الصلٰوۃ ص۱۵۹ و کشف الاستار حدیث ۴۴۰ /۱ ۲۲۰

[79] المصنف لعبد الرزاق حدیث ۱۵۹۱ /۱ ۴۰۶

[80] مرقاۃ المفاتیح حدیث ۷۱۲ /۲ ۴۱۶

مجمع بحار الانوار میں ہے:

کانوا یجعلونھا قبلۃ یسجدون الیھا فی الصلٰوۃ کالوثن[81]۔	مزارات انبیاء کو قبلہ ٹھہرا کر نماز میں ان کی طرف سجدہ کرتے تھے جیسے بت۔

تیسیر نیز سراج منیر شروح جامع صغیر میں ہے: اتخذوھا جھۃ قبلتھم[82] مراد حدیث یہ ہے کہ انھوں نے مزارات کو سمت سجدہ بنالیا۔ زواجر امام ابن حجر مکی میں ہے:

اتخاذ القبور مسجدا معناہ الصلٰوۃ علیہ او الیہ[83]۔	قبروں کا محل سجدہ بنالینے کے یہ معنی ہیں کہ ان پر یا ان کی طرف نماز پڑھی جائے۔

علامہ تورپشی نے شرح مصابیح میں دونوں صورتیں لکھیں:

احدھما کانوا یسجدون بقبور الانبیاء تعظیما لھم وقصد العبادۃ۔ ثانیھا التوجہ الی قبورھم فی الصلٰوۃ[84]،	ایک یہ کہ بقصد عبادت قبور انبیاء کو سجدہ کرتے، دوسرے یہ کہ ان کی طرف سجدہ کرتے۔

پھر فرمایا: وکلا الطریقین غیر مرضیۃ۔ دونوں صورتیں ناپسند ہیں۔

شیخ محقق لمعات میں اسے نقل کرکے فرماتے ہیں وفی شرح الشیخ ایضا مثلہ[85] (شیخ کی شرح میں بھی ایسا ہے۔ت)

شرح امام ابن الحجر مکی م یں بھی یوں ہیں ہے تو ظاہر کہ سجدہ اور قبر کی طرف سجدہ دونوں حرام ہے۔ اور ان احادیث کے تحت میں داخل ہیں، اور دونوں کو وہ سخت وعیدیں شامل۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) بلکہ صورت دوم اظہر وارجح یہود سے عبادت غیر خدا معروف نہیں۔ ولہٰذا علماء نے فرمایا کہ یہودیت سے نصرانیت بدتر ہے کہ نصارٰی کا خلاف توحید ہے۔ اور یہود کا صرف رسالت میں۔

---

[81] مجمع بحار الانوار تحت لفظ "قبر" مکتبہ دار الایمان مدینۃ المنورۃ ۱۹۶/۴

[82] التیسیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث قاتل اللہ الیھود الخ مکتبۃ الامام الشافعی ریاض ۱۸۱/۲

[83] الزواجر کتاب الصلٰوۃ اتخاذ القبور مساجد دار الفکر بیروت ۲۴۶/۱

[84] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح عن التورپشی باب المساجد الخ مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور ۵۲/۳

[85] لمعات التنقیح شرح مشکوٰۃ المصابیح عن التورپشی باب المساجد الخ مکتبہ المعارف العلمیہ لاہور ۵۲/۳

درمختار میں ہے:

النصرانی شر من الیھودی فی الدارین[86]۔	عیسائی، یہودیوں سے دونوں جہانوں میں بدتر ہیں۔(ت)

ردالمحتار میں بزازیہ سے ہے:

لان نزاع النصارٰی فی الالیھات ونزاع الیھود فی النبوات[87]۔	اس لئے کہ عیسائیوں کا (ہم سے اختلاف) الٰہیات یعنی توحید میں ہے جبکہ یہودیوں کا اختلاف رسالت میں ہے۔(ت)

لاجرم محرر مذہب سیدنا امام محمد نے مؤطا میں صورت دوم کے داخل وعید و مشمول حدیث ہونے کی طرف صاف ارشاد فرمایا: باب وضع کیا:

باب القبر یتخذ مسجدا او یصلی الیہ[88]۔	"باب" قبر کو سجدہ گاہ بنایا جائے یا اس کے طرف منہ کرکے نماز پڑھی جائے۔(ت)

اور اس میں یہی حدیث ابوہریرہ لائے۔

قاتل اللہ الیھود اتخذ واقبور انبیائھم مساجد[89]۔ واللہ تعالٰی اعلم۔	اللہ تعالٰی یہودیوں کو مارے کہ انھوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔(ت)

فصل سوم: ڈیڑھ سو ۱۵۰ نصوص فقہ سے سجدہ تحیت کے حرام ہونے کا ثبوت

اور وہ بھی دو ۲ نوع ہیں:

نوع اوّل: تین قسم:

قسم اوّل: نفس سجدہ کا حکم کہ غیر خدا کے لئے مطلقاً حرام ہے۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) تحریم متفق علیہ ہے اور اسی قدر ہمارا مقصود، اور تکفیر میں

[86] درمختار کتاب النکاح باب نکاح الکافر مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۲۱۰

[87] ردالمحتار کتاب النکاح باب نکاح الکافر داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۳۹۵

[88] مؤطا للامام محمد باب القبر یتخذ مسجدا الخ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۷۲

[89] مؤطا للامام محمد باب القبر یتخذ مسجدا الخ آفتاب عالم پریس لاہور ص ۱۷۲

عبارات چھ طور پر آئیں گی: **(۱)** غیر خدا کے لئے سجدہ کفر ہے۔ اس کا ظاہر الاطلاق ہے۔
(۲) غیر خدا کو سجدہ مطلقاً کفر ہے اس میں تصریح اطلاق ہے۔
(۳) بحال اکراہ کفر نہیں ورنہ کفر یہ قید اولین میں بھی ضروری ہے۔
(۴) غیر کی نیت سے کفر اور اللہ عزوجل کے لئے نیت ہو یا کچھ نیت نہ ہو تو کفر نہیں،
(۵) بہ نیت عبادت کفر، اور بہ نیت تحیت کفر نہیں، اور کچھ نیت نہ ہو جب بھی کفر۔
(۶) غیر کی طرف اصلا کفر نہیں جب تک نیت عبادت نہ ہو، اور یہی صحیح و معتمد ہے و حق و معتقد ہے اور باقی کفر صوری وغیرہ سے مؤول وباللہ التوفیق۔

نص ا: تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی جلد اول ص ۲۰۲ (۲) غنیہ المستملی محقق ابراہیم حلبی ص ۲۶۶ (۳) فتح اللہ المعین العلامۃ السید ابی السعود الازہری جلد اول ص ۲۹۰:

التواضع نهاية تو جد في السجود ولهذا الوسجد لغير الله تعالٰی يكفر[90]۔	تواضع کا ختم سجدہ پر ہے اس نے غیر خدا کو سجدہ کفر ہے۔

(۴) نصاب الاحتساب قلمی باب ۴۹ **(۵)** کفایۃ شعبی سے:

اذا سجد لغير الله تعالٰی يكفر لان وضع الجهة على الارض لايجوز الالله تعالٰی[91]۔	غیر خدا کو سجدہ کرے تو کافر ہے کہ زمین پر پیشانی رکھنا دوسرے کے لئے جائز نہیں۔

نص ۶: مبسوط الامام جلیل شمس الائمہ سرخسی **(۷)** اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵:

من سجد لغير الله تعالٰی على وجهه التعظيم كفر[92]۔	غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کرنے والا کافر ہے۔

نص ۸: منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر ص ۲۳۴:

اقول: وضع الجبين اقبح من وضع الخد	**میں کہتا ہوں** زمین پر ماتھا رکھنا رخسارہ رکھنے سے

[90] تبیین الحقائق باب صلٰوۃ المریض ۱/ ۲۰۲ وغنیۃ المستملی الثانی القیام سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۶۶، فتح المعین باب صلٰوۃ المریض کراچی ۱/ ۲۹۰
[91] فتاوٰی نور الہدٰی بحوالہ المبسوط کتاب الکراھیۃ فصل فیما یصیر بہ المسلم کافرا مکتبہ حقانیہ کوئٹہ ص ۴۳۹
[92] جامع الرموز کتاب الکراھیۃ مکتبہ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۳/ ۳۱۵

فینبغی ان لایکفر الایوضع الجبین دون غیرہ لان ھذہ سجدۃ مختصتہ للہ تعالٰی[93]۔ **اقول: اوّلًا** ان کان علی وجہ العبادۃ کفر ولو لو یزد علی تقبیل ارض او انحناء بل بمجرد النیۃ والافلا کفر فی المعتمد وھو الحق المعتقد **وثانیا** الجبین احد جانبی الجبھۃ و ھما جبینان وانما السجود وضع الجبھۃ فلیتنبہ۔	بھی بدتر ہے تو چاہئے کہ اس میں کفر نہ ہو اور میں کہ یہ سجدہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے۔ **اقول:** (میں کہتا ہوں۔ت) **اوّلًا** اگر زمین پر بطور عبادت پیشانی رکھے تو کافر ہوجائے گا اگرچہ زمین چومنے یا صرف جھکنے بلکہ صرف نیت کرنے پر اکتفاء کیا (اور اس سے مزید کچھ نہ کہا) تو قابل اعتماد کیا مذہب میں کفر نہیں لہٰذا یہی حق قابل اعتقاد ہے۔ **ثانیًا** جبین "پیشانی کی ایک جانب اور طرف ہے۔ اور پیشانی میں دو جبین ہیں۔ اور سجدہ زمین پر پیشانی رکھنے کا نام ہے۔ لہٰذا اس سے آگاہ ہونا چاہئے۔ (ت)

نص ۹: شرح نقایہ علامہ قہستانی ص ۳۳۵ **(۱۰)** مجمع الانہر ملتقی الابحر جلد ۴ ص ۲۲۰۔ دونوں فتاوٰی ظہیریہ سے **(۱۱)** ردالمحتار علامہ شامی جلد ۵ ص ۴۷۸ جامع الرموز سے:

یکفر بالسجدۃ مطلقًا[94]۔	غیر خدا کو سجدے سے مطلقًا کافر ہوجائے گا۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) امام عینی کے اختصار اور علی قاری کی نقل سے ظہیریہ میں یہ حکم جزمی نہیں بلکہ بعض کی طرف نسبت ہے کہ بعض نے مطلقًا کافر کہا کماسیأتی (جیسا کہ آگے آئے گا۔ت) مجمع الانہر وشامی دونوں کے مستند نقل علامہ قہستانی ہیں اور شک نہیں کہ امام عینی ان سے اوثق ہیں لہٰذا ہم نے یہاں ظہیریہ کو نہ گنا۔

نص ۱۲: غایۃ البیان علامہ اتقانی قلمی کتاب الکراھیۃ قبیل فصل من البیع:

اما السجود لغیر اللہ فھو کافر اذاکان من غیر اکراہ[95]۔	غیر خدا کو بلا اکراہ سجدہ کفر ہے۔

---

[93] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[94] مجمع الانہر کتاب الکراھیۃ بیروت ۲/ ۵۴۲ وجامع الرموز کتاب الراھیۃ ایران ۳/ ۳۱۵، ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[95] غایۃ البیان کتاب الکراھیۃ قبیل نص من البیع (قلمی)

نص ۱۳: منح الروض ص ۲۳۵:

اذا سجد بغیر الاکراہ یکفر عندھم بلا خلاف[96]۔	اگر بلا کراہ سجدہ کیا تو باتفا علماء کافر ہو جائے گا۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) دعوی اتفاق بے محل ہے **اوّلاً:** بلکہ صحیح و مختارہ وہی تفصیل نیت عبادت و تحیت ہے جن پر نصوص کثیرہ مطلقہ عنقریب آتے ہیں:

ثانیاً: اجلہ اکابر نے خاص صورت عدم اکراہ میں بھی سجدہ تحیت کفر نہ ہونے کی تصریحیں فرمائیں۔ فتاوٰی کبرٰی میں پھر خزانۃ المفتین قلمی کتاب الکراھیۃ نیز واقعات امام صدر شہید پھر خود یہی غایۃ البیان مذکور میں مسئلہ اکراہ لکھ کر فرمایا:

فھذا دلیل علی ان السجود بنیۃ التحیۃ اذا کان خائفا لایکون کفرا فعلی ھذا القیاس من سجد عن السلاطین علی وجہ التحیۃ لایصیر کافرا[97]۔	یہ اس کی دلیل ہے کہ سجدہ تعظیمی جبکہ خائف (اور خطر محسوس کرے) تو کفر نہ ہوگا۔ لہٰذا اسی پر یہ مسئلہ قیاس کیا گیا ہے کہ جو بادشاہوں کو سجدہ تعظیمی کرے تو کافر نہ ہوگا۔

جامع الفصولین جلد دوم میں بعد مسئلہ اکراہ ہے:

فھذا تؤید مامر ان من سجد للسلطان تکریما لا یکفر[98]۔	یہ مسئلہ گزشتہ کلام کی تائید کرتا ہے کہ جس نے کسی بادشاہ کو بطور تعظیم سجدہ کیا تو (اس کاروائی سے) وہ کافر نہ ہوگا۔ (ت)

ثالثاً: خود علی قاری کی عبارت آتی ہے کہ روضہ انور کے سجدے کو صرف حرام کہا نہ کہ کفر،

رابعاً: بلکہ نص ۲۷ میں وہی کہیں گے کہ بعض علماء نے تکفیر کی اور ظاہر تر عدم تکفیر ہے۔ پھر اتفاق درکنار وہ قول راجح بھی نہیں ضعیف و مرجوح ہے۔

نص ۱۴: امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۵۵:

علم من کلامھم ان السجود بین یدی	کلام علماء سے معلوم ہوا کہ غیر کو سجدہ کبھی کفر ہے

---

[96] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[97] خزانۃ الفتاوٰی کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۳

[98] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴

الغیر منہ ماھو کفر ومنہ ماھو حرام غیر کفر فالکفر ان یقصد السجود المخلوق و الحرام ان یقصدہ للہ تعالٰی معظما بہ ذٰلك للمخلوق من غیر ان یقصدہ بہ اولایکون لہ قصد[99]۔	اور کبھی صرف حرام۔ کفر تو یہ ہے کہ مخلوق کے لئے سجدہ کا قصد کرے اور حرام یہ کہ سجدہ اللہ تعالٰی کے لئے کرے اور مخلوق کی طرف کرنے سے اس کی تعظیم یا یہ کہ اصلا کچھ نہ ہو۔

نص ۱۵: جواہر الاخلاطی کتاب الاستحسان **(۱۶)** پھر ہندیہ جلد ۵ ص ۳۶۸، ۳۶۹ **(۱۷)** نصاب الاحتساب باب ۴۹ **(۱۸)** یہ سب امام اجل فقیہ ابو جعفر ہندوانی سے:

وھذا لفظ النصاب وھو اتم من قبل الارض بین ایدی السلطان اوالامیرا اوسجد لہ فان کان علی وجہ التحیۃ لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا الکبیرۃ وان کان سجد بنیۃ العبادۃ للسطان اولم تحضرہ النیۃ فقد کفر[100]۔	جس نے بادشاہ یاسردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت تھا تو کافر تو نہ ہوا مگر گنہگار مرتکب کبیرہ ہوا، اور اگر پرستش بادشاہ کی نیت کی یا عبادت و تحیت کوئی نیت اس وقت نہ تھی تو بیشک کافر ہو گیا۔

نص ۱۹: فتاوٰی امام ظہیر الدین مرغینانی **(۲۰)** اس کا مختصر للامام عینی **(۲۱)** اس سے غمز العیون والبصائر ص ۱۳۱ **(۲۲)** فتاوٰی خلاصہ قلمی قبیل کتاب الھبۃ **(۲۳)** اس سے منح الروض ص ۲۳۵:

وھذا الفظ الامام العینی قال بعضھم یکفر مطلقًا و قال اکثرھم ھو علی وجوہ ان اراد بہ العبادہ یکفر و ان ارادبہ التحیۃ لایکفر و یحرم علیہ ذٰلك وان لم تکن لہ ارادۃ کفر عند اکثر اھل العلم[101]۔	غیر خدا کو سجدے سے بعض نے کہا مطلقًا کافر ہے، اور اکثر نے اس میں کئی صورتیں ہیں اگر اس کی عبادت چاہی تو کافر ہے اور تحیت کی نیت کی تو کفر نہیں حرام ہے اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو اکثر ائمہ کے نزدیک کافر ہے۔

خلاصہ کے لفظ یہ ہیں:

[99] اعلام بقواطع الاسلام مع سبیل النجاۃ مکتبۃ الحقیقۃ دار الشفقت استانبول ترکی ص ۳۸۸

[100] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ کراچی ۵/ ۶۹۔۳۶۸

[101] غمز العیون البصائر بحوالہ العینی فی مختصر الفتاوٰی الظھیریۃ الفن الاول ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۴۵

رہاان سلاطین کو سجدہ وہ گناہ کبیرہ ہے۔اور کافر بھی ہوگا یا نہیں بعض نے کہا مطلقًا کافر ہو جائے گا اور اکثر نے فرمایا مسئلہ میں تفصیل ہے اگر عبادت چاہی کافر ہو جائے گا اور تحیت تو نہیں۔ اور یہی اس مسئلہ کے موافق ہے جو فتاوٰی کی کتاب السیر اور امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کتاب مبسوط میں ہے۔	اماالسجدة لهؤلاء الجبابرة فهی كبيرة هل يكفر قال بعضهم يكفر مطلقًا وقال بعضهم (وفی نسخة الطبع اكثر هم) المسالة على التفصيل ان ارادبها العبادة يكفر وان ارادبها التحية لايكفر قال وهذا موافق لما قال وهذا موافق لمافی سير الفتاوٰی والاصل[102]۔

علی قاری نے اسے یوں نقل بالمعنی کیا:

خلاصہ میں ہے جس نے انھیں سجدہ کیا اگر تعظیم کا قصد تھا یعنی مثل تعظیم الٰہی تو کافر ہوگیا اور تحیت کا ارادہ نہ تھا تو بعض علماء نے اختیار فرمایا کہ کافر نہ ہوگا، میں کہتاہوں یہی ظاہر تر ہے۔اور فتاوٰی ظہیریہ میں ہے کہ بعض نے کہا مطلقًا کافر ہو جائے گا۔ **اقول:** (میں کہتاہوں کہ خلاصۃ میں لفظ "التعظیم" نہیں بلکہ لفظ "عبادت" مذکور ہے لہٰذا اس کے لانے کی کچھ ضرورت نہیں پھر اس کی ایسے کلام سے تشریح کرنا کہ عبادت کی طرف راجح ہے مگر یہ کہ اس کے ایک نسخہ میں لفظ "تعظیم" موجود ہو جیسا کہ اس کے ایک "نسخہ" میں اکثر ھم کی جگہ **بعضھم** جیسا کہ قلمی نسخہ میں۔واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)	فی الخلاصة من سجد لهم ان ارادبه التعظيم ای كتعظيم الله سبحانه كفروا ان ارادبه التحية اختار بعض العلماء انه لايكفر اقولوهذا هو الاظهر وفی الظهيرية قال بعضهم يكفر مطلقًا[103]۔ **اقول:** ليس فی الخلاصة لفظ التعظيم بل العبادة فلا حاجة الى ايراده ثم تفسيره بما يرجع الى العبادة الا ان يكون فی نسخة لفظ التعظيم كما ان فيها بعضهم مكان اكثرهم كنسخة القلم والله تعالٰى اعلم۔

نص ۲۴: امام اجل صدر شہید شرح جامع صغیر میں (**۲۵**) ان سے امام سمعانی خزانۃ المفتین قلمی

[102] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الفاظ الکفر الفصل الثانی الجنس الحادی عشر مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۴/ ۳۸۹

[103] منح الروض الازھر الشرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحًا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

کتاب الکراھیۃ میں (۲۶) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۲۷) اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۸ (۲۸) جامع الفصولین جلد ۲ س ۳۱۴ (۲۹) برمز من مجمع النوازل (۳۰) مرموز جز یعنی وجیز المحیط سے (۳۱) جامع الرموز ص ۵۳۵ (۳۲) جامع الفصولین ص ۱۱ (۳۴) مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۰، اور یہ لفظ امام صدر شہید کے ہیں:

من قبل الارض بین یدی السلطان او امیر او سجد له فان کان علی وجه التحیة لایکفر ولکن ارتکب الکبیرة[104]۔	جس نے بادشاہ کو کسی سردار کے سامنے زمین چومی یا اسے سجدہ کیا اگر بطور تحیت ہو کافر نہ ہوگا ہاں مرتکب کبیر ہوا۔

جامع الرموز وغیرہ کے لفظ یہ ہیں: لایجوز فانه کبیرة[105] زمین بوسی وسجدہ تحیت ناجائز وکبیرہ ہیں۔ جواہر وہندیہ میں یوں ہے:

لایکفر ولکن یاثم بارتکابه الکبیرة هو المختار[106]۔	یعنی مذہب مختار میں زمین بوسی سجدہ تحیت سے کافر نہ ہوگا مگر مجرم ہوگا کہ اس نے کبیرہ کیا۔

جامع الفصولین کے لفظ دوم یہ ہیں:

اثم لو سجدہ علی وجه التحیة لارتکاب ماحرم[107]۔	سجدہ تحیت سے گنہگار ہوگا کہ اس نے حرام کا ارتکاب کیا۔

مجمع الانہر کے لفظ یہ ہیں:

من سجد له علی وجه التحیة لایکفر ولکن یصیر آثما مرتکبا الکبیرة[108]۔	سجدہ تحیت سے کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار مرتکب کبیرہ ہوگا۔

[104] خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ قلمی ۲/ ۲۱۳ و جامع المفصولین الفصل الثامن والثلاثون ۲/ ۳۱۴

[105] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الکراھیۃ مکتبۃ الاسلامیہ گنبد قاموس ایران ۴/ ۳۱۵

[106] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ جواہر الاخلاطی کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون ۵/ ۳۶۸

[107] جامع الفصولین الفصل الثامن والثلاثون اسلامی کتب خانہ کراچی ۲/ ۳۱۴

[108] مجمع الانہر کتاب الکراھیۃ فصل فی بیان احکام النظرہ ونحوہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

نص ۳۵: در مختار کتاب الحظر قبیل فصل البیع **(۳۶)** مجمع الانہر محل مذکور:

وھل یکفر ان علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لاوصار آثما مرتکبا للکبیرۃ[109]۔	اس سے کافر بھی ہوگا یا نہیں؟ اگر بروجہ عبادت و تعظیم کرے کافر ہے۔ اور بروجہ تحیت تو کافر نہیں مجرم و مرتکب کبیرہ ہے۔

(۳۷) علامہ ابن عابدین جلد ۵ ص ۳۸۷ کلام مذکور درپر:

تلفیق القولین قال الزیلعی وذکر الصدر الشہید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالٰی علی وجہ التعظیم کفر[110]۔	یعنی یہاں دو قول تھے: ایک یہ کہ سجدہ تعظیمی کفر ہے امام شمس الائمہ سرخسی کا یہی قول ہے دوسرا یہ کہ سجدہ تحیت کفر نہیں۔ امام صدر شہید کا یہی مختار ہے شارح نے دونوں کا ایک ایک حصہ لے کر یہ تفصیل کی کہ تعظیم مقصود ہو تو کفر اور تحیت تو نہیں۔

اقول: وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) امام صدر شہید صرف نفی کفر فرماتے ہیں: سجدہ تحیت کے گناہ کبیرہ ہونے کی خود انھوں نے تصریح فرمائی کہ نص ۲۰ میں گزری اور تعظیم سے کبھی مطلق مراد لیتے ہیں بایں معنی تحیت بھی تعظیم ہے خصوصا تحیت عظماء نص ۴۵ میں امام فقیہ النفس اور نص ۵۱ میں سیدی عبدالغنی قدس سرہ، سے آتا ہے کہ تحیت و تعظیم کو ایک صورت رکھا اور عبادت کے مقابل لیا اور کبھی خاص تعظیم مثل تعظیم الٰہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ نص ۲۳ میں منح الروض سے گزرا اس وقت وہ مساوی عبادت ہے اس کی نظیر قسم دوم میں خود صاحب در مختار کی در منتقی سے آتی ہے کہ تعظیم کو تحیت کے مقابل لیا قول شمس الائمہ میں یہی مراد ہے تو یہ تلفیق نہیں توفیق ہے دونوں مرادوں کی تحقیق ہے اور اللہ عزوجل ولی توفیق ہے۔

نص ۳۸: کتاب الاصل للامام محمد **(۳۹)** فتاوٰی کتاب السیر **(۴۰)** ان دونوں سے فتاوٰی خلاصہ فتاوٰی قلمی آخر کتاب الفاظ الکفر **(۴۱)** فتاوٰی غیاثیہ ۱۰۷ **(۴۲)** محیط **(۴۳)** اس سے شرح فقہ اکبر ص ۳۵ **(۴۴)** نصاب الاحتساب باب ۴۹ **(۴۵)** وجیز امام کردری جلد ۶ ص ۳۴۳

---

[109] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[110] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ص ۲۴۶

(۴۶)اختیار شرح مختار (۴۷)اس سے علامہ شیخی زادہ شارح ملتقی جلد ۲ص ۵۲۰:

اذا قال اھل الحرب لمسلم اسجد للملك والا قتلناك فالا فضل ان لایسجد لان ھذا کفر صورۃ والافضل ان لایأتی بما ھو کفر صورۃ وان کان فی حالۃ الاکراہ[111]۔	جب حربی کافر کسی مسلمان سے کہیں بادشاہ کو سجدہ کرورنہ ہم تجھے قتل کردیں گے توافضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے کہ یہ صورۃ کفر ہے اور صورۃ کفر سے بچنا بہتر اگرچہ حالت اکراہ ہو۔

نص ۴۸: فتاوی امام قاضی خان جلد ۴ص ۷۸۷ ۳(**۴۹**)اس سے فتاوی ہندیہ جلد ۵ص ۳۶۸(**۵۰**) نیز اشباہ والنظائر قلمی فن اول قاعدہ ثانیہ (**۵۱**)اس سے حدیقہ ندیہ امام عارف باللہ نابلسی جلد اول ص ۳۸۱(**۵۲**)خزانۃ المفتین کتاب الکراھیۃ (**۵۳**) فتاوی کبری سے(**۵۴**)واقعات امام ناطفی (**۵۵**)اس سے عیون المسائل (**۵۶**)اس سے واقعات امام صدر شہید باب العین للعیون برمز وللواقعات (**۵۷**)اس سے غایۃ البیان انزاری قلمی کتاب الکراھیۃ محل مذکور (**۵۸**) واقعات ناطفی سے جامع الفصولین جلد دوم ص ۳۱۴:

لو قال للمسلم اسجد للملك والاقتلناك قالوا ان امروہ بذلك للعبادۃ فالافضل له ان لا یسجد کمن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل وان امروہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم کالعبادۃ فالافضل له ان یسجد[112]۔	اگر کافر نے مسلمان سے کہا بادشاہ کو سجدہ کرورنہ تجھے قتل کردیں گے، علماء نے فرمایا اگر کافر اس سے سجدہ عبادت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے، اور اگر سجدہ تحیت کو کہہ رہا ہے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ کرکے جان بچائے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) ان دس عبارات نے روشن کیا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بدتر ہے ان میں یہ حکم ہے کہ اگر قتل بلکہ قطع عضو بلکہ ضرب شدید ہی کی تخویف سے ان کے کھانے پینے پر اکراہ کیا جائے تو کھانا پینا فرض ہے ورنہ گنہگار ہوگا، عالمگیریہ میں ہے:

اذا اخذ رجلا وقال لاقتلنك او	اگر کسی نے کسی شخص کو پکڑا اور کہا اس سور کا

[111] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر بحوالہ المحیط فصل فی صریحا وکنایۃ مصطفی البابی مصر ص ۱۹۳

[112] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ فتاوٰی قاضی خاں کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

لتاکلن لحم ھذا الخنزیر یفترض علیه التناول [113]۔	گوشت کھائے ورنہ میں تجھے قتل کردوں گا۔تو اس پر گوشت کھانا (اپنی جان کے تحفظ کے لئے) فرض ہے۔(ت)

درمختار میں ہے:

اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل اوقطع عضو اوضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم [114]۔	اگر کسی کو قتل کی دھمکی یا قطع اندام یا ضرب شدید سے ڈراتے ہوئے سور کا گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا (تو ایسی حالت میں) اس پر سور کا گوشت کھالینا (اپنی جان کے تحفظ کے لئے) فرض ہے (پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور مصیبت پر صبر کیا اور قتل کردیا گیا تو گنہگار ہوگا۔

لیکن یہاں اگر قتل سے بھی اکراہ ہو تو سجدہ تحیت کرلینا صرف افضل کہا فرض کیسا واجب بھی نہ کیا یعنی جائز یہ بھی کہ قتل ہوجائے اور سجدہ تحیت نہ کرے اگرچہ جان بچالینا بہتر ہے تو ظاہر ہوا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت شراب پینے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی**،اور ہوا ہی چاہئے کہ اکل خنزیر میں عبادات غیر خدا کی مشابہت نہیں نہ اسے بلا استحلال کسی نے کفر کہا،بخلاف سجدہ تحیت کہ ایک جماعت علماء سے اس پر حکم تکفیر آیا اور اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار عزوجلالہ کے حق پر دست اندازی ہے۔آدمی دین وانصاف رکھتا ہو تو یہی عبارات اس کی ہدایت کو بس ہے۔ولایزید الظالمین الا خسارا (اور ظالموں کے سوائے گھاٹے کے کچھ نہ بڑھائے گا۔ت)

نص ۵۹: عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۶۰) فتاوٰی غرائب سے:

لایجوز السجود الا ﷲ تعالٰی [115]۔	سجدہ غیر خدا کے لئے جائز نہیں۔

نص ۶۱: اکلیل امام جلیل خاتم الحفاظ سے فصل اول میں گزرا: **فیه تحریم السجود لغیر ﷲ تعالٰی** [116]

[113] فتاوٰی ہندیہ کتاب الاکراہ الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۸

[114] درمختار کتاب الاکراہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۹۶

[115] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ فتاوٰی غرائب کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[116] الاکلیل فی استنباط التنزیل تحت آیۃ ۳/ ۸۰ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۵۴

اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ حرام ہے۔

نص ۶۲: نصاب الاحتساب باب ۴۹ (۶۳) ایک تابعی جلیل سے کہ اکابر تابعین طبقہ اولٰی خلافت فاروقی کے مجاہدین سے تھے:

ان السجود فی دین محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لایحل الا للہ تعالٰی[117]۔	بیشک محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دین میں اللہ عزوجل کے سوا سجدہ کسی کے لئے حلال نہیں

نص ۶۴: طریقہ محمدیہ قلمی نوع سیزدہم آفات قلب میں تذلل کو حرام بتاکر فرمایا:

ومنہ السجود والرکوع والانحناء للکبراء عنہ الملاقاۃ والسلام وردہ[118]۔	اسی حرام فروتنی سے ہے بزرگوں کے ملتے اور انھیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انھیں سجدہ یا ان کے لئے رکوع کرنا یا اقرب رکوع تک جھکنا۔

نص ۶۵: منح الروض ص ۲۲۷:

السجد حرام لغیرہ سبحانہ تعالٰی[119]۔	غیر خدا کو سجدہ حرام۔

نص ۶۶: روضہ امام جل ابوزکریا نووی۔

نص ۶۷: پھر امام ابن حجر مکی کی اعلام بقواطع الاسلام ص ۱۳:

مایفعلہ کثیرون من الجھلۃ الظالمین من السجود بین یدی المشائخ فان ذٰلك حرام قطعا بکل حال سواء کان للقبلۃ اولغیرھا وسواء قصد السجود للہ تعالٰی اوغفل وفی بعض صورہ مایقتضی الکفر عافانا اللہ تعالٰی من ذٰلك[120]۔	وہ جو بہت ظالم جاہل پیروں کو سجدہ کرتے ہیں یہ ہر حال میں حرام قطعی ہے چاہے قبلہ کی جانب ہو یا اور طرف اور چاہے خدا کو سجدہ کی نیت کرے یا اس نیت سے غافل ہو پھر اس کی بعض صورتیں تو مقتضی کفر ہیں اللہ تعالٰی ہمیں اس سے پناہ دے۔

نص ۶۸: اعلام ص ۵۵:

---

[117] نصاب الاحتساب

[118] الطریقہ المحمدیہ التذلیل للمخلوق ھو الثالث عشر من آفات القلب مکتبہ حنفیہ کوئٹہ ۱/ ۲۳۸

[119] منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا کنایۃ المصطفٰی البابی حلبی مصر ص۱۸۷

[120] اعلام بقواطع الاسلام مع سبل النجاۃ مکتبہ الحقیقیہ دار الشفقت استانبول ترکی ص ۳۴۹

قد صرحوا بان سجود جھلة الصوفية بين يدی مشايخھم حرام وفی بعض صورہ مايقتضی الكفر [121] ۔	بیشک آئمہ نے تصریح فرمائی کہ پیروں کو سجدہ کہ جاہل صوفی کرتے ہیں حرام اور اس کی بعض صورتیں حکم کفر لگاتی ہے۔

نص ۶۹: غایۃ البیان قلمی شرح ہدایۃ العلامۃ الاتقانی محل مذکور بحث سجدہ میں:

ومايفعله بعضالجھال من الصوفية بين يدی شيخھم فحرم محض اقبح البدع فينھون عن ذالك لامحالة [122]	سجدہ کہ بعض جاہل صوفی اپنے پیر کے آگے کرتے ہیں نرا حرام اور سب سے بدتر بدعت ہے وہ جبراً اس سے باز رکھیں جائیں۔

نص ۷۰: وجیز امام حفظ الدین محمد بن محمد کردری جلد ۶ ص ۳۴۳:

وبھذا علم ان مايفعله الجھلة لطواغيتھم ويسمونه پايكاه كفر عند بعض المشائخ وكبيرة عند الكل فلوا عتقدھامباحة يشخه فھو كافر وان امرہ شيخه به ورضی به مستحسناله فالشيخ النجدی ايضا كافر ان كان اسلم فی عمرہ [123] ۔	یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ کہ جہال اپنے سرکش پیروں کو کرتے اور اسے پائگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کرکے اس پر راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہوا اگر کبھی مسلمان تھا بھی۔

اقول: (میں کہتا ہوں) یعنی ایسے متکبر خدافراموش خودپسند اپنے لئے سجدے کے خوہشمند غالباً شرع سے آزاد بے قید وبند ہوتے ہیں یوں تو آپ ہی کافر ہیں اور اگر کبھی ایسے نہ بھی تھے تو حرام قطعی یقینی اجماعی کو اچھا جان کو اب ہوئے والعیاذ باللہ تعالٰی۔

الحمدللہ یہ نفس سجدہ تحیت کے حکم میں ستر نص ہیں کہ سجدہ اللہ واحد قہار ہی کے لئے ہے اور اس کے غیر کے لئے مطلقاً کسی نیت سے ہو حرام حرام حرام کبیرہ کبیرہ کبیرہ۔ والحمدللہ حمدا کثیرا وصلی اللہ تعالٰی وسلم علی سیدنا ومولٰنا وآلہ وصحبہ تعزیرا وتعزیرا اٰمین!

---

[121] اعلام بقواطع الاسلام مع سب النجاۃ مکتبہ الحقیقۃ دار الشفقت استانبول ترکی ص ۳۸۸

[122] البنایۃ فی شرح الھدایۃ کتاب الکراھیۃ فصل فی الستبراء وغیرہ المکتبۃ الامدادیۃ مکۃ المکرمۃ ۴/ ۲۵۶

[123] فتاوٰی بزازیہ علی ہامش فتاوٰی ہندیہ کتاب الفاظ تکون اسلاما الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۶/ ۳۴۳ و ۳۴۴

قسم دوم: سجدہ تو سجدہ زمین بوسی حرام ہے۔اس پر پندرہ نص قسم اول میں تھے ۱۵تا ۲۸ و ۲۴تا ۳۴ و ۳۵تا ۳۶ کہ دونوں اصالۃً دربارہ تقبیل ارض ہیں ۲۶اور سنئے کہ مجموع ۴۱ نص ہوں۔

نص ۷۱: جامع صغیر امام کبیر (۷۲)اس سے فتاوٰی تاتارخانیہ (۷۳)اس سے عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ (۷۴)کافی شرح وافی قلمی ہردو تصنیف امام جلیل ابوالبرکات نسفی صاحب کنز (۷۵)غایۃ البیان علامہ انزاری قلمی شرح ہدایہ ہر دو درکتاب الکراھیۃ قبیل فصل فی البیع (۷۶) کفایۃ امام جلال الدین کرمانی شرح ہدایہ جلد ۴ ص ۴۳ (۷۷) تبیین الحقائق امام زیلعی شرح کنز جلد ۶ ص ۲۵ (۷۸) تنویر الابصار امام شیخ الاسلام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ غزی (۷۹) درمختار علامہ مدقق علاؤالدین دمشقی کتاب الحظر محل مذکور (۸۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر جلد ۲ ص ۵۲۰ (۸۱) فتح المعین علی الکنز جلد ۳ ص ۴۰۲ (۸۲) جواہر الاخلاطی قلمی کتاب الاستحسان (۸۳) تکملۃ للعلامۃ الطوری جلد ۸ ص ۲۲۶ (۸۴) شرح الکنز للملامسکین محل مذکور (۸۵) فتاوٰی غرائب (۸۶)اس سے فتاوٰی ہندیہ صفحہ مذکورہ۔ ان سولہ نصوص جلیلہ میں ہے:

مایفعلونه من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی به آثمان[124]۔	عالموں اور بزرگوں کے سامنے چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور اس پر راضی ہونے والا دونوں گنہ گار۔

کافی و کفایہ وغایۃ و تبیین و درو مجمع وابوالسعود وجواہر نے زائد کیا۔لانه یشبه عبادۃ الوثن[125] اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

طوری کے لفظ یہ ہیں لانه اشبه بعبدۃ الاوثان[126]۔ایسا کرنے والا بت پرستوں سے نہایت مشابہ ہے۔

نص ۸۷: علامہ سید احمد مصری طحطاوی جلد ۴ ص زیر قول مذکور در:

یشبه عبادۃ الوثن لانه فیه صورۃ السجود لغیر الله تعالٰی[127]۔	زمین بوسی اس لئے بت پرستی کے مشابہ ہے کہ اس میں غیر خدا کو سجدہ کی صورت ہے۔

[124] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[125] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[126] تکملہ البحرالرائق کتاب الکراھیۃ فصل فی الاستبراء وغیرہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۸/ ۱۹۸

[127] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الکراھیۃ دار المعرفۃ بیروت ۴/ ۱۹۲

اقول: (میں کہتاہوں) زمین بوسی حقیقۃً سجدہ نہیں کہ سجدہ میں پیشانی رکھنی ضروری ہے جب یہ اس وجہ سے حرام مشابہ ہے پرستی ہوئی کہ صورۃً قریب سجدہ ہے تو خود سجدہ کس درجہ سخت حرام اور بت پرستی کا مشابہ تام ہوگا۔ **والعیاذ باللہ تعالٰی۔**

نص ۸۸: غنیہ ذوی الاحکام للعلامۃ الشرنبلالی جلد اول ص ۳۱۸ (۸۹) متن مواہب الرحمٰن سے:

یحرم تقبیل الارض بین یدی العالم للتحیۃ[128]،	عالم کے سامنے تحیت کی نیت سے زمین بوسی حرام ہے۔

نص ۹۰: خادمی علی الدرر ص ۱۵۵:

تقبیل الارض والانخناء لیس بجائز بل محرم[129]۔	زمین چومنا اور جھکنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

نص ۹۱: ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۹ (۹۲) درمنتقی شرح ملتقی سے اقسام بوسہ میں:

حرام للارض تحۃ وکفر لہاتعظیما[130]۔	زمین بوسی بطور تحیت حرام اور بروجہ تعظیم کفر ہے۔

نص ۳۹: فتاوٰی ظہیریہ (۹۴) مختصر امام عینی (۹۵) اس سے غمز العیون ص ۳۱ (۹۶) شرح فقہ اکبر ص ۳۳۵:

اما تقبیل الارض فھو قریب من السجود الا ان وضع الجبین او الخد علی الارض افحش واقبح من تقبیل الارض[131]۔	زمین چومنا سجدے کے قریب ہے اور جبین یا رخسارہ زمین پر رکھنا اس سے بھی زیادہ فحش و قبیح ہے۔

قسم سوم: زمین بوسی بالائے طاق رکوع کے قریب تک جھکنا منع ہے اس پر ۶۴، ۹ دو نص اوپر گزرے، تیس ۳۰ اور سنئے۔

[128] غنیہ ذوی الاحکام حاشیۃ الدرر والغرر کتاب الکراھیۃ فصل من ملک آمۃ بشراء میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۶۸

[129] حاشیہ الخادمی علی الدرر شرح الغرر کتاب الکراھیۃ فصل قولہ مشربۃ عن محرمھا مطبوعہ عثمانیہ ص ۱۵۵

[130] الدرا لمنتقی فی شرح الملتقی علی ہامش مجمع الانہر کتاب الکراھیۃ فصل فی بیان احکام دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

[131] منح الروض الازھر شرح الفقہ الاکبر فصل فی الکفر صریحا وکنایۃ مصطفٰی البابی مصر ص ۱۹۳

نص ۹۷: زاہدی **(۹۸)** اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ **(۹۹)** اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۸ **(۱۰۰)** نیز شیخی زادہ علی الملتقی جلد ۲ ص ۵۲۰:

الانحناء فی السلام الی قریب الرکوع کالسجود [132]۔	سلام میں رکوع کے قریب تک جھکنا بھی مثل سجدہ ہے۔

نص ۱۰۱: شرعۃ الاسلام **(۱۰۲)** اس کی شرح مفاتیح الجنان ص ۳۱۲:

(لایقبلہ ولا ینحنی لہ) لکونہما مکروھین [133]۔	نہ بوسہ دے نہ جھکے کہ دونوں مکروہ ہیں۔

نص ۱۰۳: احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۲۴ **(۱۰۴)** اتحاف السادہ جلد ۶ ص ۲۸۱:

(الانحناء عند السلام منھی عنہ) وھو عن فعل الاعاجم [134]۔	سلام کے وقت جھکنا منع فرمایا گیا اور وہ مجوسی کا فعل ہے۔

(۱۰۵) عین العلم قلمی باب ثامن **(۱۰۶)** شرح علی قاری جلد اول ص ۲۷۴ **(۱۰۷)** ذخیرہ سے **(۱۰۸)** نیز محیط سے:

(لاینحنی) لان الانحناء یکرہ للسلاطین وغیرھم ولانہ صنیع اھل الکتاب [135]۔	سلام میں نہ جھکے کہ بادشاہ ہو یا کوئی کسی کے لئے جھکنے کی اجازت نہیں اور ایک وجہ ممانعت یہ ہے کہ وہ یہود و نصارٰی کا فعل ہے۔

نص ۱۰۹: حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ جلد اول ص ۳۸۱:

معلوم ان من لقی احدا من الاکابر فحنی لہ رأسہ او ظھرہ ولو بالغ فی ذٰلک فمرادہ التحیۃ والتعظیم دون العبادۃ فلا یکفر بھذا الصنیع	معلوم ہے کہ جو اکابر میں کسی سے ملتے وقت اس کے لئے سر یا پیٹھ جھکائے اگرچہ اس میں مبالغہ کرے اس کا ارادہ تحیت و تعظیم ہی کا ہوتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کا تو اس فعل سے کافر نہ ہوجائیگا۔

---

[132] جامع الرموز کتاب الکراھیۃ ۳/ ۳۱۵ و مجمع الانہر ۲/ ۵۴۲

[133] شرح شرعۃ الاسلام فصل فی سنن المشی وآدابہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۳۱۲

[134] اتحاف السادۃ المتقین کتاب آداب الاخوۃ والصحبۃ الباب الثالث دار الفکر بیروت ۶/ ۲۸۱

[135] شرح عین العلم لملا علی قاری بحوالہ المحیط والذخیرۃ الباب الثامن امرت پریس لاہور ص ۲۱۳

وحال المسلم مشعر بذلك علی کل حال واما العبادۃ فلا یقصدھا الا کافر اصل فی الغالب ولکن التملق الموصل الی ھذا المقدار من التذلل مذموم ولھذا جعله المصنف رحمه اللہ تعالٰی من التذلل الحرام ولم یجعله کفرا[136]۔	بہر حال خود مسلمان کا حال اس نیت کو بتارہا ہے عبادت کا ارادہ تو غالباً وہی کرے گا جو سرے سے کافر ہو۔ہاں اتنی چاپلوسی جو اس حد کے ذلیل بننے تک پہنچادے بد ہے اسی لئے جھکنے کو مصنف رحمہ اللہ تعالٰی نے حرام کہا کفر نہ ٹھہرایا۔

نص ۱۱۰: امام اجل عزالدین بن عبدالسلام (۱۱۱) ان سے امام ابن حجر مکی فتاوٰی کبرٰی میں جلد ۴ ص ۲۴۷ (۱۱۲) ان سے امام عارف نابلسی حدیقہ ص ۳۸۱ میں:

الانحناء البالغ الی حد الرکوع لایفعله احد لا حد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرہ من اھل الاسلام[137]۔ **اقول**: ھذا ھوا الجمع بین النصوص المتوافرۃ المتظافرۃ علی المنع وبین مافی الھندیۃ عن الغرائب تجوز الخدمۃ الھندیۃ عن الغرائب تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالٰی بالقیام واخذ الیدین والانحناء[138] اھ و قد اشاروا الیه فی النصوص الاربعۃ التی صدرنا بھا فتلك سبعۃ وباللہ التوفیق۔	حد رکوع تک کوئی کسی کے لئے نہ جھکے جیسے سجدہ اور اس قدر سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکے۔ **اقول**: (میں کہتاہوں) یہی جمع کرنا ہے (یعنی دونوں قولوں میں مواخذہ اور مطابقت پیدا کرنا) درمیان ان نصوص کثیرہ جو باہم ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور اس قول کے درمیان جو فتاوٰی عالمگیری میں فتاوٰی غرائب سے منقول ہے کہ کسی مخلوق (یعنی غیر خدا) کی قیام مصافحہ کرنے اور جھکنے سے خدمت کرنا جائز ہے اھ بیشک انھوں (ائمہ کرام) نے اس کی طرف ان چار نصوص میں اشارہ فرمایا جن کو ہم پہلے لائے ہیں پس سات ہوگئیں اور اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے حصول توفیق ہے۔(ت)

نص ۱۱۳: واقعات امام ناطقی (۱۱۴) ملتقط امام ناصر الدین (۱۱۵) ان دونوں نصاب الاحتساب اول وآخر باب ۴۹ (۱۱۶) جواہر الاخلاطی کتاب الاستحسان (۱۱۷) اس سے عالمگیری جلد ۵

[136] الحدیقه الندیه شرح الطریقه المحمدیه والخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۵۴۷

[137] الحدیقه الندیه شرح الطریقه المحمدیه بحواله ابن حجر فی فتاوٰی مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۵۴۷

[138] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

ص ۳۶۹:

الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانہ یشبہ فعل المجوس[139]۔	بادشاہ ہو کوئی، اس کے لئے جھکنا منع ہے کہ یہ مجوس کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص ۱۱۸: مجمع الانہر جلد ۲ ص ۵۲۱ **(۱۱۹)** فصول عمادی ہے:

یکرہ الانحناء لانہ یشبہ فعل المجوسی[140]۔	جھکنا منع ہے کہ مجوسی کے فعل سے مشابہ ہے۔

نص ۱۲۰: مواہب الرحمٰن **(۱۲۱)** اس سے شرنبلالیہ جلد اول ص ۳۱۸ **(۱۲۲)** محیط **(۱۲۳)** اس سے جامع الرموز ص ۵۳۵ **(۱۲۴)** اس سے ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۸:

یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ[141]۔	بادشاہ ہو خواہ کوئی اس کے لئے جھکنا منع ہے۔

نص ۱۲۵: فتاوٰی کبرٰی للامام الہیتمی: الانحناء بالظھر یکرہ[142] پیٹھ جھکانا مکروہ ہے۔

نص ۱۲۶: عالمگیریہ جلد ۵ ص ۳۶۹ **(۱۲۷)** فتاوی امام تمرتاشی سے:

یکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی[143]۔	سلام کرتے جھکنا منع ہے حدیث میں اس سے ممانعت فرمائی ہے۔

نوع دوم: متلق مزارات یہ بھی تین قسم:

قسم اوّل: مزارات کو سجدہ یا ان کے سامنے زمین چومنا حرام اور حد رکوع تک جھکنا ممنوع۔

نص ۱۲۸: منسک متوسط علامہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن الہمام **(۱۲۹)** مسلک متقسط شرح ملا علی قاری ص ۲۹۳:

(لایمس عند زیارۃ الجدار) ولایقبلہ (ولا یلتصق بہ ولایطوف ولاینحنی	زیارت روضہ انور سید اطہر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم (رزقنا اللہ العود المیہاد بقبولہ)

[139] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[140] مجمع الانہر بحوالہ فصول عمادی کتاب الکراھیۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۴۲

[141] ردالمحتار بحوالہ المحیط کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

[142] الفتاوٰی الکبرٰی لابن حجر مکی باب السیر دارالکتب العلمیہ بیروت ۴/ ۲۴۷

[143] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ التمرتاشی کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

ولا یقبل الارض فانہ)ای کل واحد(بدعۃ)غیر مستحسنہ[144]۔	(ہمیں اللہ تعالٰی دوبارہ روضہ اطہر کی زیارت نصیب فرمائے بشرطیکہ قبولیت ہو)کے وقت نہ دیوار کریم کو ہاتھ لگائے،نہ چومے،نہ اس سے چمٹے،نہ طواف کرے نہ جھکے نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعت قبیحہ ہیں۔

اقول: (میں کہتا ہوں) بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا چمٹنا اس کے مثل اور احوط منع اور علت خلاف ادب ہونا۔

لاماقالہ القاری فی القبلۃ انہ من خواص بعض ارکان القبلۃ کیف وقد نصوا علی استحسان تقبیل المصحف وایدی العلماء ارجلھم والخبز۔	وہ بات نہیں جو ملا علی قاری سے بوسہ دینے کے بارے میں صادر ہوئی کہ وہ بعض ارکان قبلہ کے خواص میں سے ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے اس لئے کہ ائمہ کرام نے مصحف شریف اور علمائے کرام کے ہاتھ پاؤں چومنے کے مستحسن ہونے کی تصریح فرمائی۔ نیز روٹی کو بوسہ دینے کی صراحت فرمائی۔(ت)

اور جھکنے سے مراد بدستور تاحد رکوع،اور طواف سے یہ کہ نفس طواف بغرض تعظیم مقصود ہو کما حققناہ فی فتاوٰی بما لا مزید علیہ (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں بڑی تفصیل سے اس کی تحقیق کردی کہ جس پر اضافہ نہیں ہوسکتا۔ت)

نص ۱۳۰: شرح لباب صفحہ مذکورہ:

اما السجدۃ فلا شك انھا حرام فلا یغتر الزائر بمایری من فعل الجاھلین بل یتبع العلماء العالمین[145]۔	رہا مزار انور کو سجدہ وہ تو حرام قطعی ہے تو زائر جاہلوں کے فعل سے دھوکا نہ کھائے بلکہ علمائے باعمل کی پیروی کرے۔

نص ۱۳۱: زواجر عن اقراب الکبائر جلد اول ص ۱۱۰:

قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتتخذوا	رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد کہ

[144] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط مع ارشاد الساری فصل والیغتنم ایام مقامہ الخ دار الکتب بیروت ص ۳۴۲

[145] المسلك المتقسط فی المنسك المتوسط مع ارشاد الساری فصل والیغتنم ایام مقامہ الخ دار الکتب بیروت ص ۳۴۲

قبری وثنا یعبدی بعدی ای لاتعظموہ تعظیم غیر کم لاوثانھم بالسجود لہ اونحوہ فان ذٰلك کبیرۃ بل کفر بشرطہ[146]۔	میرے مزار اقدس کو پرستش کا بت نہ بنانا اس سے یہ مراد ہے کہ اس کی تعظیم سجدے یا اس کے مثل سے نہ کرنا جیسے تمھارے اغیار اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں کہ سجدہ ضرور کبیرہ ہے بلکہ نیت عبادت ہو تو کفر۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

قسم دوم: مزار کو سجدہ درکنار کسی قبر کے سامنے اللہ عزوجل کو سجدہ جائز نہیں اگرچہ قبلہ کی طرف ہو۔

نص ۱۳۲: طحطاوی الدر جلد اول ص ۱۸۳:

قولہ مقبرۃ لان فیہ التوجہ الی القبر غالبا الصلٰوۃ الیہ مکروھۃ[147]۔	مقبرے میں نماز مکروہ ہے کہ اس مین غالبا کسی قبر کو منہ ہوگا اور قبر کی طرف نماز مکروہ ہے

نص ۱۳۳: حلیہ امام ابن امیر الحاج قلمی اواخر مایکرہ فی الصلٰوۃ (۱۳۴) ردالمحتار جلد اول ص ۳۹۴:

المقبرۃ اذا کان فیھا موضع اعد للصلٰوۃ ولیس فیہ قبرولا نجاسۃ وقبلۃ الی قبر فالصلٰوۃ مکروھۃ[148]۔	قبرستان میں جب کوئی جگہ نماز کے لئے تیار کی گئی ہو اور وہاں نہ قبر ہو نہ نجاست مگر اس کا قبلہ قبر کی طرف ہو جب بھی نماز مکروہ ہے۔

نص ۱۳۵: مجتبٰی شرح قدوری **(۱۳۶)** بحرالرائق جلد دوم ص ۲۰۹ (۱۳۷) فتح اللہ المعین جلد اول ص ۳۶۲:

یکرہ ان یطاء القبراو یجلس اوینام علیہ اویصلی علیہ اوالیہ[149]۔	مکروہ ہے کہ قبر کو پامال کرے یا اس پر بیٹھے یا اس پر چڑھ کر سوئے یا اس پر یا اس کی طرف نماز پڑھے۔ (ت)

(۱۳۸) حلیہ آخر کتاب **(۱۳۹)** شامی ص ۹۳۵:

---

[146] الزواجر عن اقتراف الکبائر کتاب الصلٰوۃ باب اتخاذ القبور المساجد الخ دار الفکر بیروت ۱/ ۲۴۶

[147] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۸۳

[148] ردالمحتار علی الدرالمختار کتاب الصلٰوۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۲۵۴

[149] فتح المعین باب الجنائز ۱/ ۳۶۲ وبحرالرائق بحوالہ المجتبٰی کتاب الجنائز ۲/ ۱۹۴

تکرہ الصلٰوۃ علیہ والیہ لورود النھی عن ذٰلك [150]۔	قبر پر اور قبر کی طرف نماز منع ہے کہ رسول اللہ صل اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی۔

نص ۱۴۰: تبیین الحقائق امام زیلعی جلد اول ص ۲۴۶:

یکرہ ان ینبغی علی القبر اویقعد علیہ او یصلی الیہ نھی علیہ الصلٰوۃ والسلام عن اتخاذ القبور مساجد [151]۔	قبر کے اوپر کوئی چنائی قائم کرنا یا قبر پر بیٹھنا یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبروں کو محل سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔

نص ۱۴۱: زواجر جلد اول ص ۱۱۷:

من ثم قال اصحابنا تحرم الصلٰوۃ الی قبور الانبیاء والاولیاء تبکا واعظاما [152]۔	اسی وجہ سے ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ انبیاء واولیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے مزارت شریفہ کی طرف نماز حرام ہے اگرچہ صرف تبرک و تعظیم کی نیت ہو۔

نص ۱۴۲: ایضًا ص ۱۱۶: **(۱۴۳)** بعض ائمہ نے گناہان کبیرہ متعلقہ بقبور میں فرمایا **والصلٰوۃ الیھا** [153] قبر کے سامنے نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔

نص ۱۴۴: ارشاد الساری امام احمد قسطلانی **(۱۴۵)** تحقیق امام الفرج سے:

یحرم ان یصلی متوجھا الی قبرہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم [154]۔	حرام ہے کہ مزار انور حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے۔

اقول: (میں کہتا ہوں) رکوع سجود والی نماز میں قبر سامنے ہونے کی کراہت اس کی نماز

[150] ردالمحتار باب صلٰوۃ الجنائز دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۶۰۶

[151] تبیین الحقائق باب الجنائز فصل السلطان احق فی الصلٰوۃ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۲۴۶

[152] الزواجر عن اقتراف الکبائر کتاب الصلٰوۃ باب التخاذ قبور المساجد دار الفکر بیروت ۱/ ۲۴۶

[153] الزواجر عن قتراف الکبائر کتاب الصلٰوۃ باب التخاذ قبور المساجد دار الفکر بیروت ۱/ ۲۴۶

[154] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب حل تنبش قبور الخ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۳۰

ہونے کے سبب نہیں نماز تو جنازہ بھی ہے اور اس میں میت کا سامنے ہونا شرط اور نماز ہی نہ ہوگی اور بغیر نماز دفن کر دیا تو جب تک ظن سلامت ہے قبر پر نماز پڑھنا خود حکم شریعت ہے تو قطعاً یہ کراہت نماز کے سبب نہیں بلکہ رکوع و سجود کے باعث اور یقینا معلوم کہ نماز کا رکوع و سجود اللہ عزوجل ہی کے لئے ہے اور مصلی یقیناً استقبال قبلہ ہی کی نیت کرتا ہے نہ کہ توجہ الی القبر کی۔ باینہمہ صرف قبر کا سامنے ہونا اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ کو ممنوع کرتا ہے تو خود قبر کو سجدہ کرنا یا اسے سجدہ میں قبلہ توجہ بنانا کسی درجہ سخت اشد ممنوع وحرام ہوگا، انصاف شرط ہے اور اس قسم کے نصوص اور نوع دوم کی، احادیث کی باقی تقریر و تقریب آئندہ آئی ہے **وباللہ التوفیق۔**

قسم سوم: نماز تو نماز قبر کی طرف مسجد کا قبلہ ہونا منع ہے اگرچہ نمازی کا سامنا نہ ہو مثلاً امام کے سامنے کوئی ستون یا انگلی برابر دل کی آدھ گز اونچی لکڑی ہو کہ جماعت کا سامنا نہ رہا۔ پھر بھی مسجد کے قبلے میں قبر کی ممانعت ہے جب تک بیچ میں دیوار حائل نہ ہو۔

نص ۱۴۶: محرر مذہب امام محمد کی کتاب الاصل (۱۴۷) ان سے محیط (۱۴۸) ان سے ہندیہ جلد ۵:

اکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الحمام و القبر[155]۔	میں مکروہ رکھتا ہوں اسے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبلہ کی طرف ہو۔

نص ۱۴۹: غنیہ شرح منیہ ص ۳۶۶:

یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی الحمام او قبر لانہ فیہ ترک تعظیم المسجد[156]۔	مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو کہ اس میں مسجد کی بے تعظیمی ہے۔

نص ۱۵۰: خلاصہ جلد اول ص ۵۶:

یکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی حمام او قبر اذا لم یکن بین المصلی وبین ھذا المواضع حائل	مکروہ ہے کہ مسجد کا قبلہ حمام یا قبر کی طرف ہو جبکہ محل نماز اور ان مواضع میں دیوار کی مثل کوئی حائل نہ ہو ہاں بیچ میں دیوار ہو تو

[155] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب الخامس نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۹

[156] غنیہ المستملی شرح منیۃ المصلی کراھیۃ الصلوۃ فروع فی الخلاصۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۶۶

کالحائط وان کان حائط لایکرہ[157]۔	مکروہ نہیں۔

اقول: وباللّٰه التوفیق (میں اللہ تعالٰی کی توفیق سے کہتا ہوں) یہاں دو مسئلے ہیں:

ایک یہ کہ قبر کے سامنے ممنوع ہے۔یہ حکم عام ہے مسجد میں ہو خواہ مکان میں خواہ صحرا میں،اور اس کا علاج سترہ ہے۔کہ انگلی کا دل (موٹائی) اور آدھ گز طول رکھتا ہو،یا صحرا میں مصلی خاشع کے موضع نظر سے دور ہونا کما فی جامع المضمرات ثم جامع الرموز ثم ردالمحتار و الطحطاوی علی مراقی الفلاح (جیسا کہ جامع المضمرات،جامع الرموز،فتاوٰی شامی اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے۔ت) اور امام کا سترہ ساری جماعت کو کافی ہے تمام کتب میں اس کی تصریح ہے۔گنگوہی نے کہ عداوت اولیائے کرام سے اپنے فتاوٰی حصہ اول ص ۳۰ میں یہ حکم لگایا کہ "قبرستان میں سب کے واسطے امام اور مقتدی کے سترہ کا حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرور حیوان اور انسان میں کافی ہے قبور کا حضور مشابہ بشرک وبت پرستی ہے اس میں کفایت نہیں ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے"[158] یہ شرع مطہر پر افتراء اور دل سے شریعت گھڑنا ہے۔

دوسرا یہ کہ مسجد کا قبلہ جانب قبر نہ ہو،یہ حکم مسجد سے خاص ہے یہاں تک کہ گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کرلیں جسے مسجد البیت کہتے ہیں اس کے قبلہ میں حمام یا بیت الخلا ہو تو کچھ حرج نہیں نہ قبر میں مضائقہ،کمانص علیه فی المحیط الهندیة و غیرها (جیسا کہ محیط،فتاوٰی عالمگیری اور ان دو کے علاوہ یہ حکم تعظیم مسجد کے لئے ہے کما افادہ المحقق ابراهیم الحلبی (جیسا کہ محقق ابراہیم حلبی نے اس کا افادہ پیش کیا ہے۔ت) اور وہ جگہ حقیقۃً مسجد نہیں یہاں تک کہ اس میں جنب کو جانا بلکہ جماع بھی جائز ہے۔ذخیرہ وحلیہ وغیرہما میں ہے:

لیس لمساجد البیوت حکم المساجد الا تری انه یدخله الجنب من غیر کراهة ویأتی فیه اهله ویبیع و یشتری	گھروں کی مساجد کا حقیقی مساجد جیسا حکم نہیں،کیا تم نہیں دیکھتے کہ مساجد بیوت میں بغیر کراہت جنبی (ناپاک) داخل ہوسکتا ہے۔اور وہاں

[157] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلٰوۃ الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۶۰

[158] فتاوٰی رشیدیہ باب قضاء الفوائت محمد سعید اینڈ سنز مسافرخانہ کراچی ص۲۸۸

من غیر کراھة[159]۔	وہ اپنی منکوحہ سے ہمبستری بھی کرسکتا ہے پھر اس میں بلا کراہت خرید وفروخت بھی ہوسکتی ہے۔(ت)

مسجد حقیقی میں یہ کراہت نہ بعد قلیل سے زائل ہو نہ اس سترہ سے بلکہ دیوار درکار۔

کما سمعت فظھر الجواب وللّٰہ الحمد عما اوردالمحقق الحلبی فی الحلیة اذ قال لقائل ان یقول لا یلزم من مفارقة مساجد البیوت لمساجد الجماعات فی الاحکام المذکورہ عدم کراھة الاستقبال المذکور فی الصلٰوة فی البیوت بلاحائل بینہ وبین ذٰلك بل ینبغی ان یکون ھذا مما یساوی فیہ الصلٰوة فی البیوت و الصلٰوة فی مساجد الجماعات فلیتأمل[160] اھ وتقریر الجواب ظاہر مماقررنا فالتفرقة التی ذکر فی المحیط وغیرہ غیر قائمة والتسویة التی یریدھا المحقق حاصلة والحمدللّٰہ وعلی حبیبہ والہ الصلٰوة الکاملة اٰمین۔	اللہ تعالٰی ہی کے لئے ستائش وخوبی ہے لہٰذا اس اشکال کا جواب بالکل ظاہر اور واضح ہوگیا کہ جس کو محقق حلبی نے الحلیۃ میں ذکر فرمایا کہ کسی کہنے والے کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ یوں کہے کہ احکام مذکورہ میں مساجد بیوت (گھروں کی مسجدیں) اور مساجد جماعات (وہ مساجد جو نماز باجماعت کے لئے تعمیر ہوئیں) میں فرق بیان کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اگر لوگ گھروں کی مساجد میں آڑ اور پردہ کے بغیر نماز پڑھیں تو قبلہ کی طرف منہ کرنے میں کراہت نہ ہو، (بلکہ اس صورت میں ضرور کراہۃ ہونی چاہئے) بلکہ مناسب اور موزوں یہ ہے کہ اس حکم میں مسجد بیت اور مسجد جماعات دونوں برابر یا مساوی ہوں، اس کو سوچنا چاہئے اھ۔ جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس سے تقریر جواب ظاہر ہوگئی۔ لہٰذا وہ تفرقہ جو محیط وغیرہ میں ذکر کیا وہ قائم نہیں۔ اور وہ "تسویہ" جو محقق موصوف چاہتے ہیں وہ حاصل ہے۔ جملہ انواع تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ثابت ہیں۔ اور اللہ تعالٰی کے محبوب کریم اور ان کی تمام آل پر کامل رحمتیں نازل ہوں، آمین۔(ت)

ہم اس مختصر بیان کو چار فصل کرتے ہیں:

فصل اول: صحابہ وائمہ واولیاء وکتب پر بکر کے افترا خود اس کے مستندات اور اجماع وفقہ و

159

160 حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

جماہیر اولیاء سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت۔

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر بکر کے افترائ، حدیثوں سے تحریم سجدہ کا ثبوت۔

فصل سوم: اللہ عزوجل پر بکر کے افترائ، خود اس کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ کا ثبوت

فصل چہارم: سجدہ آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت۔

وباللہ التوفیق والوصول الی ذری التحقیق (اور اللہ تعالٰی ہی کی مدد سے حصول توفیق ہے اور تحقیق کی چوٹی تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ت) ہر فصل میں اس کے متعلق بکر کے اور کمالات کثیرہ کا بھی اظہار ہوگا کہ مسلمان دھوکے سے بچیں وباللہ الھادی (اور اللہ تعالٰی ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔ت)

فصل اول: صحابہ وائمہ اولیاء وکتب پر بکر کے فتراء خود اس کے مستندات اور اجماع وفقہ وجماہیر اولیائے سے تحریم سجدۂ تحیۃ کا ثبوت

(۱) بکر نے ص ۱۳ میں عالمگیریہ کی جلد خامس باب ۲۸ صفحہ ۳۸۷ کی طرف نسبت کیا:

قال الامام ابو منصور اذا قبل احد بین یدی احد الارض اوانحنی له اوطأطأ له راسه فلا باس به لانه یرید تعظیمه لاعبادته۔	امام ابومنصور نے فرمایا: اگر کوئی شخص کسی کے آگے زمین چومے یا اس کے لئے جھکے یا اپنا سر جھکائے تو اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے وہ اس کی تعظیم کا ارادہ رکھتا ہے نہ کہ اس کی عبادت کرنے کا (ت)

یہ محض افتراء ہے عالمگیری میں اصلا اس عبارت کا نشان نہیں نری خود ساختہ ہے کیا امر دین میں اغوا عوام کے لئے ایسی حرکات کسی مسلمان کہلانے والے کو زیبا ہیں۔

(۲) جلد خامس **(۳)** باب ۲۸ **(۴)** ص ۳۸۷ یہ تین شدید جرائتیں ہیں کذب صریح اور اتنی جسارت وشوخ دچشمی سے کہ پوری تعیین مقام بھی کردیجائے **(۵)** اسی عالمگیری کی اسی جلد خامس کتاب الکراھیۃ ۲۸ ص ۳۶۸ میں ہے:

من سجد للسلطان علی وجه التحیة اوقبل الارض بین یدیه لایکفر ولکن یأثم لارتکاب الکبیرة هو المختار کذافی جواہر الاخلاطی[161]۔	یعنی جواہر الاخلاطی ہے بادشاہ کے لئے سجدہ تحیت یا اس کے سامنے زمین چومنے سے مذہب مختار میں کافر تو نہ ہوگا ہاں گنہگار ہوگا کہ اس نے کبیرہ کاارتکاب کیا۔اسے چھوڑا،ایک خیانت۔

(۶)اسی میں وہیں ص۳۶۹ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر تقبیل الارض بین یدی العظیم حرام وان الفاعل والراضی آثمان کذافی التتارخانیة[162]۔	یعنی جامع الصغیر پھر تاتارخانیہ میں ہے۔بڑے کے آگے زمین چومنا حرام ہے اور چومنے والا اور وہ کہ اس پر راضی ہو بیشک دونوں مجرم ہیں۔

دو[۲] خیانت۔(۷)اسی میں اس کے متصل ہے:

وتقبیل الارض بین یدی العلماء والزهاد فعل الجهال والفاعل والراضی آثمان کذافی الغرائب[163]۔	یعنی غرائب علماء ومشائخ کے سامنے زمین بوسی جاہلوں کا کام ہے اور فاعل وراضی دونوں گنہگار۔

تین خیانت۔ (۸)اسی کے متصل ہے:

الانحناء للسلطان اولغیرہ مکروہ لانه یشبه فعل المجوس کذافی جواهر الاخلاطی[164]۔	یعنی جواھر اخلاطی میں ہے بادشاہ خواہ کسی کے لئے جھکنا مکروہ ہے کہ فعل مجوس کے مانند ہے۔

چار خیانت۔**اقول:** (میں کہتاہوں) یہاں جھکنے سے بقدر رکوع جھکنا مقصود ہے جس طرح رسم مجوس و

[161] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیة الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۸

[162] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیة الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[163] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیة الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[164] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراھیة الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

ہنود ہے۔ **(۹)** اسی کے متصل ہے:

ویکرہ الانحناء عند التحیۃ وبہ ورد النھی کذا فی التمرتاشی[165]۔	یعنی فتاوٰی امام تمرتاشی میں ہے سلام کرتے وقت جھکنا مکروہ ہے حدیث میں اس سے ممانعت آئی۔

پانچ خیانت (۱۰) اسی کے متصل ہے:

تجوز الخدمۃ لغیر اللہ تعالٰی بالقیام واخذ الیدین و الانحناء ولایجوز السجود الا اللہ تعالٰی کذا فی الغرائب[166]۔	یعنی فتاوٰی غرائب میں ہے قیامت اور مصافحے اور جھکنے سے غیر خدا کی خدمت جائز ہے اور سجدہ جائز نہیں مگر اللہ تعالٰی کے لئے۔

چھ خیانت اقول: (میں کہتاہوں) یہاں خفیف جھکنا مراد ہے کہ حد رکوع عـــہ تک نہ پہنچے۔ حدیقہ ندیہ امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی میں ہے:

الانحناء البالغ حد الرکوع لایفعل لاحد کالسجود ولا بأس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرہ من اھل الاسلام[167]۔	یعنی حد رکوع تک جھکنا غیر خدا کے لئے جائز نہیں جیسے سجدہ اور حد رکوع سے کم میں حرج نہیں کہ کسی اسلامی عزت والے کے لئے جھکیں۔

عالمگیری میں اگر کچھ نہ ہوتا تو دل سے عبارت گھڑ کر اس کے سر باندھنی تہمت تھی نہ کہ اس میں یہ قاہر عبارات اپنے خلاف موجود ہوں اور اسی جلد اسی باب میں ہوں پھر وہ شدید جرات ہزار افتراء کا ایک افتراء ہے۔

(۱۱) پھر کہا ص ۱۱۳ اس کے بعد اسی کتاب میں لکھا ہے۔

وقد تبین بذٰلك ان وضع الجباہ بین یدی المشائخ جائز بلاریب۔	بیشک اس سے ظاہر اور واضح ہوگیا کہ مشائخ کرام کے روبرو زمین پر اپنی پیشانیاں رکھ دینا بلاشک وشبہہ جائز ہے۔

عـــہ: بہ تقیید زاھدی ورد المحتار نمبر ۲۶ میں آتی ہے ۱۲ منہ۔

[165] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[166] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹

[167] الحدیقہ الندیہ شرح الطریقہ محمدیہ الخلق الثانی عشر مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۵۴۷

اور ایک عبارت ۳ سطر کی گھڑلی، یہ بھی نرا کذب ہے۔

(۱۲) اسی طرح سو ۱ افتراء کا ایک ہے۔ **(۱۳)** صفحہ ۱۳ میں جامع صغیر کی طرف نسبت کیا:

لاباس بوضع الخدین بین یدی المشائخ۔	مشائخ کے سامنے رخساروں کے رگڑنے میں حرج نہیں۔ (ت)

یہ بھی خالص دروغ۔

(۱۴) ویسا ہی سو افتراء کے برابر ہے جامع صغیر کی عبارت ابھی گزری کہ زمین چومنا حرام ہے نہ کہ زمین پر رخسارے رکھنا۔

(۱۵) اسی صفحہ میں فتاوٰی عزیزیہ کہ نسبت ادعا کیا "اس میں بہت شرح وبسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" یہ بھی صریح ہٹ دھرمی ہے۔ فتاوٰی عزیزیہ میں بعد ذکر شبہات یہ جواب قاطع دیا کہ اجماع قطعی ست بر تحریم سجدہ[168] یعنی غیر خدا کو سجدۂ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی قائم ہے۔

(۱۶) تو یہ بھی سو ۱ افتراء کے مثل ہوا۔

(۱۷) یہیں یہی مضمون فتاوٰی سراجیہ کی نسبت کیا، یہ بھی خالص جھوٹ ہے سراجیہ بہت شرح وبسط در کنار کا نشان تک نہیں۔

(۱۸) یہی ادعا شرح مشکوٰۃ شیخ محقق کی نسبت کیا، یہ بھی محض بہتان اسی میں تو یہ ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہر گز نمیرد و ملک او زائل نگردد[169] (سجدہ اس زندے (خدا) کے لئے کرنا چاہئے جو کبھی مرتا نہیں اور اس کی بادشاہی کبھی زوال پذیر نہیں ہوتی۔ ت)

(۱۹) صفحہ ۱۳ میں عالمگیری سے نقل کیا:

وان امرہ بالسجود للتحیۃ والتعظیم لالعبادۃ فلا فضل لہ ان یسجد۔	اگر کفار نے کسی کو سجدۂ تحیۃ اور تعظیمی کرنے کا نہ کہ سجدہ عبادت کرنے کا، تو افضل یہ ہے کہ وہ سجدہ کرے اھ (ت)

اور اس کی یہ سرخی دی "تعظیمی سجدہ کرنا افضل ہے" یعنی وہی سجدہ جس کی بحث ہے کہ بحالت اختیار زید

---

[168] فتاوٰی عزیزیہ سجدہ تحیۃ مطبع مجتبائی دہلی اول ص ۱۰۷

[169] اشعۃ اللمعات

عمرو کو سجدہ تحیت کرنا، اسے عالمگیری میں افضل لکھا۔ یہ بھاری خیانت ہے۔ عالمگیری کی عبارت یہ ہے:

ولو قال اھل الحرب للمسلم اسجد للملك والاقتلناك قالوا ان امروہ بذٰلك العبادۃ فالافضل له ان لایسجد کمن اکرہ علی ان یکفر کان الصبر افضل[170]۔	یعنی اگر حربی کفار مسلمان سے کہیں کہ بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تمھیں قتل کردیں گے، یہ جبراً اگر انھوں نے سجدہ عبادت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ نہ کرے۔ اور جان دے دے جیسے کفر پر اکراہ میں صبر افضل ہے اور اگر یہ جبر سجدہ تحیت پر کیا تو افضل یہ ہے کہ کرلے اور جان بچالے۔

اس کے بعد وہ عبارت ہے وان امرہ بالسجود للتحیۃ[171] (اگر دارالحرب والے اسے سجدہ تحیت کرنیکا حکم دیں۔ت)
اول سے وہ اری عبارت اڑادی کہ عوام نہ جانیں کہ کلمات حالت اکراہ میں ہے جہاں یہ جانتا ہو کہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا۔ ایسی جگہ جان بچالینے کو افضل کہا ہے۔

(۲۰) غالباً ایسا حوالہ دینے والا سوئر اور شراب بھی بحالت اختیار حلال کرلے گا کہ آخر بحالت اضطرار ان کی اباحت تو خود قرآن عظیم میں ہے:

(۲۱) یہاں تک تو خیانت ہی تھی اب کمال سفاہت وخود کشی ملاحظہ ہو اس عبارت سے استناد کیا جو اس کے زعم میں باطل کی پوری قائل ہے سجدہ تحیت پر قتل سے اکراہ ہو اس وقت سجدہ کرلینا صرف افضل کہا۔ معلوم ہوا کہ جائز یہ بھی ہے کہ نہ کرے اور قتل ہوجائے، تو ظاہر ہوا کہ سجدہ تحیت ایسا سخت حرام ہے جس سے بچنے کو جان دے دینا اور قتل ہوجانا روا ہے تو سئر کھانے سے بھی سخت تر حرام ہوا کہ مضطر یا مکرہ اگر اسے بقدر ضرورت نہ کھائے اور مرجائے یا مارا جائے گنہگار مرے کما نصوا علیه قاطبۃ (جیسا کہ بالاتفاق ان سب نے اس کی تصریح فرمائی۔ت) عالمگیری میں ہے:

السلطان اذا اخذ رجلا وقال الاقتلنك او لتأکل لحم ھذا الخنزیر یفترض علیه التناول فان لم یتناول حتی قتل کان آثما[172]۔	اگر بادشاہ نے کسی شخص کو گرفتار کیا اور کہا کہ اس سور کا گوشت کھائے ورنہ میں تمھیں قتل کردوں گا تو اس پر کھانا فرض ہے اگر اس نے نہ کھایا یہاں تک کہ وہ قتل کردیا گیا تو وہ گناہگار ہوگا۔ (ت)

[170] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن ولعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹
[171] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراھیۃ الباب الثامن ولعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۹
[172] فتاوٰی ہندیہ کتاب الاکراہ الباب الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۸

درمختار میں ہے:

اکرہ علی اکل لحم خنزیر بقتل اوقطع عضو اوضرب مبرح فرض فان صبر فقتل اثم[173]	قتل یا قطع اندام یا ضرب شدید کی دھمکی دے کر سور کے گوشت کھانے پر مجبور کیا گیا تو اس پر کھانا فرض ہے۔(پھر اگر اس نے نہ کھایا) اور صبر کیا توگنا ہگار ہوگا۔(ت)

اکل خنزیر میں اگر اتنا ہی اکراہ ہو کہ نہ کھایا تو انگلی کاٹی جائے تو کھانا فرض، نہ کھائے گنہ گار، اور غیر خدا کو سجدہ تحیت میں اگر قتل سے اکراہ ہو جب بھی سجدہ ضرور نہیں اور جان دے دینی جائز اگرچہ بہتر حفظ جان تھا۔

کتنا فرق عظیم ہوا اور ہونا یہ تھا کہ اکل خنزیر میں عبادت غیر کی مشابہت نہیں بخلاف سجدہ تو اس کا دوسرے کے لئے کرنا واحد قہار جلہ وعلا کے خاص حق پرست درازی ہے۔آدمی انصاف ودین رکھتا ہو تو صرف یہی نمبر اس کی ہدیت کو بس ہے **ولایزید الظلمین الا خسارًا** (ظالموں کو سوائے نقصان اور گھاٹے کے کچھ نہیں بڑھاتا۔ت)

(۲۲) پھر کہا "اس قسم کا مضمون فتاوٰی قاضی خاں میں بھی ہے" اس قسم کا مضمون نہیں بلکہ وہ عبادت ہی فتاوٰی قاضی خاں کی ہے عالمگیری نے اسی سے نقل کی ہے تو اس کا حوالہ بھی وہی سخت فریب دہی ہے۔

(۲۳) نہیں نہیں نری فریب دہی نہیں بلکہ خود کشی اور اپنے منہ اپنے زعم باطل کی پوری بیخکنی بکر مذکور نے اسی تحریر ص ۱۲ میں کہا "ہدایہ" ردالمختار، فتاوٰی قاضی خان نہایت معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے "اسی فتاوٰی قاضی خاں سے ایک ہی صفحے بعد خود وہ عبارت پیش کی جس نے ثابت کردیا کہ سجدہ تحیت اکل خنزیر سے بھی بدتر حرام ہے۔ عرب تو **علی اھلھا** کہتے تھے یہاں **علی نفسھا تجی براقش**۔

(۲۴) یہ تو فتاوٰی قاضی خاں کا فیصلہ تھا بکر کی دوسری مسلم کتاب ممدوح کتاب منقح کتاب ردالمحتار کی سنئے درمختار میں فرمایا:

مایفعلونه من تقبل الارض بین یدی العلماء و العظماء فحرام	علماء وبزرگان کے سامنے زمین بوسی جو لوگ کرتے ہیں حرام ہے اور کرنے والا اور اس پر

---

[173] درمختار کتاب الاکراہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۱۹۶

والفاعل والرضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن[174]	راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں اس لئے کہ وہ بت پرستی کے مشابہ ہے۔

ایسی عمدہ پُر تحقیق کتاب ردالمحتار نے اسے مقرر رکھا۔

(۲۵) پھر درمختار میں فرمایا:

وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفر وان علی وجہ التحیۃ لاوصار آثما مرتکبا للکبیرۃ[175]	یعنی آیا زمیں بوسی سے کافر ہوگا یا نہیں اگر بطور عبادت و تعظیم ہے کافر ہوجائے گا اور اگر بطور تحیت ہے کافر نہ ہوگا ہاں مجرم ومرتکب کبیرہ ہوگا۔

اسی پر اسی نہایت معتمد کتاب ردالمحتار نے فرمایا:

تلفیق لقولین قال الزیلعی وذکر الصدور الشھید انہ لایکفر بھذا السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالٰی علی وجہ التعظیم کفر اھ قال القھستانی وفی الظھیرۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا[176]	خلاصہ یہ ہے کہ یہاں دو قول تھے، ایک پر کہ سجدہ سے مطلقًا کافر ہوجائے گا یہی فتاوٰی ظہیریہ میں ہے اور پھر امام شمس الائمہ سرخسی بھی سجدہ تعظیمی کو مطلقًا کفر فرماتے ہیں دوسرا یہ کہ مرتکب کبیرہ ہوگا مگر کفر نہیں۔ امام صدر شہید نے اسی کو اختیار فرمایا اس لئے کہ اس سے تحیت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عبادت

شارح نے ان دونوں قولوں کو یوں فرمایا کہ کافر کہنے والوں کی مراد وہ ہے کہ بروجہ عبادت ہو، اور صرف گناہ کبیرہ کہنے والوں کی مراد ہو ہے کہ محض بروجہ تحیت ہو۔ کہئے اس اعلٰی معتمد کتاب نے بھی دو ہی قول بتائے کفر یا گناہ کبیرہ، جوز کا بھی کہیں پتا دیا۔

(۲۶) پھر اسی پر تحقیق کتاب نے اور رجسٹری کی، اس کے متصل فرمایا:

وفی الزاھدی الایماء فی السلام الی قریب	یعنی مجتبٰی میں ہے کہ سلام میں رکوع کے قریب

[174] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[175] درمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۲۴۵

[176] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۴۶

الرکوع کالسجود فی المحیط انه یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ[177]	تک جھکنا بھی سجدے کے مثل ہے اور محیط میں فرمایا کہ بادشاہ وغیرہ کسی کے لئے جھکنا ہو منع ہے۔

(۲۷) ہنوز بس نہیں، چند سطریں بعد اقسام بوسہ میں فرمایا:

حرام للارض تحیة وکفر لها تعظیما[178]	زمین بوسی بطور تحیت حرام ہے اور بطور تعظیم کفر۔

افسوس کہ خود بکر معتمد کتابیں زعم بکر کو کیسا کیسا باطل کررہی ہے واللہ الحمد اور آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے فصل چہارم آنے دیجئے۔

(۲۸) ص ۲۳ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا ہے" یہ جھوٹ لاکھوں جھوٹ کا ایک جھوٹ، اور عامہ اولیائے کرام پر تہمت ہے جس کا رد خود اسی کی مستند سے عنقریب آتا ہے۔

(۲۹ تا ۴۵) صفہ ۲۳ "ہر خاندان ہر سلسلہ کے بزرگوں کو تعظیمی سجدہ کرنے کا ثبوت کتابوں میں ہے" حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ پر افتراء، حضرت شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین سہروردی پر افتراء حضرت بہاؤ الحق والدین نقشبندی پر افتراء، حضرت شیخ عبدالواحد بن زید پر افتراء، حضرت خواجہ فضیل بن عیاض پر افتراء، حضرت ابراہیم بن ادھم پر افتراء، حضرت ہبیرہ بصری پر افتراء، حضرت سید الطائفہ جنید پر افتراء، حضرت حبیب عجمی پر افتراء، حضرت عمشاد دینوری پر افتراء، حضرت بایزید بسطامی پر افتراء، حضرت معروف کرخی پر افتراء، حضرت سری سقطی پر افتراء، سلطان ابوالحق کازرونی پر افتراء، حضرت نجم الدین کبرٰی پر افتراء، حضرت سری سقطی پر افتراء، سلطان ابواسحٰق گازرونی پر افتراء، حضرت نجم الدین کبرٰی پر افتراء، حضرت علاؤ الدین طوسی پر افتراء، حضرت ضیاء الدین عبدالقاہر پر افتراء، یہ حضرات سلسلوں اور خانوادوں کے سردار ہیں ثبوت دے ان کو کب سجدہ ہوا اور انھوں نے جائز رکھا، یہ افتراء بھی ہزاروں افتراؤں کا ایک ہے۔

(۴۶ تا ۴۸) ان سے بھی بدرجہا سخت سے سخت بیباکی یہ کہ "حضرت علی وصحابہ کبار سے لے کر تمام بڑے بڑے علماء مشائخ اولیاء سے سجدہ تعظیمی ثابت ہے" ص ۲۳۔ یہ مولٰی علی پر افتراء صحابہ کبار پر افتراء، تمام ائمہ کرام پر افتراء، یہ تین افترا لاکھوں افتراؤں کا مجموعہ ہیں۔ بکر سچا ہے تو مولٰی علی یا کسی

[177] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۴۶

[178] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغیرہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۴۶

صحابی یا کسی امام تابعی یا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد، امام ابویوسف، امام محمد، امام بخاری، امام مسلم یا ان کے یا ان کے کسی ایک شاگرد سے ثبوت صحیح دکھائے کہ انھوں نے کسی غیر خدا کو سجدہ کیا یا اسے جائز بتایا ورنہ قرآن مجید میں جو کچھ کاذبین پر ہے اس سے ڈرے اور جلد سے جلد توبہ کرے، کذب فی الدنیا سے فی الدین سخت تر ہے۔ اور بحکم حدیث **لعنتہ ملائکۃ السماء والارض**[179] (اس پر آسمان وزمین کے فرشتوں کی لعنت ہے۔ت) کا استحقاق ہے اور زید وعمرو پر افتراء سے صحابہ وائمہ پر افتراء خبیث تر ہے اور قرآن کریم میں "**اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ**"[180] (جھوٹ وہی لوگ تراشتے (اور باندھتے ہیں) جو درحقیقت ایمان نہیں رکھتے۔ت) کا احقاق ہے **والعیاذ باللہ تعالٰی ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی الاعلی** (اللہ تعالٰی کی پناہ گناہوں سے بچنا اور حصول نیکی کی طاقت سوائے اللہ تعالٰی بلند وبالا کی توفیق دئے بغیر کسی میں نہیں۔ت)

(۴۹) آگے افتراء واختراع کی اور بھی پوری تند چڑھی کہ "ان سب کا اجماع مسئلہ سجدۂ تعظیمی میں ثابت ہے اور کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا تو پس عـــہ اگر سجدہ تعظیمی گمراہی بھی ہے تو اجماع امت سے گمراہی اس کی جاتی رہی" ص ۲۳ **انا اللہ وانا الیہ رجعون** (یقیناً ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ت) سچ فرمایا حدیث مجید نے:

حُبُّكَ الشیئَ یُعمِی ویُصِم[181]	کسی چیز کی محبت اندھا وبہرا کردیتی ہے۔(ت)

تعصب آدمی کو اندھا بہرا کردیتا ہے۔ سچ فرمایا رب العزت عزجلالہ نے:

"**فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ**"[182]	آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔

سجدہ غیر پر امت کرشن کافر کا ضرور اجماع ہے جس پنڈت سے چاہوں پوچھ لو جس مندر میں چاہو دیکھ لو لیکن امت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم وسلم اس ملعون تہمت سے بری ہے۔ "**وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ**"[183] (عنقریب ظالموں کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ت)

عـــہ: تو بھی دو پس ہی رہے فصاحت، ف کہا چھوڑی یوں کہا ہوتا فتوپس کہ تینوں زبانیں جمع ہوجاتیں ۱۲منہ۔

---

[179] کنز العمال بحوالہ ابن عساکر عن علی حدیث ۱۹۰۱۸ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۰/ ۱۹۳

[180] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[181] مسند احمد بن حنبل باقی حدیث ابی الدرداء المکتب الاسلامی بیروت ۵/ ۱۹۴

[182] القرآن الکریم ۲۲/ ۴۶

[183] القرآن الکریم ۲۶/ ۲۲۷

بلکہ ابھی بکر کے مستند فتاوٰی عزیز سے سن چکے کہ غیر کے لئے سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔

(۵۰) طرفہ یہ کہ "گمراہی بھی ہے تو اجماع سے جاتی رہی" یعنی امت گمراہی پر اجماع تو کرلیتی ہے لیکن اس اجماع سے گمراہی کی کایاپلٹ ہوکر ہدایت ہوجاتی ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ رجعون زہے گمراہی وجنون "لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَهْتَدُوْنَ۝" [184] (نہ وہ کچھ سمجھتے ہیں اور نہ راہ پاتے ہیں۔ت)

(۵۱) صفحہ **۲۰** پر لطائف اشرفی کی عبارت نقل کی اور اس کی ابتداء سے یہ عبارت چھوڑدی:

اما وضع جبہہ بین یدی الشیوخ بعضے از مشائخ رواداشتہ اما اکثر مشائخ اعراض کردہ اند واصحاب خود را ازاں امتناع ساختہ کہ سجدہ تحیت درامت پیشین بود حال منسوخ ست [185]۔	مشائخ کرام کے سامنے پیشانی زمین پر رکھنا بعض نے اس روایت کو جائز فرمایا اکثر مشائخ نے اس کا انکار کیا ہے اور اس سے اظہار نفرت فرمایا) اور اپنے اصحاب کو اس سے منع فرمایا کہ سجدہ تحیت پہلی امتوں میں جائز تھا لیکن اس امت میں منسوخ ہے۔(ت)

یہ کتنی بھاری خیانت ہے اس کلام لطائف میں بہت لطائف تھے۔

اوّلاً: سجدہ تحیت کی منسوخی جس کا بکر کو انکار ہے۔

ثانیاً: بکر کے ادعائے کاذب اجماع کارد کہ اکثر اولیاء انکار سجدہ پر ہیں۔

ثالثاً: بلکہ ممانعت سجدہ پر اجماع کا ثبوت کہ بکر نے خود اپنے ادعائے کاذب اجماع کی یونہی مرہم پٹی کی ہے کہ "اکثر اجماع ہے **وللاکثر حکم الکل** اکثر واسطے کال کا حکم ہے" ص ۲۴۔ اسی کی مستند لطائف سے ثابت ہوا کہ اکثر مشائخ کرام ممانعت سجدہ پر ہیں اور اکثر کے واسطے کا حکم ہے تو تحریم سجدہ پر اجماع اولیائے کرام ثابت ہوا اور اجماع علماء خود ظاہر اور بکر کی دوسری مستند فتاوی عزیزیہ میں مصرح تو غیر خدا کے لئے سجدہ تحیت ہونے پر اولیاء وعلماء کا اجماع ہوا تو یہ بکر خود اپنی مستندوں سے اجامع کا منکر اور علمائے کرام واولیائے عظام سب کا مخالف ہے **وکفی بہ خسرانا مبینا** (اور یہی کھلا گھاٹا کافی ہے۔ت)۔

رابعاً: بکر کے اس کذب صریح وافترائے قبیح کارد کہ "سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ص ۲۳ وہ فرماتے ہیں جمہور اولیائے منع فرماتے تھے یہ کہتا ہے سب اولیار وار کھتے تھے　ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(دیکھو تو سہی راستے کا فرق کہ کہاں سے کہاں تک ہے۔ت)

---

[184] القرآن الکریم ۲ /۱۷۰

[185] لطائف اشرفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

خامسًا: الحمدللّٰہ فوائد الفواد وغیرہ کی سند کا خود ہی جواب دے لیا جب جمہور اولیاء کا ممانعت پر ہیں اور اکثر کے لئے حکم کل تو اجماع اولیاء تحریم پر ہوا اجماع کے مقابل کوئی قول سند نہیں ہوسکتا خود بکر نے کہا "اجماع ثابت ہے کوئی شخص انکار کی مجال نہیں رکھتا" ص ۲۳۔

عبارت لطائف میں تین لطائف اور بھی ہیں آیندہ کا انتظار کیجئے، لطائف کے اس کلام میں بکر پر یہ قاہر رد تھے کہ تمام کاروائی دریا برد تھی لہٰذا دو ٹکڑا صاف کترلیا دین میں ایسی دغا بازی کیا شان اسلام ہے۔

(۵۲) ص ۲۳ میں دلیل العارفین فوائد السالکین تحفۃ العاشقین کا نام لیا اور عبارت نقل نہ کی جہاں بحوالہ صفحہ عبارت نقل کی وہاں تو وہ صریح کذب جری کی راہ لی یہاں کیا اعتبار ہے اور اگر ان میں وہ مضمون ہو اور بکر نے خیانت بھی نہ کی ہو تو **اوّلًا** اسی کا ثبوت درکار کہ یہ کتابیں حضرات منسوخ الیہم رضی اللہ تعالٰی عنہم کی ہیں بہت کتابیں محض جھوٹ نسبت کرکے چھاپ دی ہیں جس کا ذکر آخر فضل سوم میں آتا ہے۔

(۵۳) ثانیًا: اگر بیان ثقات سے ثابت ہو کہ ان حضرات کی کوئی کتاب اس نام سے تھی تو بلاشبہ یہ مشہور متداول نہیں بلکہ کتب غریبہ پر اعتماد جائز نہیں۔علامہ سید احمد حموی غمز العیون والبصائر شرح الاشباہ والنظائر میں محقق بحر صاحب بحر الرائق سے ناقل: **لایجوز النقل من الکتب الغریبۃ التی لم تشتھر**[186]۔ غیر مشہور کتابوں سے نقل جائز نہیں، فتح القدیر وبحر الرائق ونہر الفائق ومنح الغفار وغیرہا میں ہے:

لووجد بعض نسخ النوادر فی زماننا لایحل عزوما فیھا الٰی محمد ولا الٰی ابی یوسف لانھا لم تشتھر فی عصرنا فی دیارنا ولم تتداول نعم اذا وجد النقل عن النوادر مثلا فی کتاب مشھور معروف کالھدایۃ والمبسوط کان ذٰلک تعویلا علٰی ذٰلک الکتاب[187]۔	اگر ہمارے زمانے میں نوادر میں نوادر کا کوئی نسخہ پایا جائے تو اس میں جو کچھ ہے اسے ابویوسف یا محمد کی طرف نسبت کرنا حرام ہے اسی لئے کہ وہ کتاب ہمارے زمانے میں یہاں مشہور ومتداول نہیں ہاں نوادر سے اگر مثلاً ہدایہ یا مبسوط کسی مشہور معروف کتاب میں نقل ہو تو اس نقل کا ماننا اس مشہور کتاب کے اعتماد پر ہوگا۔

اپنے زمانے میں غیر مشہور کی قید سے افادہ فرمایا کہ پہلے اگر مشہور بھی تھی تو اب معتبر نہیں نہ کہ

---

[186] غمز العیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر خطبۃ الکتاب ادارۃ القرآن الکریم ۱/ ۱۶

[187] فتح القدیر کتاب ادب القاضی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۶/ ۳۶۰

وہ رسالہ کہ کبھی مشہور نہ تھے، نہ ہیں۔ کسی الماری سے کوئی نسخہ نقل ہو کر چھپ جانا اسے کتاب مشہور نہ کردے گا۔

(۵۴) ثالث تمام مدارج طے ہونے کے بعد یہی جواب کافی ووافی کہ جمہور اولیاء وجمیع ائمہ منع پر ہیں تو اجماع ہوا اور اجماع کے خلاف اقوال شان مستند نہیں ہوسکتے۔

(۵۵) یہی عبارت مباحث معدن المعانی میں ہیں۔

(۵۶) جب بکر کی جراتیں یہاں تک ہیں تو اس تحریف کی کیا شکایت کہ لطائف میں دربارہ سجدہ ملائکہ ملتقط سے نقل ہوا:

کان السجدۃ لھا طرف فان طرف التحیۃ وطرف العبادۃ فالتحیۃ کانت لاٰدم والعبادۃ ﷲ تعالٰی[188]۔	یعنی اس سجدے کی دو طرفیں تھیں۔ طرف تحیت وطرف عبادت، ان میں تحیت تو حضرت آدم علیہ الصلٰوۃ واسلام کے لئے تھی اور عبادت اللہ عزوجل کے لئے۔

اسے یوں بنالیا ص ۲۲ کہ سجدہ کی دو قسمیں ہیں: ایک سجدہ تحیت، ایک سجدہ عبادت، پس سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے اور سجدہ عبادت خدا تعالٰی کے لئے "شاید دہلی کے شاعر نے بکر ہی سے کہا تھا کہ ؎

عیار ہو بیباک ہو جو آج ہو تم ہو　　بندے ہو مگر خوف خدا کا نہیں رکھتے

(۵۷) ایسا ہی جُل عبارت کا کشاف سے کھیلا اس کی اصل عبارت یہ ہے:

فان قلت کیف جاز لھم ان یسجد والغیر اللہ قلت کانت السجدۃ عندھم جاریۃ مجری التحیۃ والتکرمۃ کالقیام و المصافحۃ وتقبیل الید ونحوھا مما جرت علیہ عادۃ الناس من افعال شھرت فی التعظیم والتوقیر[189]۔	یعنی اگر تو کہے یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام اور ان کے بیٹوں کو غیر خدا کے لئے سجدہ کیسے جائز ہوگیا تو میں کہوں گا ان کے یہاں سجدہ تحیت کا رواج تھا جیسے قیام (مصافحہ ودست بوسی وغیرہ افعال تعظیم وتوقیر جن کا لوگوں میں رواج ہے۔

اسے یہ بنالیا کہ ص ۱۳ " سجدۂ تعظیمی قرن اول سے جاری ہے "اول تو رواج حال میں سجدہ کا نام

---

[188] لطائف اشرفی فی طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

[189] الکشاف(تفسیر الزمخشری) تحت آیۃ ۱۲ /۱۰۰ انتشارات آفتاب تہران ۲ /۳۴۴

کہاں تھا قیام و مصافحہ ودست بوسی کا ذکر تھا جس کا صاف یہ مطلب کہ جیسے اب یہ افعال تحیت ہیں یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کے زمانے میں سجدہ تحیت تھا۔ پھر جرت علیہ عادۃ الناس" سے اتنا ثابت کہ زمخشری کے زمانے میں ان کا رواج ہے قرن اول کا یہاں کون سا حرف تھا، نہ قرن اول میں قیام ودست بوسی عادت ناس تھی، وقوع خاص وعادت ناس میں جو فرق نہ کرے جو ہل ہے تو یہ کشاف پر دھورا افترا ہے۔

(۵۸) بکر اس کی عبارت میں بھی قطعو برید سے نہ چوکا، وہ جو اس نے سوال قیام کیا تھا کہ اگر تو کہے انھیں غیر خدا کے لئے سجدہ جائز ہوگیا صاف اڑادیا جس سے کھلتا تھا کہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے جس پر سوال ناشیئ ہوا، اگر ہماری شریعت میں بھی جائز ہوتا تو سوال کا کیا منشا تھا۔

(۵۹) اسی طرح کشاف میں عبادت و تحیت کا فرق بتا کر کہا:

یجوز ان یختلف الاحوال والاوقات فیه[190]۔	اس میں احوال واوقات کا اختلاف ہوسکتا ہے۔

یعنی جب جائز تھا اب حرام، یہ کسے کہا، سجدہ تحیت کو یا سجدہ عبادت کو، کیا وہ بھی کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے جائز وھوسکتا ہے۔ یہ ہے کل جمع کشاف کا کلام جس پر وہ صریح تہمت رکھدی کہ "بہت شرح وبسط سے تعظیمی سجدہ کی اباحت پر زور دیا ہے" ص ۱۴۔

غرض او مفتری نتواں بر آمد　　　　کہ اواز خود سخن می آفریند

(جھوٹ کہنے والے سے یہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خود بات کو گھڑلیتا ہے۔ت)

(۶۰) شاہ عبدالعزیز صاحب کو قول افتراء کے ساتھ فعلی افترا سے بھی نہ چھوڑا کہ "وہ خود والدین واولیاء اللہ کے مزارات پر سجدہ تعظیمی ادا کرتے تھے" ص ۱۴۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ "[191] اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔

(۶۱) یہ وہی شاہ عبدالعزیز صاحب ہیں جن کے فتوٰی سے سن چکے کہ سجدہ تحیت باجماع قطعی حرام ہے یہ وہی شاہ صاحب ہیں جو تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

درامتہائے سابقہ جائز بود چنانچہ در قصہ	پہلی امتوں میں سجدہ تعظیمی جائز تھا، جیسا کہ

[190] الکشاف عن حقائق التنزیل تحت آیۃ ۲ / ۳۴ انتشارات آفتاب تہران ۱/ ۲۷۳

[191] القرآن الکریم ۲ /۱۱۱

حضرت یوسف واخوان ایشان واقع شدہ کہ "وخروالہ سجدا درشریعت ماایں طریق ہم فیما بین مخلوقات حرام ست بدلیل احادیث متواترہ کہ دیں باب وارد شدہ[192]۔	حضرت ابویوسف کے بھائیوں کے واقعہ میں مذکور کہ انھوں نے یوسف کو سجدہ کیا۔لیکن ہماری شریعت میں یہ طریقہ بھی لوگوں کاآپس میں اختیار کرنا حرام ہے ان متواتر حدیثوں کی وجہ سے جو اس باب میں وارد ہوتیں۔(ت) تو یہ افتراء بھی سوافتراء ہے۔

(۶۲) جس کی یہ قاہر تصریحیں ہوں اس کے ایک محاورہ کے لفظ مسجود خلائق کو معنی حقیقی شرع پر حمل کرنااوراس سے اس کے نزدیک جواز نکالنا صریح ہٹ دھرمی ہے یوں تو شاہ صاحبسے بدر جہاں اعلم واعظم حضرت شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مدارج شریف میں ہے رب عزوجل نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نسبت فرمایا:

تسمیہ کردم او را بجمد واحد محمود وگردانیدم او را عابدو معبود[193]۔	میں نے ان کا نام محمد،احمد اور محمود رکھا،اور میں نے ان کو عابد اور معبود بنایا(یعنی خدا کی عبادت کرنے والا اور لوگوں کا محبوب اور مخدوم)(ت)

اب یہاں بھی کہناکہ حضرت محدث دہلوی "معبود "کالفظ کسی بندے کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خداکے ص ۱۶، سجدہ تحیت بالائے طاق عبادت مخلوق بھی جائز کرلینا اور یہ "کسی خدا" بھی عجیب لفظ ہے۔معلوم نہیں بکر کے نزدیک کتنے خدا ہیں شاید کرشن مت کے چھپن کروڑلئے ہوں۔

(۶۳) بکر نے جو مضمون فوائد الفواد سے نقل کیا بعینہٖ یہی مضمون سیر الاولیاء میں حضرت سلطان الاولیارضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

دریں حال کہ اوپیش مابود وحید الدین قریشی درآمد وسر بر زمین نہاد۔ شیخ سعدی خویش گویدے	اسی حال میں جب وہ میرے سامنے تھا وحید الدین قریشی آیا اور اس سرزمین پر رکھا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کیا خوب فرماتے ہیں:ے
ہرجاکہ روئے زندہ دلے برزمین تست	"جس جگہ چہرتازہ ہوتووہ تیری زمین پر بچھاہے
ہرجاکہ دست غمزدہ درد عائے تست	

[192] فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیۃ ۲/۳۴ مطبع مجتبائی دہلی ص ۱۷۷

[193] مدارج النبوۃ

بزرگے دیگر گوید ؎ شعاع روز بہی تابد از جبین کسے کہ در پرستش تو بر نہد بخاک جبین[194]	اور جس جگہ غمزدہ ہو تو ہاتھ تجھ سے دعا کے لیے ہیں"۔ "ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں: ؎ "ابد تک روشن شعاع کسی کی پیشانی سے پھوٹتی ہیں کہ تیری پرستش کے لئے وہ پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے" (ت)

یہاں تو نہ نرا مسجود بلکہ پرستش موجود، اب کہہ دینا کہ حضرت سلطان الاولیار ضی اللہ تعالٰی عنہ معاذاللہ غیر خدا کے لئے سجدہ عبادت روا جانتے تھے جیسے یہاں پرستش بمعنی عبادت نہیں بلکہ خدمت یونہی وہاں مسجود بمعنی مخدوم ومطاع، یہ خود مشہور معنٰی ہیں اور عام محاورہ میں مستعمل ہے۔ مگر عناد کا کیا علاج۔

(۶۴) بکر کو ہر قسم اختراع میں کمال ہے لغت میں بھی اجتھاد ہے لفظ کے معنی بھی دل سے تراش لیے جاتے ہیں عالمگیری پر افتراء نمبر اول میں یہ لفظ گھڑے "اوطأطأ راسه فلا بأس" جس کا صاف ترجمہ یہ تھا" یا سر خم کیا تو حرج نہیں "اسے یہ بنالیا ص ۱۳"، یا اپنے سر کو زمین پر رگڑے تو کچھ مضائقہ نہیں" بکر سے پوچھئے طأطأة کا ترجمہ "زمین پر رگڑنا" کہاں کی زبان ہے۔ مقام حیرت ہے جب اصل عبارت ہی اپنی ساختہ پرداختہ تھی جس کا عالمگیری میں تھل نہ بیڑا تو سرے سے اوسجدله کیوں نہ گھڑلیا اس کی کیا ضرورت آڑے آئی کہ لفظ طأطأ رکھ کر ترجمہ بھی جھوٹا کرے مگر یہ کہ اختراع میں اپنی مہارت دکھائی کہ عبارت بھی دل سے تراشیں پھر اس جھوٹ کا ترجمہ جھوٹ در جھوٹ گھڑیں " ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ "[195] (اتنے زیادہ اندھیرے ہیں کہ وہ ایک دوسرے پر چھائے ہوئے ہیں۔ت)

(۶۵) سیر الاولیاء میں تھا: مرید زمین بوسید[196] اس کا ترجمہ یہ تراشا گیا" مرید زمین پر سر بسجود ہوگیا"۔ اگر ترجمہ کتاب پر یہ حسب عادت بکری افتراء ہے تو ظاہر ورنہ فحوائے حدیث صحیح مسلم "فهو احد الكاذبين" تو وہ ایک جھوٹا ہے۔ت) نقد وقت ہے لطائف میں تھا بعضے اصحاب روایت شرعی ہم آوردہ آند[197] " جس کا ترجمہ بکر نے یہ کیا" بعض اصحاب شرعی کی روایت بھی لاتے ہیں" کہ استمرار پر دلالت کرے حالانکہ اس کا حاصل صرف اس قدر کہ کوئی صاحب اس پر روایت شرعی بھی لائے۔

---

[194] سیدالاولیاء باب ششم نکتہ درمیان اعتقاد مرید الخ مؤسستہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۰

[195] القرآن الکریم ۲۴/ ۴۰

[196] سیر الاولیاء باب ششم مؤسستہ انتشارات اسلامی بیروت ص ۳۵۰

[197] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

جس سے ظاہر کہ مصنف لطائف نے نہ وہ روایت آپ دیکھی نہ اس پر ایسا اعتماد کہ جزما فرماتے کہ یہاں روایت شرعی بھی ہے بلکہ ایک شخص مجہول کا حوالہ دیا یہ سند نہیں ہوسکتا کہ ارشاد حضرت قدوۃ الکبراء تو درکنار قول صاحب لطائف بھی نہیں نہ ناقل معلوم بلکہ مجہول الاسم والمسمی۔

(٦٦تا٦٩) اس ناقل مجہول کی نقل کی حالت یہاں سے کھلتی ہے کہ اس نے ایک مضمون میں نقل کیا کہ نبی و پیر و بادشاہ و والدین و مولی کو سجدہ تحیت جائز ہے اور بے دھڑک کہہ دیا یہ سب بیان فتاوی قاضیخان اور صغیر خانی اور تیسیر اور سراجی اور خانی اور کافی میں ہے، فتاوی قاضی خان اور افتراء صغیر خانی پر افتراء، سراجی پر افتراء، "هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝" [198] (لوگو! اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ت)

(٧٠) جہالت کی یہ حالت کہ فتاوی قاضی خان کو جدا گنا اور خانی کو جدا، حالانکہ یہ وہی ہے۔

(٧١) تیسیر جسے بکر نے ص ١٤ پر فتاوی تیسیر کہا ہمارے مذہب کا کوئی فتاوی اس نام کا نہیں اس ناقل اور اب اس کے متبع بکر پر لازم کہ بتائے یہ کیا کتاب کس کی تصنیف اور اس میں یہ مضمون کہاں ہے۔

(٧٢) ملتقط کے معنی میں جو تحریف کی نمبر ٣٢ میں گزری اسی سلسلہ میں لکھا ص ٢٢ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے "سجدہ تحیت مثل سلام کے ہے اور کچھ نہیں حرج نہیں اگر پیروں کے سامنے رخسارے رکھے جائیں" یہ اگر مقولہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما شامل کی اتو ابن عباس پر افتراء ہے ورنہ ملتقط پر۔

(٧٣) اگر ابن عباس نے گزشتہ امتوں میں سجدہ تحیت کو بجائے سلام کہا تو ہمیں کیا مضر اور مخالف کو کیا مفید اور اگر یہ مطلب کہ ابن عباس اب سجدہ تحیت کو مثل سلام کہتے ہیں تو قطعاً ان پر افتراء۔ رہا یہ کہ پھر صاحب لطائف نے ایسی افتراء بھری نقل کو درج کتاب کیوں کیا، جب انھوں نے فرمادیا کہ بعض یہ روایت لائے وہ بری الذمہ ہوگئے جیسے بہت محدثین احادیث باطلہ موضوعہ روایت کرتے ارو جانتے کہ جب ہم نے سند لکھ دی ہم پر الزام نہ رہا علاوہ بریں مولنا ملک العلماء بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:

العدول من غیرالائمۃ لایبالون عمن اخذوا و رووا الاتری الشیخ علاء الدولۃ السمنانی کیف اعتمد علی الرتن الهندی و ای رجل	یعنی اماموں کے سوا اور ثقہ عادل حضرات اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کس سے لیتے کس سے روایت کرتے ہیں حضرت شیخ علاء الدولۃ سمنانی قدس سرہ کو نہ دیکھا کیونکر رتن ہندی پر اعتماد فرمالیا حضرت

[198] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

یکون مثلہ فی العدالۃ[199]۔	ممدوح کے برابر کون عادل ہوگا۔

(۷۴) ص۱۴پر جہاں چند حوالوں میں بے نقل عبارت صرف نام گنائے ہیں جن میں خاص کر معارف وسراجیہ وعزیزیہ وشرح مشکوۃ کے حوالے یقینا جھوٹ ہونا اوپر واضح ہوچکااور فتاوی تیسیر کوئی فتاوی ہی نہیں انھیں میں چھٹا نام معین الدین واعظ کی تفسیر سورہ یوسف کا ہے بکر جب اس قدر شدید الاجتراء کثیر الافتراء ہے تواس حوالے پر کیا اعتماد، اور ہو تو تصریحات ائمہ وارشادات حدیث کے مقابل ایک واعظ کی بات سے کیااستناد، یہ حقیقت ہے بکر کی سندوں کی،**ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** (گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت بلند مرتبہ اور عظیم شان والے اللہ تعالی کی توفیق دینے کے سوا کسی میں نہیں۔ت)

فصل دوم: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر بکر کے افتراء
اور حدیث سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۷۵) بھلا یہاں تک تو لغت وفقہ وائمہ وصحابہ رضی اللہ تعالی عنھم ہی پر افتراء تھے مگر بکر کی بڑھتی ہمت کیا صبر کرے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر بھی افتراء سے باز نہ آئی ص۹ پر کہا: خود آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:**کلامی لاینسخ کلام اللہ**[200] میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہیں کرسکتا، یہ حدیث ابن عدی ودار قطنی نے بطریق محمد بن داؤد القنطری عن جبرون بن واقد الافریقی روایت کی ابن عدی نے کامل اور ابن جوزی نے علل میں کہا یہ حدیث منکر ہے، ذہبی نے میزان میں کہا جبرون متہم ہے اس نے قلّت حیا سے یہ حدیث روایت کی ترجمہ، قنطری میں کہا یہ حدیث باطل ہے، ترجمہ افریقی میں کہا یہ حدیث موضوع ہے، امام حجر نے لسان المیزان میں دونوں جگہ ان کے یہ کلام مقرر رکھے، بعد وضوح امر ایک منکر، باطل، موضوع حدیث متہم بالکذب کی روایت کو کہنا کہ حضور نے فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر افتراء کی جرأت ہے۔

(۷۶) بکر مدعی حنفیت حنفیت سے جدا چلا، مذہب حنفی میں بیشک آیت حدیث سے منسوخ ہوسکتی ہے **کما ھو مصرح فی کتب اصولھم قاطبۃ** (جیسا کہ اصول کی عام کتابوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ت) احکام میں حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا کلام اللہ عزوجل ہی کا کلام ہے تو کلام خدا کلام خدا ہی سے منسوخ ہوا۔

---

[199] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی الاصل الثانی منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲/ ۱۷۵

[200] الکامل فی ضعفاء الرجال ترجمہ جبرون بن واقد الافریقی دار الفکر بیروت ۲/ ۶۰۲

قال اللہ تعالٰی "وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ "[201]	(اللہ تعالٰی نے فرمایا) یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے وہ تو نہیں مگر وحی کہ بھیجی گئی۔

(۷۷) صفحہ ۱۵ا پر سرخی دی: "آنحضرت نے خود سجدے کی اجازت دی" یعنی غیر خدا کو سجدہ تحیت کی جس کی بحث ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر منہ بھر کر شدید افتراء ہے "ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾ "[202] اپنی برہان لاؤ اگر سچے ہو۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

" اِنَّمَا یَفۡتَرِی الۡکَذِبَ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ "[203]	ایسے جھوٹ افتراء وہی کرتے ہیں جو ایمان نہیں رکھتے۔

لاالہ الا اللہ بلکہ حضور نے اسے حرام فرمایا۔

(۷۸) اس سرخی کے نیچے کہا: مشکوٰۃ میں ابن خزیمہ بن ثابت سے ہے کہ انھوں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پیشانی پر اپنے آپ کو سجدہ کرتے دیکھا انھوں نے یہ خواب حضرت سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا تیرا خواب سچا ہے آپ فورا لیٹ گئے اور ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کرنے کی اجازت دی" مسلمانو! اس ظلم عظیم کو دیکھو کہاں پیشانی پر سجدہ کہاں خود حضور کو سجدہ، شاید بکر جانماز یازمین پر سجدہ کرتے یہ سمجھتا ہوگا کہ وہ اس کپڑے یا زمین کے ٹکڑے کو سجدہ کر رہا ہے۔

(۷۹) بے علمی کی یہ حالت کہ مشکوٰۃ شریف میں تھا:

عن ابن خزیمہ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رأی فیمایری النائم[204]۔	یعنی ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابوخزیمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے خواب دیکھا۔

وہ خواب راوی خواب کی طرف نسبت کردیا کہ: ابن خزیمہ بن ثابت نے خواب دیکھا" اور اس جہالت کے صدقے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایک افترا دانستہ کردیا کہ "ابن خزیمہ کو اپنی پیشانی پر سجدہ کی اجازت دی"

(۸۰) ایسی ہی بے علمی اور اس کے سبب نادانستہ افترا یہ ہے کہ حدیث میں تھا:

---

[201] القرآن الکریم ۵۳/ ۳

[202] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱

[203] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵

[204] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۶

فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاك[205]۔	حضور نے پہلوئے مبارک پر آرام کرکے ابوخزیمہ سے فرمایا اپنا خواب سچ کرلو۔

مرقاۃ میں ہے:

(صدق رؤیاک)امر من التصدیق ای اعمل بمقتضاھا[206]۔	اپنے خواب کی تصدیق کردیجئے، یعنی لفظ صَدِّقْ یہ تصدیق کا امر ہے یعنی اس کے مقتضا کے مطابق عمل کیجئے۔(ت)

عربی سمجھ میں نہ آئے تو شیخ محقق کا فارسی ترجمہ سنئے:

گفت آنحضرت صدق رؤیاک راست گردان خواب خود راکہ دیدہ وسجدہ کن برجبہۃ من[207]۔	حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: اپنے خواب کی تصدیق کرو جو تم نے دیکھا ہے لہٰذا میری پیشانی پر سجدہ کیجئے۔(ت) سے یہ بنالیا کہ "آپ نے فرمایا: تیرا خواب سچا ہے"

(۸۱) ممانعت سجدہ غیر اللہ کے بارے میں حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ مسند امام احمد میں ہے نقل کی جس میں ایک اونٹ کا حاضر ہوکر حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا اور اس پر صحابہ کی خواہش کہ انھیں بھی اجازت سجدہ ملے اور حضور کا اجازت نہ دینا ہے[208]۔ اور خود کہا ص ۹ "اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ حدیث صاف صاف سجدہ غیر اللہ کی مخالفت کرتی ہے اور کوئی گنجائش رسول خدا کے صریح الفاظ کے خلاف عذر کرنے کی باقی نہیں رہتی پھر جو تحریف کلام الرسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی رگ اچھلی ان صاف صاف تصریح الفاظ نبوی کی یوں تبدیل و تغییر کی" ص ۹ "حدیث کے الفاظ میں یہ ہے کہ اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا تو میں بیوں کو شوہر کے سجدہ کا امر کرتا اور امر سے وجوب ہوتا ہے لہٰذا حضور کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ سجدۂ تعظیمی وجوب کے حد میں جائز ہوتا تو میں عورت پر مرد کا سجدہ واجب کرتا یعنی سجدہ تعظیمی واجب نہیں بلکہ مباح ہے" یہ "یعنی" رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صریح افتراء ہے حدیث کے کون سے حرف میں ہے کہ "بلکہ مباح ہے" جب حسب اقرار بکر شرط میں صرف ذکر جواز

---

[205] مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرؤیا الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۹۶

[206] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ کتاب الرؤیا الفصل الثانی المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸ /۴۰۶

[207] اشعۃ اللمعات کتاب الرؤیا الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ ۳ /۶۵۲

[208] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۷۶

ہے کہ "اگر سجدہ غیر اللہ جائز ہوتا" اور جزامیں وہ امر ہے کہ یقینا منتفی یعنی عورت کو سجدہ کا حکم ہونا اور انتفائے جزا انتفائے شرط ہے تو حدیث کا صاف مفاد سجدہ کا عدم جواز ہوا یعنی جائز ہوتا تو عورت کو حکم ہوتا لیکن عورت کو حکم نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ سجدہ جائز نہیں ذکر امر جزامیں ہے کہ "عورت پر سجدہ واجب کرتا" جزا کا وجوب شرط میں کیسے داخل ہوگیا جواز پر ایجاب کا ترتیب بعید نہیں کہ واجب نہ ہوسکے گا مگر وہ جو جواز رکھتا ہو تو حاصل یہ کہ کوئی اگر سجدہ غیر میں جواز کی گنجائش ہوتی تو میں عورت پر مرد کے لئے واجب کردیتا لیکن وہ جائز نہیں ہوسکتا لہٰذا عورت کو اس کا حکم نہ دیا۔

(۸۲) طرفہ جہالت جبکہ عورت پر وجوب امر سے ہوتا تو قبل امر وجوب نہ ہونا چاہئے تھا۔ نہ یہ کہ سجدہ غیر خدا واجب ہوتا تو میں عورت پر حکم سے واجب کردیتا۔

(۸۳) صحابہ نے اجازت ہی تو طلب کی تھی نہ کہ ایجاب تو نفی وجوب سے اس کا کیا جواب۔

(۸۴) بکر نے تتمہ حدیث نقل کیا ص ۸: **ولکن لاینبغی لبشر ان یسجد لغیر اللہ**۔ اور خود اس کا ترجمہ کیا "لیکن آدمی کو زیبا نہیں کہ سواخدا کے کسی کو سجدہ کرے" پھر اس کا یہ مطلب گھڑتا کہ واجب نہیں مباح ہے کیسی کھلی تحریف ہے۔

(۸۵) حدیث قیس بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہما کہ سنن ابی داؤد شریف میں ہے جنھوں نے شہر حیرہ میں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں واپس آکر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے حضور کو سجدہ کی اجازت مانگی، ارشاد ہوا:

لاتفعلوا لوکنت آمر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء وان یسجدن لازواجھن لما جعل اللہ لھم علیھن من حق[209]۔	نہ کرو اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو ضرور عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کے سبب جو شوہروں کا ان پر ہے۔

یہاں صریح صیغہ نفی موجود ہے لاتفعلوا سجدہ نہ کرو۔ اب بکر سے کہو اپنی اصول دانی لے کر چلے۔ ص ۹ "شارح علیہ السلام کسی بات کا حکم امر کے صیغہ سے دیں تو وہ کام واجب ہوتا ہے" یونہی شارع علیہ الصلٰوۃ والسلام کسی بات سے بصیغہ نہی منع فرمائیں تو وہ کام حرام ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ سجدہ غیر حرام ہے اور حدیث کا وہ مطلب گھڑنا کہ "واجب نہیں بلکہ مباح ہے" محض افترائے ناکام۔

---

[209] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

(۸۶) بکر ہے ہوشیار حدیث ام المومنین صدیقہ نقل کی جس میں صریح صیغہ نہی تھااور عوام کو دھودکا دینے کو لکھ دیا ص ۹"، اسی حدیث کو سجدہ تعظیمی کے مخالف سند میں پیش کیا کرتے ہیں سوااس کے اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں ہے۔اول تو سند کا حدیث میں حصہ جھوٹ ہم نے بکر ہی کی مسلم سندوں سے ثابت کردیا کہ غیر خدا کو سجدہ تحیت حرام حرام حرام، سوئر کھانے سے بھی بدتر حرام۔

(۸۷) پھر حدیث کااس ایک میں حصہ سفید جھوٹ، وہ حدیث صدیقہ شاید بکر نے مشکوٰۃ سے لی ہو کہ بکر کی اس تک رسائی ص ۱۵ سے نمبر ۴۲ میں ہوچکی ہے مشکوٰۃ کے اسی باب اسی فصل میں اس سے دو حدیث اوپر حدیث قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ موجود تھی جس میں صریح ممانعت موجود، اس نے چھپالیااور کہہ دیا۔اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں"۔

(۸۸) نیز وہیں مشکوٰۃ میں تیسیری حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کا پتا دیا تھا اسے بھی اڑا دیا اور کہہ دیا کہ "اور کوئی ثبوت نہیں" دین میں یہ چالاکیاں مسلمان کہلاکر نازیبا ہیں۔حدیث معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ مسند امام احمد میں بسند رجال صحیح بخاری و صحیح مسلم یوں ہے۔

حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل انہ لما رجع من الیمن قال یا رسول اللہ رأیت رجالا بالیمن یسجد بعضھم لبعض افلا نسجد لك قال لو کنت آمرا بشرا یسجد لبشر لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا[210]۔	(ہم سے وکیع نے بیان کیا کہ اعمش نے ابی ظبیان سے انھوں نے معاذ بن جبل سے روایت کیا) یعنی جب معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ یمن سے واپس آئے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یمن میں کچھ لوگوں کو دیکھا آپس میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں، توکیا ہم حضور کو سجدہ نہ کرے، فرمایا: میں اگر آدمی کو آدمی کے سجدہ کا حکم دینے والا ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

(۸۹) اپنے ہی پاؤں پر تیشہ زنی، یہ کہ حدیث ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہما کے تتمہ میں وہ الفاظ بڑھادئے:

لاینبغی بشر ان یسجد لغیر اللہ۔	کسی انسان کے لئے لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے۔

[210] مسند احمد بن حنبل حدیث معاذ بن جبل المکتب الاسلامی بیروت ۵ /۲۲۷۔۲۲۸

اس کی مبلغ علم مشکوٰۃ میں یہ حدیث ام المومنین کا تتمہ نہیں بلکہ چوتھی حدیث سلیمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدہ کرنا چاہا حضور نے فرمایا:

لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الاللّٰہ تعالٰی۔ اوردہ الامام النسفی فی المدارك[211]۔	کسی مخلوق کو سزاوار نہیں کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (امام نسفی اس کو مدارک میں لائے ہیں۔ت)

یہ چار واقعہ جدا جدا ہیں حدیث صدیقہ میں اونٹ کا سجدہ دیکھ کر صحابہ نے اجازت چاہی،
قیس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے حیرہ متصل کوفہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یمن میں سجدہ حکام دیکھ کر اجازت مانگی اور ہر بار ایک ہی جواب ارشاد ہوا کسی بار اجازت نہ ہوئی۔
سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہ نے خود سجدہ ہی کرنا چاہا منع فرمایا۔
ان تینوں حدیثوں میں ایک فائدہ اور ہے جس کے لئے بکر نے ان کو چھپایا کہ عنقریب ظاہر ہوگا ان شاء اللہ تعالٰی۔

(۹۰) حدیث صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا پر بکر کا ظلم اشد واخبث حد سے گزر گیا۔ صفحہ ۹ پر کہا "سب سے بڑی بات تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدہ عبادت تصور کرکے جواب دیا تھا جبھی تو فرمایا کہ اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کا احترام واکرام بجالاؤ آپ کے ذہن میں سجدہ تعظیمی ہوتا تو عبادت رب کا حوالہ نہ دیتے اور احترام و تعظیم کو عبادت سے الگ کرکے ظاہر نہ فرماتے اس وقت تو آپ کے ذہن میں سجدہ عبادت تھا

اناللّٰہ وانا الیہ راجعون ○ " كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ؕ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا○ "[212]۔	(یقیناً ہم اللہ تعالٰی کے لئے ہیں اور (بلا شبہہ اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں) کیا بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکل رہا ہے وہ تو نرا جھوٹ بک رہے ہیں۔

مسلمانو! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جن پر قرآن کریم میں اترا:

[211] مدارك التنزيل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۲/ ۳۴ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۴۲

[212] القرآن الکریم ۱۸/ ۵

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ"[213]	اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو خود فرماتے:

ایاك والظن فان الظن اکذب الحدیث[214]۔	گمان سے دور رہ کہ گمان سے بڑھ کر کوئی جھوٹ بات نہیں الحدیث۔

وہ اور اپنے صحابہ کرام حاضران بارگاہ پر یہ بد گمانی کہ یہ میری عبادت چاہتے ہیں مجھے دوسرا خدا بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**O (ہم اللہ تعالٰی کا مال ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ت) کلا واللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو تو یہ گمان نہ ہوا نہ اس درخواست سے کسی عاقل کو تعظیم وتکریم کے سوا کوئی گمان عبادت گزرتا مگر بکر نے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر یہ خبیث بد گمانی کرکے اپنے لئے استحقاق جہنم کرلیا اگر توبہ نہ کرے۔

(۹۱) یہی نہیں بلکہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر اور سخت تر الزام ہے حضور نے یہ سمجھا کہ صحابہ میری عبادت کیا چاہتے ہیں اس پر نہ غضب فرمایا نہ انکار نہ صحابہ کو توبہ کی ہدایت نہ تجدید اسلام ونکاح کا حکم اس کا ذکر تک نہ کیا یہ ہلکی سی بات فرماکر چپ ہو رہے کہ میں اس کا حکم کرتا تو عورت کو معاذاللہ وہ گمان فرمایا ہوتا تو اسی قدر فرماتے یا یہ کہ ارے تم عبادت غیر چاہ کر مرتد ہوگئے ارے توبہ کرو اسلام لاؤ اپنی عورتوں سے پھر نکاح کرو۔ایک بادیہ نشین ناواقف کے منہ سے اتنی بات نکلی تھی کہ ہم حضور کو اللہ تعالٰی کے یہاں شفیع لاتے ہیں اور اللہ تعالٰی کو حضور کے پاس۔اس پر وہ غضب شدید فرمایا کہ در ودیوار تجلی شان جلال سے بھر گئے دیر تک سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ سبحٰن اللہ فرماتے رہے پھر اس اعرابی سے فرمایا: **اجعلتنی للہ ندا** کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر ٹھہرایا، **ویحك اتدری ما اللہ** افسوس تجھ پر ارے تو جانتا ہے کہ اللہ کیا ہے۔ پھر اس واحد قہار کی عظمت بیان فرمائی **رواہ ابوداؤد**[215]۔ یہاں مخلص صحابہ حاضران بارگاہ علیہم الرضوان

---

[213] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[214] صحیح البخاری کتاب الادب باب قولہ تعالٰی یا یھا الذین اٰمنوا اجتنبوا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۸۹۶

[215] سنن ابی داؤد کتاب السنۃ باب فی الجھمیۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۹۴

سے معاذاللہ دوسرا خدا بنانے غیر خدا کی پوجا کرنے کی خواہش سمجھتے اور ساکت رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے، کلا واللہ کیا یہ شان رسالت ہے حاشا للہ، جو رسول کو کفر وارتداد پر سکوت کرنے والا ٹھہرائے وہ خود کفر وارتداد کے گھاٹ تک پہنچ گیا کہ نبی کی ایسی شدید توہین کی " هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ "[216] (وہ اس دن ایمان کی بہ نسبت کفر کے زیادہ قریب تھے۔ت) بکر نے تو یہ سمجھا کہ میں نے حدیث صدیقہ کی مدافعت میں اپنا زرو علم و قلم دکھایا اور نہ جانا کہ اس کے جہل وبیباکانہ قول نے اسے کہاں تک پہنچایا، سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے:

ان الرجل لیتکلم بالکلمة لایری بها بأسًا یهوی بها سبعین خریفا فی النار[217]۔	بیشک آدمی ایک بات کہتا ہے جس میں کچھ برائی نہیں سمجھتا اس کے سبب ستر برس کی راہ جہنم میں اتر جاتا ہے۔

اور فرمایا:

ان الرجل لیتکلم بالکلمة من سخط الله مایظن ان تبلغ مابلغت فیکتب الله علیه بها سخطه الی یوم القیمة[218]۔	بیشک آدمی ایک بات ناراضی خدا کی کہتا ہے اس کے گمان میں نہیں ہوتا کہ کہاں تک پہنچی، اس کے سبب اللہ اس پر قیامت تک اپنا غضب لکھ دیتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالٰی۔

اللہ عزوجل کی طرف شکر ہے اس پر فتن زمانے سے کہ جسے الٹے سیدھے دو حرج اردو کے لکھنے آگئے وہ مصنف و محقق ومجتہدین بیٹھا اور دین متین میں اپنی ناقص عقل فاسد رائے سے دخل دینے لگا قرآن وحدیث وعقاید وارشادات ائمہ سب کا مخالف ہو کر پہنچا جہاں پہنچا۔

ویتوب الله علی من تاب ومن یتول	اور اللہ توبہ فرماتا ہے جو کوئی توبہ کرے۔ اور

[216] القرآن الکریم ۳ /۱۶۷

[217] جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء من تکلم بالکلمة لیضحك الناس امین کمپنی دہلی ۲ /۵۵، مسند احمد بن حنبل عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۲ /۲۳۶، ۲۹۷، سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب کف اللسان فی الفتنة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۴

[218] مسند احمد بن حنبل حدیث بلال ابن حارث المکتب الاسلامی بیروت ۳ /۴۶۹، المعجم الکبیر حدیث ۱۱۲۹ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۱ /۳۶۷

فان اللّٰہ ھو الغفور الحمید۔	جو کوئی پھر جائے تو بیشک اللہ تعالٰی بخشنے والا تعریف والا ہے۔ (ت)

(۹۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اونٹ کا سجدہ کرنا کیا حضور کو معبود وخدا بنا کر تھا، حاش للہ۔ معجم کبیر طبرانی میں یعلٰی بن مرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن شیئ الایعلم انی رسول اللّٰہ الا کفرۃ الجن والانس[219]۔	ہر چیز مجھے اللہ کا رسول جانتی ہے سوائے کافر جن اور آدمیوں کے،

یوہیں حیرہ ویمن میں لوگوں کا زمینداروں کو سجدہ کرنا قطعاً سجدہ تحیت ہی تھا نہ کہ سجدہ عبادت، انھیں سجدوں کی بناپر صحابہ نے حضور کو سجدے کی اجازت مانگی تھی جس سے کسی عاقل کا بھی وہم معبود والہ بنانے کی طرف نہیں جاسکتا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسی باطل سمجھ کاالزام کسی دریدہ دہنی ہے۔

(۹۳) غنیمت ہے کہ سجدہ غیر کی سخت شناعت خود بکر کے منہ ثابت ہوئی، صحابہ وہ صحابہ جن کے کانوں میں ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کے نغمے گونج رہے تھے جنھیں بات بات میں توحید کا سبق دیا جاتا جن کے دلوں میں اللہ کی وحدانیت پر ایمان پہاڑوں زیادہ گراں ومتمکن تھا۔ قرآن عظیم بار بار جن کے ایمان کی گواہی دے چکا تھا دوسرے کو سجدہ تحیت ایسی سخت چیز ہے کہ اس کا فعل نہیں صرف اس کی خواہش سنتے ہی ان کے یہ تمام فضائل جلیلہ اور ان کے ایمان وتوحید کی قوت سب حضور کے ذہن اقدس سے اتر گئے اور یہی خیال گیا کہ یہ مجھے خدا بنانا چاہتے ہیں تو ایسا ناپاک فعل دوسروں کو کیونکر حلال ہوسکتا ہے۔

(۹۴) بیشک سجدہ افعال عبادت سے ہے۔ سجدہ عبادت وسجدہ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں، سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار سے گزرا کہ **یشبہ عبادۃ الوثن**[220] بت پرستی کے مشابہ ہے۔ اور بکر کی مسلم کامل التحقیق ردالمحتار نے اسے مسلم رکھا، اور اخلاص عبادت یہ ہے کہ عبادت غیر کی مشابہت سے بھی بچے، لہٰذا حضور نے ذکر عبادت فرمایا کہ افعال عبادت صرف اپنے رب کے لئے

[219] المعجم الکبیر حدیث ۶۷۲ مکتبہ فیصلیہ بیروت ۲۲ /۲۶۲

[220] درمختار کتاب الحظر والاباحہ باب الاستبراء وغیرہ مطبع مجتبائی دہلی ۲ /۲۴۵

کرواسے اس ناپاک محمل پر ڈھالنا جس سے وہ تین الزام شدید شان رسالت پر عائد کئے سخت خلاف دین ہے۔

(۹۵) خود بکر نے اسی سجدہ تحیت کو کہا ہے ص ۱۱"، سجدہ ایک ایسی چیز تھی جس میں سجدہ عبادت شریک تھا اور خدا کی عظمت کے انتہائی طریقہ میں خوا مخواہ آدم کا شریک ہوتا تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی خود مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی ہونی چاہئے جو خود میری ہے اس واسطے آدم کی عزت ایسے طریقے سے کرائی جو خدا کے سوا کسی کو زیبانہ تھا تاکہ سند ہو جائے کہ آدم خلافت کے بعد مجازی حیثت سے آخری تعظیم کا مستحق ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے ایسی چیز سے ممانعت کے لئے "**اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ**" [221] (اپنے رب کی عبادت کرو۔ت) فرمانا کیا مستبعد تھا۔

(۹۶) حدیث قیس وحدیث معاذ وحدیث سلمان رضی اللہ تعالٰی عنہم میں تو "**اعبدوا**" نہیں ہے یہاں تو "**لا تفعلوا** اور **لا ییبنغی**" ہے یہاں کس ذریعہ اس بدگمانی پر ڈھالے گا اسی لئے ان کو چھپایا اور کہہ دیا تھا کہ اور کوئی ثبوت نہیں۔

(۹۷) بکر نے چاند سورج بلکہ بت کو سجدہ اور مہادیو کی ڈنڈوت حلال کرلی جیسے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عبادت کا ذکر فرمایا اور اس سے بکر نے یہ ٹھہرالیا کہ صرف سجدہ عبادت کو منع کیا ہے یونہی آیہ کریمہ

"**لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ**" [222] (لوگو! سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو۔ت) جس میں سجدہ شمس و قمر سے ممانعت اور سجدہ الٰہی کا حکم ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "**اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ**" [223] اگر تم اسے پوجتے ہو۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے عبادت کا ذکر فرمایا ہے تو یہاں بھی چاند سورج کو صرف سجدہ کی ممانعت ہوئی، اب بت پرستی یا بھوت کسی بلا کو سجدہ تحیت کی ممانعت پر قرآن کریم میں کوئی آیت نہ رہی، کیا بکر کوئی آیت دکھا سکتا ہے، ہر گز نہیں، اب بکر اپنی لفاظیاں یاد کرے اور "انسانی" کی قید سے ہاتھ اٹھا کر یوں کہے جو اس نے ص ۷ پر کہا ہے قرآن میں کسی سجدہ تعظیم کی ممانعت نہیں ایسی کوئی آیت نہیں جہاں کسی سجدہ کی تعظیم کی ممانعت کی گئی ہو، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تعظیمی سجدہ کے خلاف قرآن خاموش رہنا چاہتا ہے یعنی وہ مسلمانوں سے

---

[221] القرآن الکریم ۲/ ۲۱

[222] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷

[223] القرآن الکریم ۴۱/ ۳۷

نہ یہ کہتا ہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہتا ہے کہ تم پر سجدہ تعظیمی حرام کیا گیا ہے تم کسی غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" یہ "کسی" کا لفظ یاد رکھنے کے قابل ہے، اس کے بعد ص ۸ کا نتیجہ دیکھئے "پس جب قرآن نے ایسا کوئی صاف حکم نہیں دیا تو سجدہ تعظیمی کا حرام ہونا یا ناجائز ثابت نہیں ہوسکتا" دیکھئے کیسی کھلم کھلا بت کی سجدے تعظیم اور بے نیت عبادت مہادیو کی ڈنڈوت حلال کی ہے۔ کیوں نہ ہو جن کا کرشن نبی ہو ان کا دین آپ ہی ایسا ہو۔

(۹۸) چاند سورج کو جسدہ کی ممانعت جو قرآن کریم نے فرمائی اس پر بکر کا یہ عذر ص ۷ و ۸ کہ "اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے۔ اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے سورج چاند اور چیز ہے انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے"

اوّلاً: عجب پادر ہوا ہے اس کے طور پر آیت میں تو چاند سورج کو سجدہ عبادت کی ممانعت ہے کہ فرمایا: "اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝" [224] (اگر تم خاص اس کی عبادت کرتے ہو۔ت) سجدہ عبادت میں خلیفہ وغیر خلیفہ کا کیا فرق۔

ثانیاً: سجدہ آدم علیہم الصلٰوۃ والسلام سے استناد کی خود بیخکنی کرلی اس آیت میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے (یعنی ملائکہ نے سجدہ کیا) اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے (کہ انسان دوسرے کو سجدہ کرے) فرشتہ اور چیز ہے۔ انسان خلیفۃ اللہ دوسری چیز ہے۔ غیر خلیفہ نے خلیفہ کو سجدہ کیا اس سے خود خلیفہ کا سجدہ کرنا کیسے جائز کرلیا علی نفسہا تجنی براقش

(۹۹) قرآن کریم میں سجدہ تحیت کی ممانعت نہ سوجھنی قرآن عظیم سے غفلت پر مبنی، کیا قرآن مجید نے نہ فرمایا:

"اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" [225]	حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

کیا قرآن عزیز نے نہ فرمایا:

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" [226]	جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

کیا قرآن حکیم نے نہ فرمایا:

---

[224] القرآن الکریم ۴۱ /۳۷

[225] القرآن الکریم ۴ /۵۹

[226] القرآن الکریم ۴ /۸۰

"وَمَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ"[227]	جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی بیشک اس کے لئے جہنم کی آگ ہے۔

کیاقرآن حمید نے نہ فرمایا:

وَمَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡہُ ٭ وَ مَا نَہٰىکُمۡ عَنۡہُ فَانۡتَہُوۡا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۘ "[228]	رسول جو تمھیں عطافرمائیں وہ لواور جس سے منع فرمائیں باز رہو اور اللہ تعالٰی سے ڈرو بیشک اللہ کاعذاب سخت ہے۔

کیاقرآن جلیل نے نہ فرمایا:

"فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۶۵﴾"[229]	اے محبوب، تمھارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک تمھیں حاکم نہ بنائیں اپنے آپس کے اختلاف میں پھر جو تم فیصلہ فرماؤ اپنے دلوں میں اس سے تنگی نہ پائیں،اور خوب اچھی طرح مان لیں۔

کیارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس نزاع کا فیصلہ نہ فرمادیا کہ **لاتفعلوا** سجدہ تحیت نہ کرو۔تو قطعاً قرآن عظیم ہی سجدہ تحیت سے منع فرمارہاہے اور جو اس فیصلہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو نہ مانے اس کا حکم جو ارشاد ہوااللہ تعالٰی مسلمان کو اس سے پناہ دے۔

(۱۰۰) قرآن مجید میں تصریح نہ پانے پر بکر کا وہ حکم ص ۸ جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا وہ شدید بدمذہبی ہے جس کی خبر عالم **ماکان ومایکون** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے۔

الا انی اوتیت القراٰن ومثلہ معہ الایوشك رجل شبعان علی اریکتہ یقول علیکم بھذا	سنتے ہو مجھے قرآن عطاہوااور اس کے ساتھ اس کا مثل،خبردار نزدیک ہے کہ کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا کہے یہی قرآن لئے رہو۔

[227] القرآن الکریم ۷۲/ ۲۳

[228] القرآن الکریم ۵۹/ ۷

[229] القرآن الکریم ۴/ ۶۵

القراٰن فما وجدتم فیہ من حلال فاحلوہ وما وجدتم فیہ من حرام فحرموہ وان ما حرم رسول اللہ کما حرم اللہ الا لایحل لکم الحمار الاھلی والاکل ذی ناب من السباع[230] الحدیث	اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو اور اس میں جو حرام پاؤ اسے حرام مانو حالانکہ جو چیز رسول اللہ صل اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام کی وہی اسی کی مثل ہے جو اللہ نے حرام فرمائی، سن لو پالتو گدھا تمھارے لئے حلال نہیں۔نہ کوئی کیلے والا درندہ الحدیث۔(ت)

سجدہ تحیت بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام فرمایا تو وہ حرام ہے اگرچہ قرآم کریم میں اس کی حرمت کی تصریح عوام کو نہ سوجھے۔

(۱۰۱و۱۰۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دو۲ مثالیں ارشاد فرمائیں پالتو گدھا اور کیلے والا درندہ ان کی حرمت قرآن میں مصرح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انھیں حرام فرمایا۔بکر کیوں ماننے لگا وہ یہی کہے گا ص ۸ کہ "جب قرآن نے کوئی صاف حکم نہ دیا تو حرام یا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا" تو بکر نے گدھا اور کتا حلال کرلیا۔

(۱۰۳تا۱۱۰) انھیں پر بس نہیں قرآن میں لحم خنزیر کا ذکر ہے گردے کلیجی کھال اور جھڑی تلی ہڈی کا نام کہاں ہے بلکہ سری پائے بھی عرفا لحم میں نہیں تو بکر نے سوئر کے اجزا بھی حلال مانے کہ "جب قرآن نے صاف حکم نہ دیا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوسکتا"

(۱۱۱تا۱۱۳) غرض صاف حکم قرآن دلیل کا حصر کرکے بکر نے سنت اجماع، قیاس تین اصول شرع کو رد کرکے چکڑالوی مذہب لیا۔

فصل سوم: اللہ عزوجل پر بکر کے افتراء اور خود اسی کے منہ قرآن عظیم سے تحریم سجدہ تحیت کا ثبوت

(۱۱۴) سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر افتراء اگرچہ اللہ عزوجل پر افتراء ہے مگر بکر تو صریح خاص کا طالب ہے قرآن میں تصریح نہ ہو تو حدیث نہیں سنتا لہٰذا بالخصوص رب العزت پر بھی جرآتیں کیں ص ۹۵ میں اس کی عبارت دیکھ چکے خود مانا کہ سجدہ تحیت سے خدا کی عظمت کے انتہائی طریقے میں آدم کا شرک ہوتا تھا" پھر اسی کو اللہ کی مرضی ٹھہرایا کہ "خدا کی مرضی تھی کہ میری خلافت کی تعظیم وہی چاہئے جو خود میری ہے" یہ اللہ پر

[230] مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ الفصل الثانی مطبع مجتبائی دہلی ص۲۹

افتراء ہے اور کھلا شرک اس کے ذمہ باندھنا ایسے ہی افتراؤں کو کفر فرمایا:

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ" [231]	ایسے افتراء وہی کرتے ہیں جو مسلمان نہیں

(۱۱۵) ص ۶ پر کہا "خدا نے اپنے عبادت کے سجدے کے لئے کعبہ کو سمت قرار دیا ہے اس میں ایک بڑا فلسفہ پر شیدہ ہے وہ یہ کہ خدا سجدہ عبادت اور سجدہ تعظیم امتیاز قام کرنا چاہتا تھا تاکہ مسلمان جان جائیں کہ سمت کعبہ کا سجدہ عبادت ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں۔ سمت کعبہ مقرر ہونے سے پہلے خدا نے فرمایا تھا:

"فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" [232]	تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے۔

یعنی جس سمت سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا مگر بعد میں سمت کعبہ مقرر ہوگئی اس کی وجہ یہی تھی کہ خدا سجدہ عبادت وسجدہ تعظیم میں فرق کرنا چاہتا تھا جو اس سمت نے کردیا" یہ اللہ عزوجل پر دوسرا افتراء ہے۔ بکر جلد بتائے کہ سمت کعبہ مقرر فرمانے کی یہ وجہ اللہ عزوجل یا نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کہا بتائی ہے " اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝" [233] (کیا تم اللہ تعالٰی کے متعلق وہ کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ت) اللہ ورسول کی طرف بے ثبوت بات نسبت کرنی بھی افتراء ہے" ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ " [234] (اپنی دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعوی میں سچے ہو۔ت) نہ کہ غلط بات جس کی غلطی ابھی ظاہر ہوتی ہے۔

(۱۱۶) کریمہ "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ" [235] (تم جدھر منہ کرو اسی طرف اللہ تعالٰی کا جلوہ ہے۔ت) حسب حدیث جامع الترمذی شریف قبلہ تحری میں ہے اس کا یہ مطلب ٹھہرانا کہ اس آیت کے نزول تک سمت قبلہ مقرر نہ تھی اللہ عزوجل نے اختیار دیا تھا جدھر چاہو نماز پڑھو۔ یہ اللہ تعالٰی پر تیسرا افتراء ہے۔ تقرر قبلہ روز اول سے ہے۔

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا" [236]	سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے (زمین پر) تعمیر کیا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں بابرکت شان سے موجود ہے۔(ت)

(۱۱۷) بفرض باطل امتیاز سجدہ عبادت وسجدہ تحیت ہی کے لئے وضع قبلہ ہوتی تو یوں کہ وہ سجدہ جو

---
[231] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۵
[232] القرآن الکریم ۲/۱۱۵
[233] القرآن الکریم ۲/ ۸۰
[234] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۱
[235] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵
[236] القرآن الکریم ۳/ ۹۶

دوسرے کو کفر ہے اس سجدہ سے ممتاز ہو جائے جو صرف حرام ہے اللہ عزوجل کا جواز سجدہ تحیت کے لئے یہ امتیاز رکھنا اللہ عزوجل پر چوتھا افترا ہے۔

(۱۱۸) سجدۂ تحیت و سجدہ عبادت کا امتیاز اللہ عزوجل اور خود ساجد کے نزدیک نیت سے ہے ساجد اور اس کا رب جانتا ہے کہ یہ سجدہ کس نیت سے ہے ساجد کو ممتاز قطعی کے امتیاز کی حاجت اور اگر یہ امتیاز ناظر کے لیے رکھا ہے تو جب کہ سجدہ تحیت کے لئے کوئی سمت مقرر نہیں سمت کعبہ بھی ہوگا پھر دونوں سجدوں کا خلط ہو گیا اور امتیاز نہ رہا ناظر اس وقت نہیں کہہ سکتا کہ یہ سجدہ عبادت ہے یا سجدہ تحیت بالجملہ یہ امتیاز ساجد کے لئے رکھا تو لغو و فضول اور ناظر کے لئے تو ناقص ومدخول، اللہ عزوجل ان دونوں سے پاک و منزہ ہے۔ اور اگر امتیاز محض ذہنی ہے کہ جس میں تقید سمت ملحوظ ہو سجدہ عبادت ہے۔ ورنہ سجدہ تحیت۔ تو کام پھر نیت کی طرف عود کر گیا ناظر کو اس سے کیا فائدہ اور ساجد کو اس کی کیا حاجت، امتیاز نیت ان میں بالذات تھا یہ بالعرض کس لئے بہر حال اللہ عزوجل کی طرف اس کی نسبت اللہ پر سخت جرات۔

(۱۱۹) نوافل میں بیرون شہر سواری پر اور نوافل وفرائض میں ہنگام تحری اور اس مریض کو بوجہ مرض اور اس ہارب کو کہ بخوف دشمن استقبال پر قادر نہ ہو سمت کعبہ مقرر نہیں اور یہ سب سجدہ عبادت ہیں تو امتیاز باطل۔

(۱۲۰) بکر ہی کی مستند عبارات عالمگیری و فتاوٰی قاضیخان گزرا کہ اگر کفار بادشاہ کے لئے سجدہ عبادت پر اکراہ کریں صبر افضل ہے ظاہر ہے کہ کفار تعیین سمت کعبہ نہ چاہیں گے بلکہ جدھر بادشاہ ہو تو یہ بے تقرر سمت کیونکہ سجدہ عبادت ہو گیا **ولکن الجھلۃ یفترون** (لیکن نادان لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں۔ت)

(۱۲۱) طرفہ یہ کہ امتیاز خدا نے ایسا خفیہ مقرر کیا کہ اس کے رسول کو بھی خبر نہ ہوئی بالا بالا بکر کو چھپی پاتی بھیج دی صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو سجدے کی اجازت حضور سے مانگی وہ کب تعیین سمت سے تھی اگر اجازت ملتی تو جدھر حضور جلوہ افروز ہوتے اسی طرف سجدہ کیا جاتا اور زعم بکر میں خدا سجدہ عبادت کا وہ امتیاز مقرر کر چکا تھا کہ یہ پابندی سمت ہو تو اس درخواست سے کسی طرح سجدہ عبادت مفہوم نہ ہو سکتا تھا لیکن بکر کہتا ہے ص ۹ " حضور نے صحابہ کی خواہش کو سجدہ عبادت تصور کیا اس وقت آپ کے ذہن میں سجدہ عبادت تھا۔ اب دو حال سے خالی نہیں، یا تو بکر کے نزدیک خدا نے ایسا بیہودہ بے معنٰی امتیاز مقرر کیا جس سے رسول تک کو تمیز

نہ ہوئی تو امتیاز کیا خاک ہوا یا زعم بکر میں معاذاللہ رسول اللہ کی عقل اتنی موٹی بکر کی مَت سے بھی گئی گزری کہ خدا کے واضح امتیاز کے بعد بھی تمیز نہ ہوئی اور دونوں کفر صریح ہیں ہم نہ کہتے تھے کہ جاہل کو مصنف ہی بننا سخت آفت کا سامنا ہے نہ کہ محقق نہ کہ مجتہد نہ کہ شارع کہ تصنیف تو تیار ہو جاتی ہے اور ایمان رخصت، **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** (گناہ سے بچاؤ اور نیکی کی قوت بجز اللہ تعالٰی بلند مرتبہ بڑی شان والے کے کرم کے بغیر کسی میں نہیں۔ت)

(۱۲۲) جب یہ ٹھہری کہ ص ٦ "سمت کعبہ کا سجدہ عبادت کا سجدہ ہے جو غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے سجدے جائز ہیں" تو بلا شبہہ مندروں میں جو سجدے کئے جاتے ہیں غیر مقرر سمت کے ہیں تو بکر نے دوبارہ بتوں اور لنگ جلہری کو سجدے جائز قرار دئے کیونکہ یہی کرشن مت ہے۔

(۱۲۳) جبکہ تقرر سمت سے سجدہ عبادت و سجدہ تحیت میں امتیاز ہوا نزول "**فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ**" تک امتیاز نہ تھا تو قطعاً اس وقت سجدہ تحیت حرام تھا کہ غیر خدا کے لئے وہ فعل جسے عبادت سے کچھ فرق نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا اور جب سجدہ تحیت اس وقت حرام تھا تو غیر ملت آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام میں اگر اس کی حلت بھی تھی یقینا منسوخ ہو گئی اور اب اس ناسخ کا ناسخ کوئی ہے نہیں تو یقیناً سجدہ تحیت حرام ہے اور تا قیامت حرام رہے گا اچھی تقریر سنائی کہ اپنی ساری چنائی آپ ہی ڈھائی۔

(۱۲۴) ص ۱۰ "خدا نے فرمایا ہے: "**فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ﴿۳﴾**" [237]، عبادت کریں اس گھر کے پالنے والے کی۔ اس صورت میں رب ھذاالبیت کا لفظ ہے اور قاعدہ عرب کے بموجب رب کا لفظ ذی روح پر آتا ہے اور کعبہ زی روح نہیں پتھر کا مکان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس بیت سے مراد قلب آدم ہے" یہ اللہ سبحانہ پر پانچواں افتراء بھی ہے اور قرآن کی تفسیر بالرائے بھی اور بتصریح کتب عقائد الحاد بھی کہ معنی ظاہر باطل کرکے باطنیہ کی طرح باطنی گھڑے، متن عقائد امام اجل نسفی رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے:

النصوص تحمل علی ظواھر ھا والعدول عنھا الی معان یدعیھا اھل الباطن الحاد [238]۔	نصوص اپنے ظاہر پر حمل کئے جاتے ہیں، لہٰذا ظاہر معانی سے ہٹ کر اپنے معانی تراش لینا کہ جن کا اہل باطن دعوی کرتے ہیں سراسر بے دینی ہے۔(ت)

[237] القرآن الکریم ۱۰۶/ ۳

[238] مجموع المتون فی مختلف الفنون متن العقائد النسفیہ فی التوحید الشؤن الدینیۃ دولۃ قطر ص ٦۱۸

(۱۲۵) عرب پر بھی افتراء رب المال ورب الدار نہ سنئے، حدیث میں ہے: **کلا ورب الکعبة**[239] (ہر گز نہیں، رب کعبہ کی قسم۔ ت) "رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ" [240] (دو مشرق اور دو مغرب کے رب کی قسم۔ ت)

اور فرماتا ہے: " فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ"[241] (متعدد مشرق اور متعدد مغرب کے مالک کی میں قسم کھاتا ہوں۔ ت)

اور فرماتا ہے: "وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰی" [242] (بیشک وہ شعرٰی ستارے کا رب ہے۔ ت)

اور فرماتا ہے: "رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"[243] (وہ آسمان وزمین کا مالک ہے۔ ت)

اور فرماتا ہے: "سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ" [244] (تمھارا رب عزت والا رب ہر عیب سے پاک ہے۔ ت)

کیا افق کا وہ حصہ جس سے تحویل سرطان کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جس سے تحویل جدی کا اور وہ حصے جن میں یہ ڈوبتے ہیں اور وہ جن سے ہر روز کا آفتاب نکلتا ہے اور وہ جن میں ڈوبتا ہے اور شعرٰی ستارہ اور وہ آسمان وزمین وعزت یہ سب ذی روح ہیں۔ اس سے بڑھ کر جھوٹا کون جسے قرآن جھٹلائے۔

(۱۲۶) یہ عیاری دیکھئے کہ ذی روح پر جمانے کے لئے ترجمہ کیا "اس گھر کے پانے والے" اور نہ جانا کہ گھر کے ساتھ پالنے کا لفظ چسپاں ہی نہیں جب تک گھر سے مجازًا اس کے ساکن مراد نہ لیں۔ یہ بھی کلام الٰہی میں معنی تحریف ہے۔

(۱۲۷) مسلمان دیکھیں ہم نے حدیث سے ثابت کردیا کہ سجدہ تحیت حرام ہے خود بکر کی مسلم ونہایت معتمد کتب فقہ سے ثابت کردیا کہ سجدۂ تحیت سوئر کھانے سے بھی بدتر حرام ہے۔ اس کے مستند

---

[239] شعب الایمان حدیث ۵۱۵۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۴/ ۲۹۴

[240] القرآن الکریم ۵۵/ ۱۷

[241] القرآن الکریم ۷۰/ ۴۰

[242] القرآن الکریم ۵۳/ ۴۹

[243] القرآن الکریم ۳۷/ ۵

[244] القرآن الکریم ۳۷/ ۱۸۰

کی تصریح نے دکھادیا کہ اس کے حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے۔اسی کے منہ قرآن عظیم نے ثابت کردیا کہ حرام ہے۔اسی کی مستند لطائف کی تصریح دکھادی کہ جمہور اولیاء اس کی ممانعت پر ہیں،اب بکر کی ناپاک بدزبانیاں دیکھئے ص ۱۰"تعظیمی کاانکار موجب لعنت وپھٹکار ہے"ص ۲۳"سوائے چند جاہل وضدی لوگوں کے کوئی شخص اس سجدہ تعظیمی کے خلاف نہ تھا"ص ۲۴" اس میں مخالفانہ کلام کرنا شقاوت وسنگدلی ہے"ص ۲۴"اس سے انکار کرنیوالے شیطان کی طرح راندہ درگاہ ہونگے"اب کہئیے اس کی یہ لعنت وشقاوت وشیطنت کس کس پر ہوئی قرآن پر،حدیث پر،فقہ پر،اجماع پر،ائمہ پر،اولیاء پر،**الحمدﷲ** کہ یہ سب تو اس تو اس سے پاک ومنزہ ہیں لیکن وہ تمام خباثتیں اپنے قابل ہی پر پلٹیں۔

"وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ"[245] "وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ"[246]	ظالموں کی یہی سزا ہے۔اب ظالم جان لیں گے کہ اب کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے (ت)

چھٹا فائدہ تھا عبارت لطائف کا کہ بکر ائمہ کرام وفقہائے عظام وعلمائے اعلام بلکہ جمہور حضرات اولیائے فخام کو بھی شیطان ملعون،شقی،سنگدل،راندرگاہ،جاہل،ضدی کہتا ہے مگر قرآن عظیم سے نہ سنا "اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ"[247] (خبردار،ظالموں پر اﷲ کی لعنت ہو۔ت)

(۱۲۸) ہم نے دکھادیا کہ بکر نے ائمہ پر افتراء کئے کتابوں پر چٹے جوڑے،،رسول اﷲ صلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم پر تہمتیں باندھیں،واحد قہار پر بہتان اٹھائے جل وعلا وصلی اﷲ تعالٰی علیہ وسلم،قرآن عظیم تو ایسوں ہی پر لعنت کرتا ہے ہاں کرشن مت جدا ہے۔

(۱۲۹) اپنی ان ناپاکیوں کے ہوتے ہوئے اپنے گریبان میں منہ نہیں ڈالتا اور قرآن وحدیث وفقہ واجماع وائمہ اولیائ پر ایک اور ملعون تہمت گھڑتا ہے ص ۱۹"جو لوگ سجدہ تعظیمی کو منع کرتے ہیں وہ حضرت محبوب الٰہی اور ان کے پیران عظام کو جاہل وفاسق بنانا چاہتے ہیں"

لا الٰہ الا اﷲ "كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا"[248]	اﷲ تعالٰی کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔وہ تو نہیں کہتے مگر نرا جھوٹ۔(ت)

[245] القرآن الکریم ۵/۲۹ و ۵۹/۱۷
[246] القرآن الکریم ۲۶/۲۲۷
[247] القرآن الکریم ۱۱/۱۸
[248] القرآن الکریم ۱۸/۵

ہر عاقل مسلمان جانتا ہے کہ نوع بشر میں عصمت خاصہ انبیاء ہے نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبے والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قول ضعیف خلاف دلیل یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو **کل ماخوذ من قولہ ومردود علیہ الا صاحب ھذا القبر صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم**[249] (ہر آدمی کی اس کے کہنے سے گرفت ہوگی، اور اس پر وہ قول لوٹا دیا جائے گا سوائے اس قبر والے کے کہ ان پر اللہ تعالٰی کی رحمت اور سلام ہو (یعنی حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کی ذات اقدس)۔ت) اتباع جمہور کا ہوگا **علیکم بالسواد الاعظم**[250] (لوگو! بڑی جماعت کو اختیار کرو۔ت) اور قول شاذ ماننے والے پر شرعی الزام شدید عائد ہوگا نہ کہ معاذاللہ صاحب قول پر تصحیح قدوری و در مختار اور بحر کی مسلم نہایت معتمد محقق منقح کتاب ردالمحتار میں ہے:

الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل و خرق للاجماع[251]	قول مرجوح پر حکم اور فتوٰی جہل ہے اور اجماع کا توڑنا۔

اور قطعاً معلوم کہ اجماع امت کا توڑنے والا کم از کم فاسق ائمہ میں کون ایسا ہے حتی کہ صحابہ جس کا کوئی نہ کوئی قول مرجوح نہیں وہ **معاذاللہ** نہ جاہل نہ فاسق لیکن جو قول جمہور کے خلاف ان میں کسی کے قول مرجوح پر حکم یا فتوٰی دے وہ ضرور جاہل وفاسق ہے۔ تو حضرت سیدنا محبوب الٰہی اور ان کے پیران عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم محبوبان خدا ہیں اور جواز سجدہ تحیت کہ جمہور اولیاء واجماع فتوٰی وفقہ وحدیث وقرآن کے خلاف ہے مرجوح ومجہور اور ایسے قول کی سند سے یہ جو اس پر فتوٰی دے رہا ہے جاہل وفاسق ضرور، جاہل وفاسق کی کیا گنتی جبکہ وہ جمہ ائمہ وجمہور اولیاء کو شقی، ملعون، شیطان، راندہ درگاہ کہہ کر خوداہ ایسا ہوچکا "**سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ**"[252] (عنقریب وہ کل جان جائیں گے کہ کون بڑا جھوٹا اور لاف زن ہے۔ت)

تنبیہ: فقیر کا رسالہ عـــہ **مقالہ العرفاء باعزاز شرع وعلماء** ۱۳۲۷ھ ملاحظہ ہو، اکابر اولیاء کے عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے ارشادات کثیرہ سے ثابت کیا ہے کہ شریعت مطہرہ سب پر حجت ہے۔ اور

عـــہ: رسالہ ہذا فتاوٰی رضویہ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی جلد ۲۱ ص ۵۲۱ پر مرقوم ہے۔

[249] الیواقیت والجواہر المبحث التاسع والاربعون دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۴۷۸

[250] سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

[251] ردالمحتار کتاب الطلاق باب العدۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۶۰۲ و ۶۱۴

[252] القرآن الکریم ۵۴/ ۲۶

شریعت مطہرہ پر کوئی چیز حجت نہیں، حضرات اولیاء جن کی ولایت ثابت و محقق ہے ان سے جو قول یا فعل یا حال ایسا منقول ہو کہ بظاہر خلاف شرع مطہر ہو۔

اوّلاً: اگر وہ سند صحیح واجب الاعتماد سے ثابت نہیں ناقل پر مردود ہے اور دامن اولیاء اس سے پاک بلکہ اولیاء تو اولیاء حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ، نے احیاء شریف میں تصریح فرمائی کہ کسی مسلمان کی طرف کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک ثبوت کامل نہ ہو۔

لاتجوز نسبۃ مسلم الی کبیرۃ من غیر تحقیق نعم یجوز ان یقال قتل ابن ملجم علیاً فان ذٰلك ثبت متواترافلا یجوز ان یرمی مسلم بفسق وکفر من غیر تحقیق[253]۔	بغیر تحقیق کئے کسی مسلمان کی کبیرہ گناہ کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں، لیکن ہاں یہ جائز ہے کہ کہا جائے کہ ابن ملجم نے جناب علی (کرم اللہ وجہہ) کو شہید کیا اس لئے کہ یہ تواتر سے ثابت ہے لہذا کسی مسلمان کو فسق اور کفر کی تحقیق کئے بغیر تہمت لگانا جائز نہیں۔ (ت)

اور یہ تواتر نہیں کہ کوئی نسخہ کسی کی طرف منسوب کسی المارى میں ملا چھاپے نے اسے چھاپ کر شائع کر دیا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی مجہول ناشناختہ بازار میں کوئی بات منہ سے نکالے اور اسے ہزار آدمی سنیں اور نقل کریں، ناقل ہزار نہیں لاکھ سہی منتہائے سند تو ایک فرد مجہول ہے تو تواتر درکنار صحت ہی نہیں، آج کل حضرات اولیائے کرام کے نام سے بہت کتابیں نظم ونثر ایسی شائع ہورہی ہیں ع

پس بہر دستے نباید داد دست

(لہذا ہر ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا نہ چاہئے۔ت)

یہ چال بعض علماء کے ساتھ بھی چلی گئی ہے۔ایک کتاب عقائد امام احمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نام سے چھپی جس سے وہ ایسے ہی بری ہے جیسا اس کا مفتری حیاودیانت سے، شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور کتابوں میں وہابی کشش دفتر دیکھ کر کسی وہابی نے ان کے نام سے ایک کتاب گھڑی اور چھاپی گئی ہے۔

ثانیاً: اگر بہ ثبوت معتمد ثابت ہو اور گنجائش تاویل رکھتا ہے تاویل واجب اور مخالفت

---

[253] احیاء العلوم کتاب آفات اللسان الآفۃ الثامنۃ اللعن مطبعۃ المشھد الحسینی قاہرہ ۳/ ۱۲۵

مندفع۔اولیاء کی شان تو ارفع ہر مسلمان سنی کے کلام میں تاحد امکان تاویل لازم، امام علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی حدیقۂ ندیہ میں فرماتے ہیں:

قال الامام النووی رضی اللہ تعالٰی عنہ فی ادب العلم والتعلم من مقدمۃ شرح المھذب یجب علی الطالب ان یحمل اخوانہ علی المحامل الحسنۃ فی کلام یفھم منہ نقص الی سبعین محملا ثم قال۔لایعجز عن ذٰلک الاکل قلیل التوفیق[254]۔	امام نووی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے شرح مہذب کے مقدمہ "آداب العلم والمتعلم" میں ارشاد فرمایا "طالب پر واجب ہے کہ اپنے بھائیوں کے کلام کو اچھے محمل پر حمل کرے کسی ایسے کلام میں کہ جس میں نقص سمجھا جائے لہذا اس کے لئے ستر تک محمل تلاش کرے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اس سے عاجز نہیں ہوتا۔مگر ہر ایسا شخص کہ جس کو کم توفیق عنایت کی گئی۔ (ت)

ثالثًا: اگر تاویل ناممکن مگر محتمل ہو کہ وہ کلام ان کے مناسب رفیعہ ولایت وامامت تک پہنچنے سے پہلے کا ہے تو اسی پر حمل کریں گے اور نہ اس سے استناد جائز نہ ان پر اعتراض، امام علامہ عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ، میزان الشریعۃ الکبرٰی میں فرماتے ہیں:

یحتمل ان من خطأ غیر من الائمۃ انما وقع ذٰلک منہ قبل بلوغہ مقام الکشف کما یقع فیہ کثیر ممن ینقل کلام الائمۃ من غیر ذوق فلا یفرق بین ماقالہ العالم ایام بدایتہ وتوسطہ ولابینہ ماقالہ یام نھایتہ[255]۔	جن لوگوں نے ائمہ کرام کو (ان کے بعض نظریات کی وجہ سے) انھیں خطاکار ٹھہرایا ہے احتمال ہے کہ یہ ان سے (درجہ عالیہ) مقام کشف تک ان کی رسائی سے پہلے صادر ہوئے ہوں جیسا کہ بہت سے بے ذوق حضرات جب ائمہ کرام کا کلام نقل کرتے ہیں تو وہ اس خطا میں پڑ جاتے ہیں لہذا عالم نے ابتدائی اور درمیانی دور اور آخری ایام میں جو کچھ فرمایا ہے یہ لوگ ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتے (ت)

رابعًا: یہ بھی ناممکن ہو تو جن کی ولایت وامامت ثابت و متحقق ہے ان کے ایسے فعل کو افعال خضر علیہ الصلٰوۃ والسلام کے قبیل سے ٹھہرائیں گے اور ایسے کلام کو متشابہات سے کہ ان پر

---

[254] الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ الفصل الثانی النوع الثالث مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱/ ۳۷۹

[255] المیزان الکبرٰی للشعرانی فصل فی بیان تقریر قولہ من قال الخ مصطفی البابی مصر ۱/ ۳۳

طعن کریں نہ اس سے بحث اور گمراہ ہے وہ کہ متشابہات کا اتباع کرے۔

قال اللہ تعالٰی "فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ"[256]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: وہ لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اللہ تعالٰی کے متشابہ کلام کی پیروی کرتے ہیں۔(ت)

متشابہات جس طرح اللہ ورسول کے کلام میں یونہی ان کے اکابر کے کلام میں ہوتے ہیں کما افادہ اما الطریقۃ لسان الحقیقۃ سیدی محی الملۃ والدین ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ (جیسا کہ طریقت کے امام، حقیقت کی زبان، میرے آقا، دین ملت کو زندگی بخشنے والے شیخ ابن عربی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے افادہ فرمایا۔ت) یہ ہے بحمداللہ سلامت اور اللہ عزوجل کے ہاتھ ہدایت، واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمدللہ رب العالمین (اور اللہ تعالٰی جسے چاہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور سب تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ت)

فصل چہارم: آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کی بحث اور دلائل قاہرہ سے بطلان استدلال مجوزین کا ثبوت

مجوزین کے ہاتھ میں لے دے کر جو کچھ سند ہے یہی ہے اور اسے یوں رنگتے ہیں کہ قرآن عظیم سے ثابت ہوا کہ یہ شریعت آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام ویوسف کا حکم تھا اور شرائع سابقہ قطعاً حجت ہیں جب تک اللہ ورسول انکار نہ فرمائیں اور یہاں انکار نہیں تو قرآن عظیم سے قطعاً جواز ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی ہے کہ اول تو یہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہو سکتی اور ہو تو قطعی کا ناسخ قطعی چاہئے وہ یہاں مفقود اور حدیث احاد نا مسموع و مردود، یہ ہے وہ جسے بکر نے طویل تقریرات پریشان میں بیان کیا نصف ص ۱۱ سے اخیر ص ۱۲ تک اور ص ۹ میں ۵ سطریں ص ۲۴ میں ۹ سطریں نیز ص ۴ و ۵ میں ۱۲ سطریں اسی کی تکمیل ہیں غرض ڈیڑھ ورق سے زائد میں یہی ہے بلکہ اس انضباط سے ہے بھی نہیں جو ہم نے ان دو سطروں میں کر دیا مگر یہ حقیقۃً نسج العنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اس میں ایک فقرہ بھی صحیح نہیں جیسا کہ بعونہ تعالٰی ابھی مشاہدہ ہوگا۔

---

[256] القرآن الکریم ۳/۷

(۱۳۰) اگر دین وعقل وادب ائمہ نصیب ہوا گر آدمی آئینہ میں اپنا منہ دیکھے اگر چادر سے زیادہ پاؤں پھیلانے کو شناخت جانے، اگر ہلدی کی گرہ پر پنساری نہ بننے تو اتنا ہی دیکھنا بس تھا کہ قرآن کریم کی یہ آیتیں ائمہ دین وجماہیر اولیائے کاملین رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مخفی نہ تھیں حجت شرائع سابقہ ونسخ وفرق قطعی وظنی کے مسائل یقیناً ان کے پیش نظر تھے آخر انھوں نے سجدہ تحیت کی تحریم وممانعت کچھ دیکھ بھال ہی کر رکھی ہوگی یا ایسے پیش پا افتادہ اعتراضوں کی ان میں کسی کو سوجھ نہ ہوئی کیا وہ سب کے سب تم سے بھی علم وفہم عقل ودین میں گئے گزرے تھے۔

(۱۳۱) جانے دو ردالمحتار وفتاوٰی قاضی خاں پر تمھارا ایمان ہے کہ ص ۱۲ " نہایت مشہور معتبر کتابیں ہیں قرآن وحدیث کے غور واحقاق کے بعد ان کو مرتب کیا ہے " ہم نے انھیں کتابوں سے دکھادیا کہ سجدہ تحیت کم از کم حرام وگناہ کبیرہ ہے اور سوئر کھانے سے بھی بدتر، قرآن مجید میں سجدہ آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کی آیتیں انھیں نہ سوجھیں تو خاک غور واحقاق کیا، یہ بھی جانے دو اسی غور واتحقاق والی ردالمحتار سے اس تمام بے سروپا تقریر کا خاص رد لو، ردالمحتار کی جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ میں قبیل فصل فی البیع ہے:

اختلفوا فی سجود الملئکۃ قبل کان للہ تعالٰی والتوجہ الی آدم للتشریف کاستقبال الکعبۃ وقیل بل لاٰدم علی وجہ التحیۃ والاکرام ثم نسخ بقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لو امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا تاترخانیۃ قال فی تبیین المحارم والصحیح الثانی ولم یکن عبادۃ لہ بل تحیۃ واکراما ولذا امتنع عنہ ابلیس وکان جائزا فیما مضی کما فی قصۃ یوسف قال ابومنصور الماتریدی وفیہ دلیل علی نسخ الکتاب بالسنۃ[257]۔	یعنی سجدہ ملائکہ میں علماء کو اختلاف ہوا بعض نے کہا سجدہ اللہ تعالٰی کے لئے تھا اور آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کے اعزاز کے لئے منہ ان کی طرف تھا جیسے کعبہ کو منہ کرنے میں ہے اور بعض نے کہا بلکہ سجدہ ہی آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو تحیت وتکریم کے طور پر تھا پھر اس حدیث سے منسوخ ہوگیا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے یہ تاتارخانیہ میں ہے، اور تبیین المحارم میں فرمایا صحیح قول دوم ہے اور یہ ان کی عبادت نہ تھا بلکہ تحیت وتکریم، ولہٰذا ابلیس اس سے باز رہا اور سجدہ تحیت اگلی شریعتوں میں جائز تھا جیسا کہ قصہ یوسف علیہ الصلٰوۃ ولسلام میں ہے۔ امام اجل علم الہدٰی امام اہلسنت

[257] ردالمحتار باب الاستبراء وغیرہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵ /۲۴۶

سیدنا ابو منصور ماتریدی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا اس پر دلیل ہے کہ حکم قرآن حدیث سے منسوخ ہو جاتا ہے **انتھی**۔

للہ انصاف، اس پر غور واحقاق قرآن والی مشہور کتاب نے آپ کا کوئی فقرہ کسی فقرے کا کوئی تسمہ لگار کھا وللہ **الحمد**۔

(۱۳۲) اگر بکر ربقہ تقلید گردن سے نکال کر خود محقق بن کر یہ استدلال کرے تو استغفر اللہ، کیا امکان ہے کہ ایک حرف چل سکے۔

فاقول: وباللہ التوفیق (پس میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی توفیق کے ساتھ۔ت) **اولا** سرے سے اس کا آدم یا یوسف یا کسی نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعت ہونے ہی کا ثبوت دے اور ہر گز نہ دے سکے گا۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آفرینش سے پہلے رب عزوجل نے یہ حکم ملائکہ کو دیا تھا۔

"فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝"[258]	جب میں اسے ٹھیک بنالوں اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونک دوں اس وقت تم اس کے لئے سجدہ میں گرنا۔

تو اس وقت نہ کوئی نبی تشریف لایا تھا نہ کوئی شریعت اتری، ملائکہ وبشر کے احکام جدا ہیں جو حکم فرشتوں کو دیا گیا وہ شریعت میں **من قبلنا** (جو انبیاء ہم سے پہلے گزرے، ان کی شریعت۔ت) نہیں، قصہ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اتنا ثابت کہ شریعت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ تحیت کی ممانعت نہ تھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فعل ممنوع نہیں کرتے، ممانعت نہ ہونا دونوں طرح ہوتا ہے یا تو ان کی شریعت میں اس کے جواز کا حکم ہو یہ اباحت شرعیہ ہوگی کہ حکم شرعی ہے یا ان کی شریعت میں اس کا کچھ ذکر نہ آیا ہو تو جو فعل جب تک شرع منع نہ فرمائے مباح ہے یہ اباحت اصلیہ ہوگی کہ حکم شرعی نہیں بلکہ عدم حکم ہے۔ اور جب دونوں صورتیں محتمل تو ہر گز ثابت نہیں کہ شریعت یعقوبیہ میں اس کی نسبت کوئی حکم تھا تو شریعت میں من قبلنا ہونا کب ثابت، بحمدہٖ تعالٰی شبہ کا اصل معنی ہی ساقط۔

(۱۳۳) ثانیا: قرآن عظیم سے سجدہ مبحوث عنہا (جو زیر بحث ہے۔ت) کا جواز قطعاً

[258] القرآن ۱۵/ ۲۹و۳۸/ ۷۲

ثابت ہونا بوجوہ باطل:

وجہ اول: علماء کو اختلاف ہے کہ یہ سجدہ زمین پر سر رکھنا تھا یا صرف جھکنا، سر خم کرنا، ابوالشیخ کتاب العظمہ میں امام محمد بن عباد بن جعفر مخزومی سے راوی:

قال کان سجود الملئکۃ لاٰدم ایماء [259]۔	آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کی ملائکہ کا سجدہ اشارہ تھا۔

ابن جریر وابن المنذر وابوالشیخ امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج سے تفسیر **قولہ تعالٰی "وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا"** (اللہ تعالٰی کے ارشاد خروالہ سجدا یعنی حضرت یوسف کے والدین اور ان کے برادر حضرت یوسف کے لئے سجدے میں گر گئے۔ت) میں راوی:

قال بلغنا ان ابویہ واخوتہ سجدوا یوسف ایماء برؤسھم کھیئۃ الاعاجم وکانت تلک تحیتھم کما یصنع ذٰلك ناس الیوم [260]۔	ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلٰوۃ واسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی وغیرہ نے محاورات وغیرہ نے عرب سے اس معنی سجدہ کا اثبات کیا، امام بغوی نے معالم التزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا اور قول اول کو ضعیف کہا سجدہ ملائکہ میں فرماتے ہیں:

لم یکن فیہ وضع الوجہ علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذٰلك بالسلام [261]۔	یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرمادیا۔

سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں:

لم یرد بالسجود وضع الجباہ علی الارض و	یعنی سجدے سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں

---

[259] الدر المنثور بحوالہ ابی الشیخ فی العظمۃ عن محمد بن عباد تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مکتبہ آیۃ العظمی قم ایران ۱/ ۴۸

[260] الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن المنذر وابی الشیخ عن ابن جریج آیۃ ۱۲/ ۱۰۰ مکتبہ آیۃ العظمی قم ایران ۴/ ۳۸

[261] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸

انما ھا الانحناء والتواضع وقیل وضعوا الجباہ علی الارض علی طریق التحیۃ والتعظیم وکان جائزا فی الامم السابقۃ فنسخ فی ھذا الشریعۃ[262]۔	وہ تو صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا اور بعض نے کہا بطور تحیت و تعظیم پیشانی ہی زمین پر رکھی اور اگلی امتوں میں جائز تھا۔ اس شریعت میں منسوخ ہوگیا۔

بیعنہٖ یونہ خازن میں ہے دونوں امام جلال الدین نے تفسیر جلالین میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ جلال سیوطی سجدہ آدم میں فرماتے ہیں:

اذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لاٰدم سجود تحیۃ بالانحناء[263]۔	یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے (بطور حکم) فرمادیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی سجدہ سے بطور تحیت صرف جھکنا مراد ہے۔ (ت)

سورہ یوسف میں فرماتے ہیں:

خروالہ سجدا سجود انحناء لاوضع جبھۃ وکان تحیتھم فی ذٰلك الزمان[264]۔	وہ سب حضرت یوسف (علیہ الصلٰوۃ والسلام) کے لئے سجدہ میں گرگئے یعنی ان کے سامنے جھک گئے نہ کہ پیشانی زمین پر رکھی اور یہ کاروائی اس زمانے میں ان کی تحیت یعنی تعظیم تھی۔ (ت)

جلال محلّی سورہ کہف میں فرماتے ہیں:

واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم سجود انحناء لاوضع جبھۃ[265]،	اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا حضرت آدم کو سجدہ کرو یعنی ان کے سامنے جھک جاؤ نہ کہ زمین پر پیشانی رکھو۔ (ت)

اور یہ دونوں حضرات اصح الاقوال لیتے ہیں۔ خطبہ جلالین میں ہے:

ھذا تکملۃ تفسیر القراٰن الکریم الذی الفہ الامام جلال الدین المحلی علی	یہ قرآن کریم کی تفسیر کا تکملہ ہے جس کو جلال الدین محلّی نے تالیف کیا اس کی طرز پر سب سے

[262] معالم التنزیل علی ھامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۱۲ /۱۰۰ مصطفی البابی مصر ۳ /۳۱۷

[263] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۲ /۳۴ اصح المطابع دہلی نصف اول ص ۸

[264] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۱۲ /۱۰۰ اصح المطابع دہلی نصف اول ص ۱۹۸

[265] تفسیر جلالین تحت آیۃ ۱۸ /۵۰ اصح المطابع دہلی نصف ثانی ص ۲۴۷

نمطہ من الاعتماد علی ارجح الاقول [266]۔	زیادہ راجح قول پر اعتماد کرتے ہوئے۔(ت)

توان چاروں اکابر کے نزدیک راجح قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ کہ سجدہ معروفہ، بعض گروہ دیگر کے نزدیک قول اول راجح ہے وبہ اقول لقعوا وخروا (اور میں یہی کہتاہوں (ترجیح قول اول)اس لئے کہ قرآن مجید میں الفاظ "قعوا" اور "خروا" ہیں یعنی اس کے لئے سجدہ میں پڑ جاؤاور اس کے لئے وہ سجدہ میں گر گئے۔ بہر حال خود اختلاف نافی قطعیت ہے نہ کہ ترجیح بھی مختلف۔

(۱۳۴) بکر ص ۵ پر اس سے بچاؤ کے لئے زعم کہ سجدے کی صورت سوائے موجودہ شکل کے اور کوئی نہیں ہے۔اور بعض غیر مسلم اقوام میں جو سجدہ کی تعریف ہے وہ اسلامی سجدہ نہیں بلکہ رکوع کے مشابہ ہے" سخت جہالت ہے کیا امام اجل محمد بن تابعی تلمیذ ام المومنین صدیقہ وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر وابوہریرہ وجابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہم وامام جلیل احد التابعین ابن جریح تلمیذ امام ہمام جعفر صادق واستاد الاستاذ امام شافعی رحمہم اللہ تعالٰی اور امام محی السنۃ بغوی وامام فخر الدین رازی وامام خازن وامام جلال الدین المحلی وامام جلال الدین سیوطی وغیرہم اکابر معاذاللہ غیر مسلم اقوام سے ہیں یا اصطلاحات کفار سے قرآن عظیم کی تفسیر کرتے ہیں۔

(۱۳۵) سجدہ تلاوت کہ نماز میں واجب ہو فورا بشکل رکوع بھی ادا ہوجاتا ہے یونہی رکوع نماز میں اس سجدہ کی نیت کرنے سے جبکہ چار آیت کا فصل دے کرنہ ہو، اور ایک روایت میں بیرون نماز بھی اس سجدہ میں رکوع کافی ہے۔ تنویر الابصار ودرمختار میں ہے :

(تودی)برکوع وسجود)غیر رکوع الصلٰوۃ و سجودھا (فی الصلٰوۃ لھا)ای للتلاوۃ و تودی(برکوع صلٰوۃ علی الفور [267]۔	جو سجدہ تلاوت کو نماز میں تلاوت کی وجہ سے واجب ہو وہ نماز کے رکوع، سجدہ کے علاوہ الگ رکوع اور سجدہ سے ادا کیا جاسکتا ہے لیکن اگر نماز میں ایک دو، یا تین آیتیں پڑھنے سے فورًا رکوع کیا تو سجدہ تلاوت اس سے بھی ادا ہوجائے گا بشرطیکہ رکوع میں اسے ادا کرنے کی نیت کرے۔(ت)

ردالمحتار میں ہے:

وروی فی غیر الظاھر ان الرکوع ینوب عنھا	غیر ظاہر روایت میں مروی ہے کہ رکوع بیرون نماز

[266] تفسیر جلالین خطبۃ الکتاب اصح المطابع دہلی ص ۴

[267] الدر المختار کتاب الصلوۃ باب سجود التلاوۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۰۵

خارج الصلٰوۃ ایضا[268]۔	سجدۂ تلاوت کے قائم مقام ہوجاتاہے۔(ت)

جہالت سے شرعی احکام کو غیر اسلامی کردیا۔

(۱۳٦) وجہ دوم: اگر یہ سجدہ مشہور تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم ویوسف کو تھا یا سجدہ اللہ عزوجل کو اور آدم و یوسف قبلہ، ابن عساکر وابوابراہیم مزنی سے راوی:

انہ سئل عن سجود الملئکۃ لاٰدم فقال ان اللہ جعل آدم کالکعبۃ[269]۔	یعنی ان سے سجدہ ملائکہ کے بارے میں استفسار ہوا، فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام کو کعبہ کی طرح کردیا تھا۔

معالم وخازن وغیرہما میں ہے:

وقیل معنی قولہ اسجدوا لاٰدم ای الی آدم فکان آدم قبلۃ والسجود للہ تعالٰی کما جعلت الکعبۃ قبلۃ للصلٰوۃ والصلٰوۃ للہ تعالٰی[270]۔	یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو توآدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالٰی کو۔ جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ تعالٰی کے لئے۔

نیز سورہ یوسف میں ہے:

وروی عن ابن عباس معناہ خروالہ عزوجل۔ سجدا بین یدی یوسف والاول اصح[271]۔	ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالٰی کے لئے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے، اور اول زیادہ صحیح ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔

حیث قال الوجہ الثانی انھم جعلوا یوسف کالقبلۃ وسجدوا للہ شکر النعمۃ وجدانہ وھذا	جیسا کہ امام رازی نے فرمایا یاکہ دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے حضرت یوسف کو قبلہ کی طرح ٹھہرایا تھا (یعنی ان کی طرف سجدہ کیا) لیکن

[268] ردالمحتار کتاب الصلٰوۃ باب سجود التلاوۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۵۱۸

[269] الدر المنثور بحوالہ ابن عساکر تحت آیۃ واذقلنا للملائکۃ اسجدوالاٰدم الخ قم ایران ۱/ ۱۵۰

[270] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۲/ ۳۴ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸

[271] معالم التنزیل علی ہامش تفسیر الخازن تحت آیۃ ۱۲/ ۱۰۰ مصطفی البابی مصر ۳/ ۳۱۷

التاویل حسن فانه یقال صلیت للکعبة کما یقال صلیت الی الکعبة قال حسان ع الیس اول من صلی لقبلتکم[272]۔	سجدہ اللہ تعالٰی کے لئے کیا تھا حضرت یوسف کو پالینے کی نعمت کا شکرادا کرتے ہوئے۔اور یہ توجیہ اچھی ہے کیونکہ صلیت للکعبۃ کہا جاتا ہے جیسا کہ صلیت الی الکعبۃ کہا جاتا ہے یعنی دونوں میں کوئی فرق نہیں یعنی میں نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی) اور حضرت حسان نے فرمایا ع کیا وہ پہلا شخص نہیں جس نے تمھارے قبلہ کے لئے یعنی اس کی طرف نماز پڑھی۔ (ت)

اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کیاجائے ص ۴ پر تحریر بکر کا سر نامہ: "پیروں اور مزاروں کو تعظیمی سجدہ" ص ۵ "عبادت کے سجدے اور تعظیم کے سجدے میں بہت فرق ہیں عبادت کا سجدہ غیر خدا کو کرنے کی ممانعت فرمائی" ص ۶ "عبادت کا سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں اور غیر مقرر سمت کے جائز ہیں" ص ۷ "تعظیمی سجدے کے خلاف قرآن خاموش ہے نہ یہ کہتاہے کہ غیر خدا کو سجدہ کرو نہ یہ کہ غیر خدا کو سجدہ نہ کرنا" ص ۷ و ۸ "وہ آیت کہ سجدہ نہ کرو سورج اور چاند کو اس میں غیر انسان کے سجدہ کا ذکر ہے اور گفتگو سجدہ انسانی میں ہے" ص ۸ "صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہیں" ص ۱۱ خدا کی مرضی تھی کہ کلافت کی تعظیم وہی ہو جو میری، اس واسطے آدم کو سجدہ کرایا" ص ۱۵"، مسجود خلائق کسی بندہ کے حق میں لکھتے ہیں یا کسی خدا کے" ص ۱۶ "ہر حاضر ہونے والا آپ کو سجدہ تعظیمی کرتا تھا" ص ۱۷ سیر الاولیاء سے:

درامم ماضیه رعیت مر بادشاہ راوامت مر پیغمبر راسجدہ می کردند[273]۔	پہلی امتوں میں رعیت بادشاہ کو امت پیغمبر کو سجدہ کرتی تھی۔

لطائف سے:

القوم للنبی والمرید للشیخ والرعیة للملك والولد للوالدین والعبد للمولٰی[274]۔	قوم، پیغمبر کو، مرید، پیر کو، رعیت، بادشاہ کو، بیٹا والدین کو، اور غلام آقا کو سجدہ کیا کرتے تھے (ت)

[272] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۱۲/ ۱۰۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۸/ ۲۱۲

[273] سیر الاولیاء باب ششم مؤسستہ انتشارات اسلامی لاہور ص ۳۵۱

[274] لطائف اشرفی فی بیان طوائف موتی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنانی کراچی حصہ دوم ص ۹

صفحہ ۲۱:

سجد الرجل للسلطان ولغیرہ یرید بہ التحیۃ لایکفر[275]۔	کسی شخص نے بادشاہ یا کسی اور کو سجدہ کیا کہ جس سے اس کی تعظیم مراد تھی تو وہ (اس کام سے کافر نہ ہوگا۔

صفحہ ۲۲ "سجدہ تحیت آدمی کے لئے ہے سجدہ عبادت خدا کے لئے" ایضا، سجدہ تحیت نبی کے لئے، پیر کے لئے، بادشاہ کے لئے، والدین کے لئے، آقا کے لئے، ایضا" بادشاہ کو سجدہ کیا یا اور کسی کو اور تعظیم کی نیت ہوئی تو کافر نہیں "ص ۲۳" سجدہ تعظیمی تمام بزرگوں کو کیا جاتا تھا" ایضا "بزرگوں کو تعظیمی سجدہ" ص ۲۴ "مزاروں کو سجدہ" غرض اول تاآخر تحریر بکر شاہد اور خود ہر شخص آگاہ غیر خدا کو سجدہ کرنے میں کلام ہے نہ کہ غیر کی طرف، کعبہ کی طرف ہر مسلمان سجدہ کرتا ہے اور کعبہ کو سجدہ کرے تو کافر۔

(۱۳۷) بکر نے بعلت عادت خودکشی کہ **اوھو فی الخصام غیر مبین** o (وہ کھل کر واضح طور پر جھگڑالو نہیں۔ت) ص ۱۰ پر "سجدہ کی مجازی و حقیقی سمت" کی سرخی دے کر اپنی اگلی پچھلی ساری کاروائی خاک میں ملائی نافع ومضر میں بے تمیزی اس پر لائی کہ وہی قول مان لیا جس پر سجدہ آدم کو سجدہ نزاعی سے کچھ تعلق نہ رہا اور اسی کو اپنے مزعوم سجدہ کا مطلب قرار دیا تصریح کردی کہ "درحقیقت آدم کا سجدہ نہ تھا بلکہ وہ خدا کی جانب سجدہ تھا آدم محض ایک سمت تھے جیسا کعبہ ہمارے سجدوں کی سمت ہے تو کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ تو سمت سجدہ ہو سکتا ہے اور آدم کا وجود جو خلیفہ اللہ اور انوار الٰہی کا زندہ خزانہ ہے سجدہ کی سمت نہیں ہو سکتا بالکل عیاں ہے کہ کعبہ کی طرح آدم بھی سجدہ تعظیمی کی سمت مجازی ہے" چلے فراعنت شہ سارا دفتر گاؤں خورد (سارا دفتر گائے کھالیا۔ت) جس شخص کو یہ تمیز نہ ہو کہ اس کے سر میں کیا ہے اور منہ سے کیا نکلتا ہے یہ ادراک نہ ہو کہ وہ اپنا گھر بناتا یا یکسر ڈھارہا ہے اس کا مدارک علیہ میں دخل دینا عجب تماشا ہے۔

(۱۳۸) وہ جو ص ۲۱ پر بحوالہ لطائف مرصاد سے نقل اور ص ۲۲ پر اس کا ترجمہ کیا کہ "مشائخ کے سامنے جو سجدہ کیا جاتا ہے یہ سجدہ نہیں بلکہ تعظیم ہے اپنے معبود کے نور کی جو مشائخ میں جلوہ فگن ہوتا ہے" یہ بھی وہی سارے گھر کا ستیاناس لگالینا ہے۔ یہ عبارت لطائف کا ساتواں فائدہ ہے مشائخ

---

[275] لطائف اشرفی فی بیان طوائف صوفی لطیفہ ہفدہم مکتبہ سمنعانی کراچی حصہ دوم ص ۲۹

کو سجدہ کہ مشائخ کے سامنے سجدہ رہ گیا اب کسے روئیں گے۔ وہ چھتیس ۳۶ جگہ لام اور را اور کو جو نمبر ۱۳۴ میں گزرے۔

(۱۳۹) مگر یہ بھی وقتی بول ہے کہ مُنہ سے نکل گیا۔ ہر گزیہ بکر کے دل کی نہیں کہ مشائخ کو سجدہ تحیت نہ ہو صرف اس کے سامنے ہو۔ نہ ہر گز یہ اس کے فاعلوں کی نیت ہوتی ہے بلکہ یقینا مشائخ ومزارات ہی کو سجدہ کرتے اور اسی کا قصد رکھتے اور اسی پر لڑتے جھگڑتے ہیں تو بکر پر " **يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ** "[276] (وہ اپنے مونہوں سے وہ کچھ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ ت) صادق، ع

مُنہ سے کہتے ہیں جو دل میں نہیں

(۱۴۰) جب یہ ٹھہری کہ سجدہ مشائخ کو نہیں وہ صرف سمت ہیں اور سجدہ اللہ تعالٰی عزوجل کو، تو اب سجدہ عبادت وتحیت کا تعدد و باطل، کیا اللہ کو کبھی سجدہ معبود سمجھ کر ہوگا وہ سجدہ عبادت ہے اور کبھی بغیر معبود سمجھے وہ سجدہ تحیت ہے حاشا اسے ہر سجدہ معبود ہی جان کر ہوگا تو صرف سجدہ عبادت رہ گیا سجدہ تحیت خود ہی باطل ہوا اور صفحہ ۵، ۶، ۷ وغیرہا کی ساری لفاظیاں باطل ولغو ہو گئیں۔

(۱۴۱) لغو ہی نہیں بلکہ مراد بکر پر پانی پھر گئیں۔ جب ہر سجدہ سجدۂ عبادت ہے اور اسے اقرار ہے کہ سجدہ عبادت کے لئے اللہ تعالٰی نے کعبہ کو سمت ٹھہرایا ہے تو مشائخ یا مزارات کو اس کی سمت بنانا اللہ عزوجل سے صریح مخالفت وحرام ہے۔

(۱۴۲) اب شرائع سابقہ اور نسخ اور قطعی وظنی کا سب جھگڑا خود ہی چکا دیا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں فرماچکا:

" **حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ** "[277]	تم جہاں کہیں ہو کعبہ ہی کو منہ کرو۔

تو جس طرح اس آیت سے بیت المقدس کا قبلہ منسوخ ہو گیا اور جو اس طرف نماز کا قصد کرے مستحق جہنم ہے یونہی آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام کے یہاں جو معظمین دین کو سمت بنانا تھا وہ بھی بعینہٖ اسی آیت سے منسوخ ہو گیا اور مشائخ ومزارات کو سمت بنانے والا حکم الٰہی کا مخالف ومستحق نار ہوا جیسے کوئی بہن سے نکاح کرے اس سند سے کہ شریعت آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام میں جائز تھا۔ واقعی علی نفسہا تجنی براقش۔

[276] القرآن الکریم ۳ /۱۶۷

[277] القرآن الکریم ۲/ ۱۴۴و۱۵۰

(۱۴۳)اب وہ بیہودہ قیاس کہ "کیا پتھروں کا بنا ہوا کعبہ الخ" خود ہی مردود ہو گیا نص قطعی کے مقابل قیاس کار ابلیس ہے کہ:

"اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ "[278]	میں اس (آدم) سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اسے (آدم کو) کیچڑ سے پیدا کیا۔ (ت)

(۱۴۴)اور وہ قیاس میں کتنا اوندھا، پھتروں کا بنا ہوا بے جان کعبہ تو اعلٰی سجدے سجدہ عبادت کی سمت حقیقی ہو اور خلیفہ اللہ زندہ خزانہ انوار الٰہی ادنٰی سجدے سجدہ تحیت کی بھی سمت حقیقی نہ بن سکے صرف مجازی ہو یہ قیاس صحیح ہوتا تو عکس ہوتا۔

(۱۴۵)جب سجدہ مشائخ کی طرف ہے تو سمت حقیقۃً متحقق موجود مشاہد کو مجازی ماننا کن آنکھوں کا کام ہے۔

(۱۴۶)جو آنکھیں مشاہدات کو مجازی مانیں ان سے اس کی کیا شکایت کہ کعبہ ان پتھروں سے بنے ہوئے مکان کا نام نہیں ورنہ پہاڑوں اور کنویں میں نماز باطل ہو ہاں کرشن مت میں کعبہ کی حقیقت اتنی ہی ہوگی کہ پتھر کا گھر جیسے مندر کی مو تیں

(۱۴۷)اس بیہودہ قرارداد و بیمعنٰی قیاس کلام حضرت سلطان المشائخ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا رد کردیاہ۔ عبارت سیر الاولیاء کہ بکر نے ص ۱۹ پر جس کا حوالہ دیا قصہ سیاح کے بعد اس کی ابتداء یوں ہے:

بعد فرمود معہذا در پیش من روئے بر زمین می آورند من کارہ ام۔	اس کے بعد فرمایا اس کے باوجود لوگ میرے سامنے اپنے چہرے زمین پر رکھ دیتے ہیں۔ لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ (ت)

جب یہ سجدہ اللہ ہی کو ہے خدا کے سجدے کو برا سمجھنا کیا معنٰی، اپنے سمت بنے کو برا جاننا کس لئے کیا" پتھروں کا کعبہ سمت سجدہ ہو سکتا ہے۔ اور خلیفۃ اللہ اور انوار الٰہی کا زندہ خزانہ نہیں ہو سکتا، اگر وہ اپنے آپ کو کزانہ انور الٰہی نجانتے تھے تو منع کیوں نہیں فرماتے تھے، یہ کیا حجت ہوئی کہ ص ۱۹ "اپنے شیخ کے ہاں ایسا دیکھا ہے" شیخ تو خزانہ انوار الٰہی تھے یہاں منع کرنے کو معاذاللہ وہاں کی تجہیل و

[278] القرآن الکریم ۷ /۱۲ و ۳۸ /۷۶

تفسیق سے کیا علاقہ۔

(۱۴۸) صدر کلام سے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا سجدہ تحیت سے کارہ ہونا اڑادیا۔ یہ خیانت کی فہرست میں اضافہ ہے۔

(۱۴۹) یہی رد عبارت لطائف کا کرلیا خود ص ۲۱ حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے عالم کے سوال اور حضرت کے ارشاد کا ترجمہ کیا "ایک مولوی صاحب نے مخدوم سے سوال کیا یہ سجدہ نامشروع ہے مخدوم نے فرمایا میں نے بارہا منع کیا اور اس حرکت سے روکا ہے یہ باز نہیں آتے۔ اللہ کو سجدے سے روکنا اور بار بار منع کرنا اور بکر صاحب کا ترجمہ میں اسے حرکت کہنا کیا معنٰی!

(۱۵۰) عالم نے کہا یہ سجدہ نامشروع ہے حضرت مخدوم نے اس پر انکار نہ فرمایا بلکہ اور تائید فرمائی کہ میں نے تو بارہا منع کیا ہے معلوم ہوا کہ حضرت مخدوم بھی اسی پر سجدہ کو نامشروع جانتے تھے ورنہ حق سے سکوت درکنار باطل کی تائید نہ فرماتے۔ یہ عبارت لطائف کا اٹھواں فائدہ ہوا، وجہ دوم میں یہ ۱۴ نمبر اس وجہ پر زائد تھا مگر اصل مبحث کے کمال مؤید کہ بکر کے ہاتھوں "يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ" آشکار ہوا اپنے ہاتھوں اپنا گھر ویران کرتے ہیں۔ رہا وبایدی المؤمنین اور مسلمانوں کے ہاتھوں یہ اوپر کے گزشتہ وآئندہ کے کثیر نمبروں سے آشکار "فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ۝"[279] (پھر نصیحت اور پند پذیر ہو اے نگاہیں رکھنے والو!۔ت)

(۱۵۱) وجہ سوم: آیت سورہ یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام میں ایک وجہ نفیس اور ہے جس سے سمت بنانا بھی برقرار نہیں رہتا، ابن عبا بن ابی رباح استاذ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرماتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا معنی آیت یہ ہے کہ یوسف کے پانے پر اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ شکر کیا، امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں میرے نزدیک آیت کے یہی معنٰی متعین ہیں یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کا یوسف علیہ الصلوٰہ والسلام کو سجدہ کرنا از بس بعید ہے اور یوسف علیہ الصلوٰہ والسلام کا اسے روا رکھنا ان کے دین وعقل سے مستبعد کہ باپ اور بوڑھے اور نبی اللہ اور علم دین ور درجات نبوت میں ان سے زیادہ اور وہ الٹا انھیں سجدہ کریں، تفسیر کبیر کی عبارت یہ ہیں:

وھو قول ابن عباس فی روایۃ	پہلی بات اور وہ عبدالہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما

[279] القرآن الکریم ۵۹ /۲

عطاء ان المراد بھذہ الأیۃ انھم خروالہ ای لا جل وجد انہ سجد للہ تعالٰی و حاصل الکلام ان ذٰلك السجود کان سجود الشکر فالمسجود لہ ھو اللہ تعالٰی الا ان ذٰلك السجود انما کان لاجلہ،وعندی ان ھذا التاویل متعین لانہ لایستبعد من عقل یوسف و دینہ ان یرضی بان یسجد لہ ابوہ مع سابقتہ فی حقوق الابوۃ و الشیخوخۃ والعلم والدین وکمال النبوۃ[280]۔	کا ارشاد ہے۔بروایت عطا بن ابی رباح رضی اللہ تعالٰی عنہم کے اس آیۃ خروالہ سجدا سے مراد یہ ہے کہ وہ سب حضرت یوسف علیہ الصلٰوۃ والسلام کے پالینے کی نعمت پر اللہ تعالٰی کے لئے سجدہ ریز ہوئے۔لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ وہ سجدہ تو اللہ تعالٰی کے شکر ادا کرنے کا سجدہ تھا لہٰذا اس میں "مسجود لہ" (وہ جس کے لئے سجدہ کیا جائے "اللہ تعالٰی ہے۔البتہ وہ سجدہ حضرت یوسف کی وجہ سے تھا یعنی ان کو پالینے کی خوشی میں اللہ تعالٰی کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے لئے سجدہ بجالایا گیا اور میرے (یعنی امام فخر الدین رازی کے) نزدیک یہی تاویل و توجیہ متعین ہے۔کیوں؟اس لئے کہ حضرت یوسف کی ذہانت اور کمال عقل اور صاحب دین ہونے کی وجہ سے یہ بعید ہے کہ وہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ ان کے بوڑھے باپ جو حقوق ابوت (پدری حقوق) مقام نبوت،بڑھاپے، علم اور دین اور ان تمام اوصاف میں)ان سے درجہ اولویت اور سبقت رکھتے ہوں،ان کے آگے سجدہ کریں۔(ت)

پھر فرمایا:

الوجہ الخامس لعل التحیۃ فی ذٰلك الوقت ھوا لسجود وھذا فی غایۃ البعد لان المبالغۃ فی التعظیم کانت الیق بیوسف منھا یعقوب علیھما الصلٰوۃ و السلام فلو کان الامر کما قلتم لکان من الواجب ان یسجد یوسف یعقوب علیھما الصلٰوۃ والسلام[281]۔	**پانچویں وجہ**:اس دور میں،شائد تعظیم کے لئے سجدہ ہوا کرتا تھا(اور جو کچھ مروی ہوا)یہ عقل سے انتہائی بعید ہے کیونکہ تعظیم میں مبالغہ اختیار کرنا حضرت یوسف کے زیادہ لائق اور مناسب تھا کہ وہ اپنے والد بزرگوار حضرت یعقوب علیہ الصلٰوۃ والسلام کے لئے کرتے،لہٰذا اگر معاملہ اب ایسا ہے جیسا کہ تم نے کہا تو پھر حضرت یوسف کے لئے واجب تھا کہ وہ اپنے والد گرامی حضرت یعقوب علیہما الصلٰوۃ والسلام کو سجدہ کرتے۔(ت)

[280] مفاتیح الغیب(التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۱۲/ ۱۰۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۸/ ۲۱۲

[281] مفاتیح الغیب(التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۱۲/ ۱۰۰ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۱۸/ ۲۱۳

(۱۵۲) وجہ چہارم: سب جانے دو وہ انھیں کو سجدہ معروفہ سہی اور وہ ان کی شریعتوں کا حکم ہی سہی تو شرائع سابقہ کا ہم پر حجت ہونا ہی قطعی نہیں ائمہ اہلسنت کا مختلف فیہ ظنی مسئلہ ہے بعض کے نزدیک وہ اصلاً حجت نہیں، نہ ان پر عمل جائز جب تک ہماری شرع سے کوئی دلیل قائم نہ ہو اور یہی مذہب اکثر متکلمین اور ایک گروہ حنفیہ وشافعیہ کا ہے۔ اور اسی پر امام اہلسنت قاضی ابوبکر باقلانی اور امام فخر الدین رازی و یوسف آمدی ہیں۔ بعض کے نزدیک حجت ہیں جب تک نسخ پر دلیل قائم نہ ہو، اکثر حنفیّہ اسی پر ہیں اصول امام فخر الاسلام میں ہے:

قال بعض العلماء یلزمنا شرائع من قبلنا حتی یقوم الدلیل علی النسخ وقال بعضھم لایلزمنا حتی یقوم الدلیل[282]۔	بعض علماء کرام نے فرمایا شرائع (اور ادیان) جو ہم سے پہلے ہوئے ان کے مطابق عمل کرنا ہمارے لئے لازم (اور ضروری) ہے جب تک کوئی دلیل ان کے نسخ پر قائم نہ ہو، بعض نے فرمایا وہ ہم پر لازم نہ ہوں یہاں تک کوئی دلیل (جواز عمل) قائم ہو (ت)

شرح امام عبدالعزیز بخاری میں ہے:

ذھب اکثر المتکلمین وطائفۃ من اصحابنا واصحاب الشافعی الی انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لم یکن متعبدا بشرائع من قبلنا وان شریعۃ کل نبی تنتھی بوفاتہ علی ماذکر صاحب المیزان اویبعث نبی آخر علی ماذکر شمس الائمۃ ویتجدد للثانی شریعۃ اخری فعلی ھذالایجوز العمل بھا الابما قام الدلیل علی بقائہ وقال بعضھم یلزمنا فیمالم یثبت انتساخہ[283]۔	اکثر اہل کلام اور ہمارے اصحاب میں سے ایک گروہ اور اصحاب امام شافعی اس نظریہ کی طرف گئے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم شرائع سابقہ پر عامل نہ تھے کیونکہ ہر نبی کی شریعت اس کی وفات پر منتہی ہوجاتی ہے جیسا کہ صاحب المیزان نے ذکر فرمایا، (یہاں تک کہ) کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا ہے پھر اس دوسرے نبی کے لئے تجدید شریعت ہوتی ہے جیسا کہ شمس الائمہ نے بیان فرمایا، لہٰذا شرائع سابقہ پر عمل کرنا جائز نہیں مگر جبکہ اس کے بقاپر کوئی دلیل قائم نہ ہو، اور بعض نے فرمایا

[282] اصول البزدوی باب شرائع من قبلھا قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۲۳۲

[283] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب شرائع من قبلھا دارالکتاب العربی بیروت ۳ / ۲۱۲

ہمیں ایسے احکام پر عمل کرنالازم ہے جن کانسخ ثابت نہ ہو (ت) مسلم الثبوت میں ہے:

وعن الاکثرین المنع وعلیه القاضی و الرازی والآمدی [284]	اکثر اہل علم سے اس پر عمل کرنے کی ممانعت منقول ہے۔ چنانچہ قاضی، رازی اور علامہ آمدی کی یہی رائے ہے۔ (ت)

(۱۵۳) وجہ پنجم: وہ کوئی حکم عام نہیں وہ واقعہ حال ہیں اور باتفاق عقل و نقل واقعہ حال کے لئے عموم نہیں ہوتا اب جو اس سے ایک عام استنباط کرنا چاہیں تو وہ نہ ہوگا مگر یوں کہ علت جامعہ نکال کر مسکوت عنہ کو منصوص پر قیاس کریں تو نص نہ رہا کہ قطعی ہو بلکہ قیاس کہ ظنی ہے۔

(۱۵۴) ثالثاً: حجت ماننے والے بھی اس حالت میں حجت مانتے ہیں کہ ہماری شرع نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو اور یہاں انکار ثابت ہے کہ فرمایا: **لاتفعلوا** [285] نہ کرو۔ **لاینبغی لمخلوق ان یسجد لاحد الا للّٰه تعالٰی** [286] کسی مخلوق کو غیر خدا کا سجدہ لائق نہیں، بالفرض اگر یہاں ظنیت ہو تو وہاں ظنیت در ظنیت کتنی ظنیتیں ہیں ظنی کے انکار کو ظنی بس ہے اور انکار خاص اس بیان کے ساتھ ہونا کچھ ضرور نہیں ورنہ بکثرت استحالہ لازم آئیں گے، "**وَّخَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا**" [287] (اسی جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ت) سے اصل وفرع مثلاً باپ بیٹی کا نکاح جائز ہو جائے گا، "**وَبَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّنِسَآءً**" [288] (اور ان دونوں (آدم وحوا) سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ت) سے بہن بھائی کا، "**فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الۡمُدۡحَضِيۡنَ**" [289] (پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے پھر وہ دریا میں) دھکیلے ہوئے لوگوں میں سے ہوگئے۔ت) سے محض بربنائے قرعہ کسی مسلمان کو سمندر میں

[284] مسلم الثبوت فصل فی افعاله الجبلیة الاباحة مسئله نحن والنبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم متعبدون الخ مطبع انصاری دہلی ص ۲۰۷

[285] سنن ابن ماجه ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأة ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴، سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأة آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱

[286] مدارك التنزیل (تفسیر النسفی) تحت آیۃ ۴/ ۳۴ دار الکتاب العربی بیروت ۱/ ۲۲۲

[287] القرآن الکریم ۴/ ۱

[288] القرآن الکریم ۴/ ۱

[289] القرآن الکریم ۳۷/ ۱۴۱

پھینکنا "فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا" [290] (پھر اللہ تعالٰی نے بزرگوں کے غلط کہنے سے اسے بری کردیا۔ت) سے برملا برہنہ نکلنا "وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا" [291] (پھر اس عورت (ملکہ سبا) نے اپنی دونو پنڈلیوں سے کپڑا اٹھایا۔ت) سے حرہ اجنبیہ کی ساقین دیکھنا مجمع کو دکھانا "يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ" [292] (وہ (سلیمان علیہ الصلٰوۃ والسلام) جو کچھ چاہتے جنات ان کے لیے بنادیتے یعنی پختہ عمارتیں اور مجسمے۔ت) سے زید وعمرو کے بت بنانا "فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ۝۳۳" [293] (پھر وہ (سلیمان علیہ السلام) ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر اپنا ہاتھ پھیرنے لگے۔ت) سے اپنے نسیان کے بدلے گھوڑے کا قتل الی غیر ذٰلک (اس کے علاوہ اور بہت سی آیت ہیں۔ت)۔

(۱۵۵) بکر نے حسب عادت یہاں بھی تین کتابوں پر افتراء کئے ہدایہ میں امام محمد کا ایک فرق اصطلاح بیان کیا کہ:

المروی عن محمد نصا ان کل مکروہ حرام الا انه لما لم یجد فیه نصا قاطعا لم یطلق علیه لفظ الحرام [294]۔	یعنی امام محمد کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے مگر جہاں وہ نص قطعی نہیں پاتے وہاں لفظ حرام نہیں کہتے۔

اس کا ترجمہ یہ بیان کیا ص ۱۱ "جس میں کوئی نص قطعی نہ پائی جائے اس پر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا" وہ صاف صاف تو فرمارہے ہیں کہ ہر مکروہ حرام ہے اور پھر حرام کا اطلاق نہیں ہوسکتا، یہ ھدایہ پر افتراء ہے۔

(۱۵۶) ابتدائے عبادت سے وہ الفاظ کہ امام کی تصریح ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے صاف کتر لئے کہ چال نہ کھلے، یہ خیانت ہے۔

(۱۵۷) ص ۱۱ ردالمحتار کی عبارت نقل کی:

شرع من قبلنا حجة لنا اذاقصه الله تعالٰی او رسوله من غیر انکار ولم یظهر	جو حضرات ہم سے پہلے ہوئے ان کی شریعت (اور دین) ہمارے لئے دلیل ہے جبکہ اللہ تعالٰی

[290] القرآن الکریم ۳۳/ ۶۹

[291] القرآن الکریم ۲۷/ ۴۴

[292] القرآن الکریم ۳۴/ ۱۳

[293] القرآن الکریم ۳۸/ ۳۳

[294] الھدایۃ کتاب الکراھیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/ ۴۵۰

نسخہ ففائد نزول الاٰیۃ تقریر الحکم الثابت[295]۔	اور اس کا رسول گرامی بغیر انکار کئے، اسے بیان فرمائیں اور اس کا نسخ ظاہر اور ثابت نہو۔ پھر نزول آیت کا فائدہ حکم ثابت کو برقرار رکھتا ہے۔(ت)

اور ص ۱۲ پر اس کا ترجمہ کیا نفیس ہوتا ہے: "تو نزول آیت کا فائدہ حکم ثبوت کو پہنچے گا" زہے بیعلمی۔

(۱۵۸) ص ۱۲ پر قاضی خان کی عبارت الاصل فی الاشیاء الاباحۃ[296] (اشیاء میں اصل ان کا مباح ہونا ہے۔ت) کا یہ ترجمہ کیا تمام اشیاء میں اصلیت مباح ہوتا ہے۔ زہے منشی گری۔

(۱۵۹تا۱۶۱) خیر یہ تو معمولی کمالات بکری ہیں، کہنا یہ ہے کہ ہدایہ و ردالمحتار و قاضی خان کی عبارتیں تو یہ نقل کیں اور ص ۱۲ پر نتیجہ یہ دیا "یہ کتابیں صاف صاف کہتی ہیں کہ سابقہ شریعت کی بات کے خلاف کوئی نص قطعی موجود نہ ہو تو اس کے مباح ہونے میں کسی دلیل کی حاجت نہیں" ہدایہ و قاضی خاں کی عبارتوں میں تو شریعت سابقہ کا نام تک نہ تھا، ردالمحتار میں ذکر تھا نص قطعی کا ذکر تک نہ تھا، یہ تینوں کتابوں پر تین افتراء ہوئے،

(۱۶۲) رابعاً اگر قطعیت درکار ہو تو نمبر ۱۶ میں تفسیر عزیزی سے گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے میں متواتر حدیثیں ہیں۔

(۱۶۳) اگر وایۃ متواتر نہ بھی ہو قبولاً متواتر ہے کہ تمام ائمہ اسے مانے ہوئے ہیں تو اس سے قطعی کا نسخ روا ہے جیسے حدیث لاوصیۃ لوارث[297] (کسی وارث کے لئے وصیت نہیں۔ت) جس سے وصیت والدین واقربین کو منصوص قرآن بھی منسوخ کہی گئی، امام اجل بخاری کشف الاسرار میں فرماتے ہیں:

ھذا الحدیث فی قوۃ المتواتر اذالمتواتر نوعان متواتر من حیث الروایۃ ومتواتر من حیث ظہور العمل بہ من غیر نکیر	یہ حدیث متواتر کے زمرہ میں ہے۔ اس لئے کہ متواتر کی دو۲ قسمیں ہیں: (۱) متواتر بلحاظ روایت (۲) اس حقیقت سے متواتر کہ بغیر انکار اس پر ظہور عمل ہے (خلاصہ) (i) متواتر

[295] ردالمحتار

[296] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۷۸

[297] سنن ابی داؤد کتاب الوصایا باب ماجاء فی الوصیۃ للوارث آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۴۰

فان ظهوره يغنى الناس عن روايته وهو بهذه المثابة فان العمل ظهر به مع القبول من ائمة الفتوٰى بلا تنازع فيجوز النسخ به[298]۔	روایتی (ii) متواتر عملی، کیونکہ اس کا ظہور لوگوں کو اس کی روایت کرنے سے بے نیاز کردیتا ہے۔اور وہ اس درجہ میں ہے کیونکہ اس پر عمل کرنا بالکل ظاہر اور واضح ہوگیا،اور اس کے باوجود ائمہ فتوٰی نے اسے بغیر کسی نزاع کے قبول اور تسلیم کیا ہے۔لہٰذا اس کے ساتھ نسخ جائز ہے۔(ت)

(۱۶۴) نہ سہی تو خود بکر کے مستند فتاوٰی عزیزی سے نمبر ۱۵ میں گزرا کہ سجدہ تحیت حرام ہونے پر اجماع قطعی ہے اجماع اگرچہ ناسخ و منسوخ نہ ہو دلیل نسخ یقینا ہے کہ:

لاتجتمع امتی علی الضلالة[299]۔	میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔(ت)

کشف میں ہے:

الاجماع لاینعقد البتة بخلاف الكتاب والسنة فلا يتصوران يكون ناسخا لهما ولو وجد الاجماع بخلافهما لكان ذٰلك بناء على نص آخر ثبت عندهم انه ناسخ للكتاب والسنة[300]۔	یقینا اجماع کتاب وسنت کے خلاف کبھی منعقد نہیں ہوتا، لہٰذا یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ اجماع کتاب وسنت کے لئے ناسخ ہوگا، پھر اگر اجماع ان دونوں کے خلاف پایا جائے تو یہ کسی ایسی دوسری نص کی بناء پر ہوگا جو ائمہ کرام کے نزدیک کتاب وسنت کی ناسخ ہوگی۔(ت)

مسلم وفواتح میں ہے:

الاجماع دليل على الناسخ كعمل الصحابى خلاف النص المفسر[301]۔	اجماع ناسخ پر دلیل ہے جیسے کسی صحابی کا اپنی نص مفسر کے خلاف عمل کرنا۔(ت)

(۱۶۵) خبر منسوخ نہ ہونے کا مسئلہ یہاں پیش کرنا سخت جہالت ہے۔خبر یہ تھی کہ ملائکہ ویعقوب

---

[298] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم الناسخ دار الکتاب العربی بیروت ۳ /۱۷۸

[299] سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب السواد الاعظم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۹۲

[300] کشف الاسرار عن اصول البزدوی باب تقسیم الناسخ دار الکتاب العربی بیروت ۳ /۱۷۶

[301] فواتح الرحموت بذیل المستصفی باب فی النسخ منشورات الشریف الرضی قم ایران ۲ /۸۱

علیہم الصلٰوۃ والسلام نے سجدہ کیا۔ اسے کون منسوخ مانتا ہے کیا واقع غیر واقع ہوسکتا ہے اس خبر سے یہ حکم مستنبط کرتے ہوئے کہ سجدہ تحیت غیر خدا کو جائز ہے یہ حکم اگر تھا تو منسوخ ہوا، مسلم وفواتح میں ہے:

هٰهنا امران الاخبار بتعلق الامر بالخاطبين والامر المتعلق بهم الموجب ولم ينتسخ الخبر لان وقوع الامر واقع ولم يرتفع وانما نسخ الامر المخبر عنه وهو ليس خبرا فماهو خبر لم ينتسخ وما انتسخ ليس بخبر[302]۔	یہاں دو امر ہیں: ایک یہ کہ خبر "امر بالمخاطبین" سے متعلق ہے۔ دوسری یہ کہ جو امر ان سے متعلق ہے وہ موجب ہے۔ لہٰذا خبر میں نسخ نہیں اس لئے کہ وقوع امر واقع ہے کہ جس میں ارتفاع ممکن نہ ہو، البتہ امر مخبر عنہ میں نسخ واقع ہوا ہے۔ اور وہ خبر نہیں، لہٰذا جو خبر ہے وہ منسوخ نہیں اور جو منسوخ ہے وہ خبر نہیں۔ (ت)

(۱۶۶) بکر نے اپنے افتراءات علی اللہ تعالٰی میں زعم کیا تھا ص ۶ "کہ خدا نے قرآن میں فرمایا تھا "فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ"[303] تم جدھر متوجہ ہو خدا اسی طرف ہے یعنی جس طرف سجدہ کرو خدا ہی کو ہوگا، بعد میں سمت کعبہ مقرر ہوگئی یہ آیت بھی جملہ خبر یہ تھی کس طرح منسوخ ہوگئی۔

(۱۶۷ تا ۱۷۲) اب باپ بیٹی۔ بہن بھائی کے نکاح اور دیگر امور مذکورہ نمبر ۱۵۴ کی حرمت کی کوئی راہ نہ رہی کہ وہ تمام آیات اخبار ہی تھیں اور "اخبار منسوخ نہیں ہوتے"

(۱۷۳) بلکہ یہ سب زائد حاجت ہے ہم ثابت کرچکے کہ اس سجدہ تحیت کا جواز نص کا حکم نہیں، ہوگا تو قیاس سے قیاس مجتہدین پر ختم ہوگیا۔

(۱۷۴) قیاس بھی سہی تو سجدہ غایت تعظیم ہے۔ خود بکر نے ص ۵ پر کہا "تعظیم کا اظہار اس سے زیادہ انسان اور کسی صورت سے نہیں کرسکتا" ص ۱۱ آخری تعظیم ہے جو حقیقت میں عبادت کی آخری شان ہے" اور غایت تعظیم کے لئے نہایت عظمت درکار، کم درجہ معظم کے لئے انتہا درجہ کی تعظیم ظلم صریح ہے اور اعلٰی معظمین کے حق میں دست اندازی ع

گر فرق مراتب نکنی زندیقی

(اگر تم مراتب کا فرق ملحوظ نہ رکھوگے تو نری بے دینی ہوگی۔ ت)

[302] فواتح الرحموت بذیل المستصفٰی باب فی النسخ جاز نسخ ایقاع الخبر اتفاقاً منشورات الشریف قم ایران ۲/ ۷۶

[303] القرآن الکریم ۲/ ۱۱۵

مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلٰوۃ والسلام کے لئے ہے آدم ویوسف علیہما الصلٰوۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ ومزارات کو ان پر قیاس کرکے ان کے لئے سجدہ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے اور انبیاء کا حق تلف کرنا۔

(۱۷۵) یہ سب اسے شریعت سابقہ مان کر ہے۔ ہم بیان کرچکے کہ سرے سے اسی کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت سجدہ آدم کا حکم بشر کو نہ تھا ملائکہ کے لئے اب بھی ہو تو ہمیں کیا، سجدہ یوسف بربنائے اباحت اصلیہ ہونا ممکن اور اباحت اصلیہ کا رفع نسخ نہیں، مسلم الثبوت میں ہے:

رفع مباح الاصل لیس بنسخ[304]۔	اصل اباحت کا اٹھ جانا نسخ نہیں۔(ت)

اس طرح کشف الاسرار میں ہے تو ارشاد حدیث **لاتفعلوا**[305] (ایسا نہ کرو۔ت) واجب القبول اور سجدہ تحیت کا حرام ہونا ہی حکم خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم۔

رسالہ "

الزبدۃ الزکیۃ تحریم سجود التحیۃ"

ختم شد

---

[304] مسلم الثبوت باب فی النسخ مسئلہ اجمع اھل الشرائع علی جواز عقلا مطبع انصاری دہلی ص ۱۶۳

[305] سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/ ۲۹۱، سنن ابن ماجہ ابواب النکاح باب حق الزوج علی المرأۃ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۴

حواشی

الزبدۃ الزکیۃ کے بعض صفحات پر مصنف علیہ الرحمۃ کے عربی حواشی جو کہ خالص فنی اور علمی ہیں اور عام قاری سے غیر متعلق ہیں لہٰذا ان کا ترجمہ نہ کیا گیا۔ان عربی حواشی کو ہر صفحہ اور حدیث ونص کے حوالے سے مرتب کرکے رسالہ کے اخیر میں شامل کیا گیا ہے۔

ص ۴۴۱: حدیث ۵،۶

۱۔رأیته فی دلائل ابی نعیم وعزاه الفاسی فی مطالع المسرات للبیهقی ۱۲منه۔

۲۔عزاه فی الخصائص للطبرانی وأبی ورأیته له وزاد فی آخره "فترکوه" وعزاه فی مطلع المسرات لاحمد والحاکم والبیهقی والبغوی ۱۲ منه

ص ۴۴۴، حدیث ۱۰

۱۔ذکره مستندا فی الجامع الکبیر وقصه الزرقانی ۱۲منه۔

ص ۴۴۵، حدیث ۱۱

۱۔عزاه خاتم حفاظ فی الدر المنثور لابن ابی شیبة وفی الجامع الکبیر لعبد بن حمید وفی مناهل الصفاء للبقیة ۱۲منه۔

ص ۴۴۶، حدیث ۱۲

۱۔رأیته لابی نعیم وتلفقیه وعزاه فی الدر المنثور والجامع الصغیر للحاکم ،وشیخنا السید احمد دحلان فی السیرة النبویة للبزار ۱۲منه۔

ص ۴۴۷، حدیث ۱۳۔

۱۔رأیته فی ابن ماجة ورد فی الترغیب ابن حبان ،وعزاه فی الجامع الکبیر لاحمد وفی اتحاف السادة للبیهقی ۱۲منه

ص ۴۴۸، حدیث ۱۳ میں اقوال کے تحت وحدیث ۱۴

۱۔قال ابن ماجة حدثنا حماد بن زید عن أیوب عن القاسم الشیبانی عن عبدالله بن ابی اوفی رضی الله تعالٰی عنهما۔

القاسم :هو من رجال مسلم والنسائی هو وأزهر صدوقان وحماد وأیوب تفتان جلیلان لایسأل عن مثلهما ۱۲منه

۲۔خاتم الحفاظ فی الدر المنثور ۱۲منه۔

ص ۴۴۹۔ حدیث ۱۵ میں اقول کے تحت وحدیث ۱۶

۱۔ رأیته فی المسند عزاہ مرفوعة فی الدر المنثور له ولأبی بکر ،وفی الجامع الکبیر للطبرانی فی الکبیر ۱۲ منه

۲۔ اذ قال الامام احمد حدثنا وکیع ثنا الاعمش عن ابی ظبیان عن معاذ بن جبل رضی الله تعالٰی عنه انه لما رجع من الیمن۔۔۔۔۔ الحدیث ۱۲ منه

۳۔ رأیته فی ابی داؤد له عزاہ فی الترغیب وللبقیة فی اتحاف السادة ۱۲ منه

ص ۴۵۰، حدیث ۱۷ تا ۲۱

۱۔ جمع الجوامع ۱۲ منه

۲۔ بسند حدیث ابی هریرة الاول ثم قال وفی الباب عن معاذ بن جبل وسراقة بن مالك بن جعشم وعائشة وابن عباس وعبدالله بن ابی اوفی وطلق بن علی وام سلمة وأنس وابن عمر رضی الله تعالٰی عنهم حدیث ابی هریرة حدیث حسن غریب من هذا الوجه اھ ۱۲ منه۔

ص ۴۵۵، حدیث ۳۶، ۳۷ وحدیث ۳۸

۱۔ رأیته فی صحیح مسلم وانما عزاہ فی جمع الجوامع لابن سعد فی الطبقات وتبعه فی الزواجر وزاد حدیث الطبرانی عن کعب رضی الله تعالٰی عنه ۱۲ منه۔

۲۔ ذکرہ کالموصول الآتی بعدہ الزرقانی علی المؤطا ۱۲ منه

ص ۴۶۶۔ نصوص ۳۸ تا ۴۷

۱۔ ههنا تنبیهات لابد منها فاقول **اولا** وقع فی نسختی الوجیز "ضرورة" مکان "صورة" اذ قال الافضل ان لا یسجد لانه کفر ،فلا یأتی بما هو کفر ضرورة کما قلنا فی الاکراہ علی اجراء کلمة الکفر اھ وهذا تصحیف "صورة" بشهادة اصله الخلاصة وسائر الکتب وان لم یکن فمتعلق بلایأتی"، لا ناظر الی "کفر" وکیف یکون اذ بالاکراہ کفر اضرورة، بل المعنی، لایأتی لاضطرارہ بما هو کفر ،فیکون قوله ضرورة مکان قولهم وان کان فی حالة الاکراہ۔

وثانیًا: الثلاۃ الآخیرون ترکوا لفظ صورۃ کالوجیز علی تلک النسخۃ وھو ان ترک صورۃ معنی، معنی ضرورۃ لما علمت ان لا کفر حقیقۃ بالاکراہ ومن الدلیل علیہ قولہ بجمع الانھر عن الاختیار، متصلا بہ، ولو سجد عند السلطان علی وجہ التحیۃ لایصیر کافرا اھ، وقول الوجیز فی مسألۃ متصلا بہ، کفر عند بعض المشائخ اھ۔

وثالثًا: ھھنا سقط شدید فی نسخۃ الخلاصۃ المطبوعۃ اذ کتب بعد قولہ المار فی نمرۃ ۱۹ وان اراد بہ التحیۃ لایکفر، قولہ و الافضل ان لایأتی بما ھو کفر صورۃ اھ فیتوھم الجاھل ان السجدۃ لیست الا خلاف الاصل وکیف سقیم ھذا مع صدر کلامہ، ھی کبیرۃ والعبادۃ الصحیحۃ التامۃ ما نقلنا ثمہ، ذکر تلک المسألۃ المستشھد بھا المذکورۃ فی سیر الفتاوی والاصل فقال اذا قیل لمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالافضل ان لا یسجد لانہ کفر، والافضل ان لایاتی بما ھو کفر صورۃ۔۔۔۔اھ فسقط کل ھذا من نسخۃ الطبع من قولہ قال وھذا موافق الی قولہ والافضل فلیعلم۔

ورابعًا: عزا المسألۃ فی الغیاثیۃ ونصاب الاحتساب ومنح الروض عن المحیط الی واقعات الناطفی، وفیہ اختصار، بل اقتصار، وذلک لان الناطفی ذکر کمثل مایأتی فی نمرۃ ۵۴ الی ۵۵ صورتین حکم فی احداھما بان الافضل ان لایسجد لانہ کفر صورۃ وفی الاخری وھی ما اذکر ھو علی سجدۃ التحیۃ بان الافضل ان یسجد والنقلۃ الثلاثۃ حذفوا الصورۃ الاخری، فعم الحکم باطلاقہ الصورتین وانما عبارۃ الناطفی کما فی غایۃ البیان عن واقعات الامام الصدر الشھید عن المسائل عن واقعات الناطفی، ھکذا اذا قیل لمسلم اسجد للملک والا قتلناک فالافضل ان لایسجد لانہ کفر و الافضل ان لایاتی بما کفر صورۃ وان کان فی حالۃ الاکراہ، وان کان السجود سجود التحیۃ فالافضل ان یسجد لانہ لیس بکفر، فھذا دلیل علی ان السجود بنیۃ التحیۃ اذا کان خائفا لایکون کفرا، فعلی ھذا القیاس لایصیر من سجد عند السلطان علی وجہ التحیۃ کافرا اھ قال الاتقانی الی ھنا لفظ الواقعات۔۔۔اھ۔

اقول: فعلی هذا التفصیل تخصیص کونه کفرا صورة اذا الم یأمره بسجود التحیة ای بل امره بسجود العبادة خاصة۔ واطلقوا کماهو مفاد اطلاق الواقعات الصورة المقابلة لسجود التحیة مستند الی نزع دقیق وهو ان السجود ظاهر العبادة، فاذا اطلقوا کان الظاهر طلب الکفر فکیف اذا رضوا علی العبادة، فان فعل کان آتیًا بما هو کفر صورة اذ لا حقیقة مع الاکراه مادام قلبه مطمئنا بالایمان فالافضل ان یصبر واذا صرحوا بطلب سجود التحیة ولیس بکفر لم یکن الاکراه علی الکفر فان فعل لم یات بالکفر معنی ولا صورة فالافضل حفظ المهجة واما علی طریقة هؤلاء الذین ترکوا الصورة الاخیرة، ومثلهم نص الاصل وغیره السبعة الباقین۔

فاقول: ومنزوعان الاول ان السجدة کفر مطلقًا لکن لا کفر حقیقة مع الاکراه فانه صورة کفر، فالافضل ان یأتی بها مطلقا، والثانی ان لا کفر الا سجود العبادة ومعلوم ان المکره المطمئن قلبه بالایمان لاینویها۔ فلا یکون کفرا حقیقة غیر ان السجدة کیف کانت ولو بنیة التحیة او بدون نیة انما تقع علی صورة کفر اذلا فرق فی الصورة ههنا وبین سجود العبادة، فالافضل ان لایأتی بها مطلقًا والی هذا النزع الثانی ذهب الامام صاحب الخلاصة ثم البزازی اذ جعلا هذا المسألة فی اصل الفتاوی مؤیده، الان سجود التحیة لیس بکفر، هکذا ینبغی ان یفهم کلمات العلماء الکرام والحمدلله ولی الانعام ۱۲ منه۔

ص ۲۷۴، نص ۱۰۰ فصل اول

۱۔ لفظه فی القهستانی یکره الانحناء ای قریب الرکوع کالسجود اھ

اقول: لیس فی القهستانی "لفظة یکره" انما نصه ما اسمعنك ثم تأویله انه تشبه الانحناء بالسجود کما قال، المنقول عنه، انه کالسجود لا فی الحکم، فیکون غلطا فی الحوالة۔ ومخالفا لما قدمه نفسه قبل هذا بثلاثة اسطر، ان من سجد علی وجه یصیر آثما مرتکبا للکبیرة۔۔۔ اھ فلیتنبه ۱۲ منه۔

ص ۴۷۴، نص ۱۱۹ فصل اول

۱۔ وقع بعدہ فی الجمع ما نصہ وفی القھستانی یکرہ عند الطبرانی لاعند ابی یوسف۔۔۔۔۔اھ۔

کتبت علیہ اقول، رحم اللہ الشارح، وقع منہ سبق نظر، انما نص القھستانی، وفی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطان وغیرہ انتھت المسئلۃ الی ھھنا، [ثم شرع فی مسئلۃ المتن وعناقہ فی ازار واحد فشرحہ بقولہ [و] یکرہ عند الطرفین لاعند ابی یوسف [عناقہ] الخ وقد قدر المشارح نفسہ ومتنہ قبل ھذا باسطر اذاقالا [یکرہ ان ازار بلا قمیص عند الطرفین [و عند ابی یوسف لایکرہ] اھ فسبحان من لایزل ولا ینسی ۱۲ منہ]

ص ۵۰۴، نص ۹۱ فصل دوم

۱۹۔ بکر اگر مصنف سیف النقی جیسا ہے تو رجوع ناممکن "یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ ثم لایعودون" اور اگر وہی صاحب ہیں جن کے نام سے یہ تحریر شائع ہوئی تو وہ صوفی بننا چاہتے ہیں اور صوفی فوراً رجوع الی الحق کرتا ہے۔ کہ وہ نفس کا بندہ نہیں ہوتا۔ عجب نہیں کہ بنگاہ انصاف اس رسالہ کو دیکھ کر اپنے قول سے توبہ اور سجدہ غیر کی تحریم شائع کریں۔ واللہ الھادی ۱۲ منہ